غزنوی خاندان

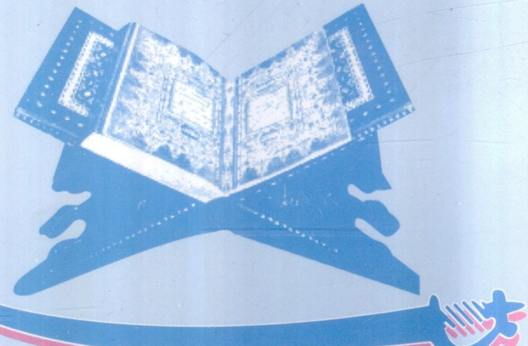

www.KitaboSunnat.com

تالیف

عبدالرشید عراقی

امام شمس الحق ڈیانوی پبلشرز۔ کراچی

پوسٹ بکس نمبر ۱۸۱۳۰۔ کراچی ۷۴۷۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

المكتبة الاسلامية
3/J-50 جوہر ٹاؤن لاہور
نمبر 364

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ

یہ تو نصیحت ہے جو چاہے اسے یاد کرے۔

غزنوی خاندان

تألیف:

عبدالرشید عراقی

www.KitaboSunnat.com

ناشر:

امام شمس الحق ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ پبلشرز کراچی

پوسٹ بکس نمبر 18130 کراچی 74700

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : غزنوی خاندان

مصنف : عبدالرشید عراقی

تقدیم : پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی/محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

کمپوزنگ : ابوعبداللہ محمد آصف فون 0300-2248783

طبع اول : 2003ء مطابق 1423ھ

تعداد : ایک ہزار

﴿کتاب ملنے کے پتے﴾

اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور

فاران اکیڈمی اردو بازار لاہور

دارالکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

مکتبہ قدوسیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور

نعمانی کتب خانہ حق اسٹریٹ اردو بازار لاہور

مکتبہ ابوبیہ محمدی مسجد محمد بن قاسم روڈ (برنس روڈ) کراچی

مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی فون 2635935

مکتبہ نورِ حرم 60 نعمان سینٹر بلاک 5 گلشن اقبال، کراچی۔فون 4965124

الدارالراشدیہ نزد جامع مسجد الراشدی، موسیٰ لین، لیاری، کراچی۔فون 7542251

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

مولانا محمد اسحٰق بھٹی کے نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے غزنویہ میں شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کے شاگرد

مولانا سید عبداللہ غزنوی

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی

مولانا عبدالجبار بن سید عبداللہ غزنوی

مولانا عبدالواحد بن سید عبداللہ غزنوی

مولانا عبدالقدوس بن سید عبداللہ غزنوی

مولانا سید عبدالاول بن محمد بن عبداللہ غزنوی

مولانا عبدالغفور بن محمد بن عبداللہ غزنوی

مولانا عبدالاعلی بن عبدالعزیز بن عبداللہ غزنوی

(الحیاۃ بعد المماۃ ص352)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر (پاک وہند) میں تالیفات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ علمائے غزنویہ (امرتسر) کے ذریعہ آئیں۔

مشہور اہلحدیث عالم اور محقق شہیر

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی لکھتے ہیں کہ:

قریب قریب ان ہی ایام میں بمبئی کے بعض علم دوست عرب تاجروں کے ذریعہ حضرات علمائے غزنویہ (امرتسر) کا امراء وعلمائے نجد سے تعلق پیدا ہوگیا جس کے نتیجہ میں ہمارے معارف ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزید ورود ہوا۔ جب کہ نواب صاحب کا ذریعہ علمائے حدیث یمن تھے بزرگان غزنویہ مولانا محمد صاحب محشی تفسیر جامع البیان، مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالواحد رحمھم اللہ تعالیٰ کی توجہ سے شیخ الاسلامؒ کی بعض تصانیف طبع ہوئیں اور تدریسی طریقے سے آپ کی دعوت توحید اور ذکر فکر عوام تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

(حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ص 8)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان

ش آغاز 11
قدمہ 14
قریظ (پروفیسر حکیم راحت نسیم ہوہدروی) 20
ن ہائے گفتنی (محمد تنزیل الصدیقی الحسینی) 23
ولانا سید عبداللہ غزنوی 31
نام نسب اور خاندان 31
ولادت 31
ابتدائی تعلیم 31
علامہ حبیب اللہ قندھاری کی خدمت میں 32
مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی خدمت میں 33
دہلی کا سفر 33
دہلی سے وطن واپسی، کتاب وسنت کی دعوت، شرک وبدعت کی تردید، مخالفت اور جلاوطنی 34
وطن واپسی اور دوبارہ جلاوطنی 37
پشاور جلاوطنی اور امرتسر مستقل سکونت 39
خدمات 39
درس وتدریس 39
دعوت وتبلیغ 40
اشاعت کتب 40
تصوف وسلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید اور صحیح اسلامی زہد وعبادت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روحانیت کا درس کمالات	41
اخلاق وعادات	43
وفات	44
اعتراف عظمت	44
مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ	44
مولانا سید نواب صدیق حسن خان	45
مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی	46
مولانا سید عبدالجبار غزنوی	46
علامہ حبیب اللہ قندھاری	47
مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی	47
قاضی غلام قندھاری	48
مولانا سید عبداللہ غزنوی کے دوخاص رفیق	48
مولانا غلام رسول قلعوی	48
مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی	50
تلامذہ	52
مولانا حافظ ابراہیم آروی	53
مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری	56
مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری	57
مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری	58
مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی	62
مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی	63

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی	66
مولانا حافظ محمد رمضان پشاوری	68
مولانا عبدالوہاب دہلوی	69
مولانا قاضی ابوعبداللہ محمد خان پوری	71
مولانا سید عبداللہ غزنوی کی اولاد	**72**
مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی	**75**
مولانا عبدالجبار غزنوی	**76**
مولانا محمد حسین ہزاروی خویش مولانا عبدالجبار غزنوی	**84**
مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی	**86**
مولانا عبدالواحد غزنوی	**88**
مولانا عبدالرحیم غزنوی	**91**
مولانا سید عبدالاول غزنوی	**92**
مولانا سید عبدالغفور غزنوی	**93**
مولانا سید اسمٰعیل غزنوی	**95**
مولانا سید محمد داؤد غزنوی	**98**
ولادت	98
ابتدائی تعلیم	98
فراغت تعلیم کے بعد	101
سیاسی زندگی	101
اخبار توحید کا اجراء	105
چند اہم واقعات	**106**

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک ختم نبوت 106
آئین کمیشن کے سوالنامے کا جواب 108
دستور نہ اسلامی ہے نہ جمہوری 108
سعودی حکومت سے غزنوی خاندان کے مراسم 109
مسلک 110
حدیث نبوی سے محبت وشغف 110
مولانا ابوالکلام آزاد سے تعلقات 113
علماء کی صحبت اور ان کا احترام 113
کتب خانہ 114
فتویٰ لکھنے کا طریق کار 115
قادیانیت کی تردید 116
جماعت اہلحدیث کی تنظیم 117
انجمن اہلحدیث پنجاب 119
مغربی پاکستان میں جمعیۃ اہلحدیث کا قیام 119
جامعہ سلفیہ کا قیام 120
جامعہ سلفیہ کی کمیٹی 122
لاہور میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام کا اجراء 125
تصانیف 125
ادبی ذوق 127
مولانا ظفر علی خان اور مولانا داؤد غزنوی 130
داؤد غزنوی اور محمود غزنوی 132

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق وعادات	133
وفات	134
اولاد	135
مولانا داؤد غزنوی مشاہیر کی نظر میں	**135**
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	136
مولانا غلام رسول مہر	136
مولانا محمد حنیف ندوی	137
ڈاکٹر سید عبداللہ	138
شورش کاشمیری	138
رئیس احمد جعفری	139
محمد اسحٰق بھٹی	139
مولانا عبدالعظیم انصاری	140
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف	140
ابو یحییٰ امام خان نوشہروی	142
ابوالمحمود ہدائت اللہ سوہدروی	143
حکیم مولوی عبداللہ خاں نصر سوہدروی	145
حکیم عنائت اللہ نسیم سوہدروی	147
سید عمر فاروق غزنوی	**151**
سید ابوبکر غزنوی	**152**
حافظ محمد ذکریا غزنوی	**159**

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

برصغیر (پاک و ہند) کے علمی و دینی خاندانوں میں خاندان غزنویہ (امرتسر) ایک عظیم الشان خاندان ہے۔اس خاندان کی علمی و دینی اور سیاسی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔اس خاندان کی علمی و دینی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔اور سیاسی خدمات بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔تحریک آزادیٔ وطن میں اس خاندان کے افراد نے عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔

غزنوی خاندان کے سربراہ مولانا سید عبداللہ غزنوی (م 1298ھ) کی خدمات جلیلہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔کتاب وسنت کی اشاعت وتبلیغ اور شرک و بدعت کی تردید میں انہیں مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔انہیں بیشمار اذیتیں اور تکلیفیں دی گئیں اور ملک بدر کیا گیا۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی ولی کامل تھے۔ان کی تدریسی وتبلیغی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔اسی طرح مولانا سید عبداللہ کے دوسرے صاحبزادگان عالی مقام مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی اور مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ اجمعین کی تدریسی، دینی وعلمی خدمات ہماری تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی خاندان کے چشم و چراغ اور گل سرسبد تھے۔مولانا داؤد غزنوی جہاں کتاب وسنت کے علمبردار تھے وہاں انگریز سے نفرت اور بیزاری کا جذبہ بھی ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔مولانا داؤد غزنوی ساری زندگی فرنگی سامراج کے خلاف سینہ سپر رہے۔قید و بند سے بھی دوچار ہوئے مگر ان کے پائے ثبات واستقلال میں لغزش نہ آئی۔سیاسیات میں آپ دبستان ابوالکلام کے گل سرسبد تھے،لیکن بعد میں اپنی راہ علیحدہ متعین کر لی۔کانگریس سے استعفیٰ دے کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی شعلہ نوا خطیب تھے۔تقریر کرتے تو معلوم ہوتا کہ آگ کے گولے برس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ بڑے فصیح البیان مقرر تھے۔ جرأت، بیباکی، حق گوئی اور انگریز دشمنی میں پیش پیش تھے۔ علم وفضل کے اعتبار سے جید عالم دین تھے علوم اسلامیہ کے بحر ذخائر تھے۔

مولانا سید اسمٰعیل غزنوی کی خدمات جلیلہ قدر کے قابل ہیں۔ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن والیٔ سعودی عرب سے ان کے گہرے تعلقات تھے انہوں نے ان کو حاجیوں کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ان کا درجہ ایک وزیر کے برابر تھا ساری زندگی حاجیوں کی خدمت پر مامور رہے۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی کی خدمات بھی قدر کے قابل ہیں ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر ہوگئے۔ عمر تھوڑی پائی زندہ رہتے تو نام پیدا کرتے۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی کے حالات زندگی نزہۃ الخواطر کی ساتویں جلد میں مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی نے لکھے ہیں، آپ کے فرزند ارجمند مولانا سید عبدالجبار غزنوی اور مولانا غلام رسول قلعوی نے سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے تاریخ اہلحدیث میں ان کے مختصر حالات لکھے ہیں مولانا سید ابوبکر غزنوی نے بھی سیدی وابی کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی جس میں مولانا سید داؤد غزنوی پر 24 اہل قلم کے مقالات درج کیے ہیں اور خود بھی مولانا غزنوی کے حالات زندگی اور ان کی علمی و دینی اور سیاسی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے شروع میں مولانا سید عبداللہ غزنوی کے تفصیل سے حالات لکھے ہیں۔

مولوی بدرالزمان محمد شفیع نیپالی نے ''الشیخ عبداللہ غزنوی'' کے نام سے 168 صفحات پر ایک کتاب مرتب فرمائی جو 1984ء میں محترم ضیاء اللہ کھوکھر (گوجرانوالہ) نے شائع کی اس میں سید عبداللہ غزنوی کے حالات زندگی اور ان کے علمی حالت کا تذکرہ ہے علاوہ ازیں آپ کے اساتذہ معاصرین اور مشہور تلامذہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

میں نے اپنی اس کتاب میں مولانا سید عبداللہ غزنوی کے حالات کے علاوہ ان کے صاحبزادگان عالی مقام ''مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا سید عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی اور پوتوں میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا عبدالاول غزنوی، مولانا عبدالغفور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزنوی، مولانا سید اسمٰعیل غزنوی اور مولانا حافظ محمد زکریا غزنوی اور پڑپوتوں میں مولانا سید ابوبکر غزنوی کا تذکرہ کیا ہے۔ اوران حضرات کی علمی ودینی وسیاسی خدمات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

میں حکیم راحت نسیم سوہدروی کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تقریظ لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنے والد محترم پروفیسر حکیم عنائت اللہ سوہدروی مرحوم کے حوالہ سے مولانا سید داؤد غزنوی کی علمی وسیاسی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔

میں محترم محمد تنزیل الصدیقی الحسینی صاحب کا شگر گزار ہوں کہ ان کے زیر اہتمام میری یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس محنت کو قبول فرمائے اور نجات کا ذریعہ بنائے۔

عبدالرشید عراقی

16 مئی 2000/11۔صفر 1421ھ

ضلع گوجرانوالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

1145ھ میں امام شاہ ولی اللہ دھلوی سفر حجاز سے واپس آئے تو انہوں نے اپنی زندگی برصغیر (پاک و ہند) میں اشاعت حدیث اور ترویج سنت میں صرف کر دی۔ درس و تدریس وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کی طرف پوری توجہ کی آپ نے حدیث کی اول الکتب ''موطا'' امام مالک کی دو شرحیں بنام المسوی (عربی) اور المصفی (فارسی لکھیں اور تراجم البخاری کے نام سے صحیح بخاری کے ترجمۃ الباب کی شرح لکھی علم اسفار حدیث میں مسلسلات (عربی) اور الارشاد الی مہمات الاسناد (عربی) مرتب فرمائی۔

اس کے ساتھ مسلک اہل حدیث کی وضاحت اور تائید کے لئے انہوں نے الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (عربی) اور احکام الاجتہاد (عربی) لکھیں اور اس کے ساتھ ایک بے نظر کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' (عربی) تصنیف فرمائی جس میں حکمت تشریع، حدیث، فقہ، تصوف، اخلاق اور فلسفہ جملہ علوم پر سیر حاصل بحث کی۔

امام شاہ ولی اللہ کی وفات 1176ھ کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی ان کے جانشین ہوئے اور اپنی ساری زندگی حدیث کی تدریس اور اس کی نشر و اشاعت میں بسر کر دی۔ انہوں نے اپنی تفسیر فتح العزیز (فارسی) میں صاف طور پر تقلید کی تردید کرتے ہوئے عمل بالحدیث کی طرف توجہ دلائی ہے۔

شاہ عبدالعزیز کے انتقال 1239ھ کے بعد ان کے نواسہ مولانا شاہ محمد اسحٰق بن مولانا محمد افضل فاروقی ان کی مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ شاہ محمد اسحٰق نے 20 سال تک دہلی میں حدیث کی تدریس فرمائی۔ 1258ھ میں شاہ محمد اسحٰق نے حرمین شریفین ہجرت کی تو ان کی مسند تدریس پر شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی جنہوں نے 13 سال مولانا شاہ محمد اسحٰق کی خدمت میں گزارے تھے فائز ہوئے مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی نے دہلی کی مسجد واقعہ پھاٹک حبش خان میں کتاب و سنت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریس و تعلیم میں یکسوئی کے ساتھ مشغول رہے۔ اس 62 سالہ دور میں کتنے لوگ آپ سے مستفید ہوئے، ان کا شمار مشکل ہے۔

لا یعلم جنود ربک الا ھو

مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے تلامذہ نے سارے برصغیر میں پھیل کر اپنی زندگیاں اشاعت کتاب و سنت میں صرف کر دیں اور وہ سب اپنی محنت اور کوششوں میں کامیاب ہوئے۔ حدیث کی نشر و اشاعت عام ہوئی لوگ عامل بالحدیث ہو گئے اور جو ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ دور ہوا اور روشنی پھیل گئی۔

مولانا سید سلیمان ندوی تراجم علمائے حدیث ہند مؤلفہ مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> ”اس تحریک (اہلحدیث) کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ مدت کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا۔ یہ جو خیال ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے رفع ہو گیا اور لوگ از سر نو تحقیق و کاوش کے عادی ہونے لگے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو پیدا ہوئی اور قیل و قال کے مکدر گڑھوں کی بجائے ہدایت کے اصلی سر چشمہ مصفا کی طرف واپسی ہوئی“۔ (ص 37)

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ نے درس و تدریس وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ حدیث کی جو خدمت کی وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک سنہری باب ہے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی لکھتے ہیں کہ

> ”شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحریک تجدید و احیائے سنت کو جماعت اہلحدیث نے علماً و عملاً سرگرمی سے جاری رکھا اس آفتاب سے دنیائے اسلام کے دور دراز گوشے روشن ہو گئے“۔

برصغیر (پاک و ہند) میں علم حدیث کی نشر و اشاعت (بذریعہ تدریس و تصنیف) کا علمائے عرب نے بھی اعتراف کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ سید رشید رضا مصری صاحب تفسیر المنار (م 1354ھ) علمائے اہلحدیث (ہند) کی خدمات حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ولولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث في هذا العصر لقضى عليه بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت في مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر حتى بلغت منتهى الضعف في اوائل هذا القرن الرابع عشر".

ہندوستان کے علمائے اہلحدیث نے علوم حدیث کی طرف خصوصی توجہ دی اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید یہ علم مشرق کے ممالک سے مٹ جاتا ہم دیکھتے ہیں کہ مصر، شام، عراق، اور حجاز میں دسویں صدی ہجری سے یہ زوال پذیر تھا اور چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں تو ضعف کی انتہا تک پہنچ چکا تھا"۔

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے تلامذہ میں سے جن علماء کرام نے درس و تدریس کے ساتھ خدمت حدیث میں قابل قدر خدمات انجام دیں ان میں مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (م 1334ھ) مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م 1337ھ) مولانا محمد بشیر سہسوانی (م 1326ھ) مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی (م 1351ھ) مولانا عبدالجبار عمر پوری (م 1344ھ) مولانا احمد اللہ محدث پرتاپ گڑھی (م 1362ھ) وغیرہم تھے انہوں نے ساری عمر حدیث پڑھنا اور پڑھانا مشغلہ رکھا۔

دعوت و تبلیغ میں حضرت میاں صاحب کے تلامذہ میں مولانا حافظ ابراہیم آروی (م 1319ھ). مولانا سلامت اللہ جیراج پوری (م 1322ھ) مولانا عبدالصمد اوگانوی (م 1318ھ) مولانا عبدالغفار مہدانوی (م 1315ھ) اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م 1326ھ) سرفہرست تھے۔

تصنیف و تالیف میں مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے تلامذہ میں مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی (م1329ھ) مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری (م1353ھ) مولانا عبدالتواب محدث ملتانی (م 1362ھ) مولانا احمد حسن دہلوی (م 1338ھ) مولانا حافظ ابوالحسن سیالکوٹی (م 1325ھ) مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م 1342ھ) اور مولانا وحید الزمان حیدر آبادی (م1338ھ) وغیرہم تھے۔

جنہوں نے علم حدیث کی طرف توجہ دی اور گرانقدر لٹریچر عربی، فارسی اور اردو میں فراہم کیا۔

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ میں علمائے غزنویہ (امرتسر) منفرد حیثیت کے حامل تھے ان علمائے کرام نے درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، تصنیف و تالیف کے ذریعہ اشاعت دین اسلام، کتاب و سنت کی نشر و اشاعت، شرک و بدعت کی تردید کا فریضہ انجام دیا۔ اس کے علاوہ علمائے غزنویہ نے تصوف و سلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید کرتے ہوئے صحیح اسلامی زہد و عبادت اور روحانیت کا درس دیا۔

علمائے غزنویہ میں حضرت عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی نے تدریس بھی فرمائی، لسانی تبلیغ بھی کی، اور روحانی تربیت بھی کی۔

مولانا عبدالجبار غزنوی نے تدریس بھی فرمائی اور روحانی تربیت بھی کی۔ مولانا عبدالواحد غزنوی نے زیادہ تر روحانی تربیت کی اور وعظ و تبلیغ بھی کی، مولانا عبدالرحیم غزنوی، مولانا عبدالاول غزنوی اور مولانا عبدالغفور غزنوی رحمہم اللہ اجمعین نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ حدیث میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

برصغیر (پاک و ہند) میں حضرت میاں صاحب کے تلامذہ نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ حدیث کی جو خدمت کی اس پر شام کے ایک محقق عالم محمد منیر دمشقی (م1369ھ) تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وھی نھضة عظمیة اثرت علی باقی البلاد الاسلامیة فاقتدی بھا غالب البلاد الاسلامیة فی طبع کتب الحدیث والتفسیر".

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ وہ عظیم الشان تحریک ہے جس نے دوسرے اسلامی ممالک پر بھی اثر ڈالا ہے چنانچہ بلاد اسلامیہ میں ان ہی کی اقتداء کرتے ہوئے حدیث و تفسیر کی کتابیں شائع کی جارہی ہیں''۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے تصوف و سلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید کرنے میں صحیح اسلامی زہد و عبادت اور روحانیت کا درس دیا یہ آپ کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے آپ کے اس کارنامہ میں آپ کے معاصرین میں مولانا غلام رسول قلعوی (م 1291ھ) اور مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی (م 1313ھ) بھی شامل ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی (م 1331ھ) مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م 1348ھ) نے بھی عوام دخواص کی روحانی تربیت کی۔

علمائے کرام کے حالات پڑھنا اور ان کی خدمت سے آگاہ ہونا ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے استاد عبدالعزیز لکھتے ہیں:

''لوگ اپنے علماء کے بغیر ایسے جاہل ہیں کہ انہیں انسانوں اور جنوں کے شیطان اچک لیں۔ علماء دین زمین کے لئے اللہ کی نعمت ہیں۔ وہ اندھیروں میں چراغ، ہدایت کی طرف راہبر، اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حجت ہیں۔ ان سے عقائد و افکار کی گمراہی ختم ہوتی ہے۔ اور قلوب و نفوس سے شک کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ وہ شیطان کے لئے باعث غیظ و غضب، ایمان کے مخزن اور امت کے ستون ہوتے ہیں۔ زمین میں انکی مثال ایسے ہے جیسے آسمان پر ستاروں کی مثال ہے۔ خشکی و تری میں زندگی کے اندھیروں میں ان سے ہدایت حاصل ہوتی ہے''۔

حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی جب غزنی سے ہجرت کرکے مستقل طور پر امرتسر میں قیام پذیر ہوئے۔ تو درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور روحانی تربیت کیساتھ ساتھ توحید، اتباع سنت، اور عقائد صحیحہ پر بہت سی کتابوں اور رسالوں کا فارسی اور اردو میں ترجمہ کرواتے رہے اور لوگوں میں مفت تقسیم کئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے غزنویہ کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم کی تصانیف سے عشق تھا۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی کے صاحبزادگان عالی مقام مولانا محمد بن عبداللہ، مولانا سید عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی، اور مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہم اللہ اجمعین کی توجہ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تصانیف طبع ہوئیں اور تدریسی طریقے سے آپ کی دعوت توحید اور ذکر و فکر کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

بہرحال یہ حقیقت ہے اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادگان عالی مقام نے برصغیر (پاک و ہند) خصوصاً پنجاب میں توحید و سنت کی اشاعت، اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں جو کارنامے نمایاں سرانجام دیئے۔ وہ برصغیر کی اسلامی تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔

عبدالرشید عراقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی

برصغیر (پاک و ہند) خصوصاً پنجاب میں علمائے غزنویہ (امرتسر) نے دین اسلام کی اشاعت، کتاب و سنت کی ترقی و ترویج، اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں جو کوششیں کیں وہ برصغیر کی اسلامی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

خاندان غزنویہ کے سربراہ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنوی کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے ان کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ نے افغانستان میں توحید و سنت کی تبلیغ کی اور شرک و بدعت کی تردید شروع کی۔ تو علاقہ کے علماء اور عوام آپ کے مخالف ہو گئے اور حکومت تک آپ کے خلاف غلط اور جھوٹی رپورٹیں پہنچائیں چنانچہ حکومت کی طرف سے آپ کو ملک چھوڑنے کا حکم ملا۔ اور آپ کو مصائب و آلام سے بھی دوچار کیا گیا۔ کوڑے بھی مارے گئے۔ ذلیل و رسوا بھی کیا گیا لیکن آپ کے پائے ثبات و استقلال میں لغزش نہ آئی۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے امرتسر کو اپنا مسکن بنایا۔ جہاں آپ نے درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے ذریعہ کتاب و سنت کی اشاعت کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو 12 فرزند عطا کئے۔ جو سب کے سب موحد تھے۔ وہ آپ کے قوت بازو بنے۔ اور اسلام کی اشاعت، کتاب و سنت کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید اور توبیخ میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی کے صاحبزادگان میں مولانا سید عبدالجبار غزنوی، مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی اور مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہم اللہ اجمعین کی خدمات جلیلہ بہت زیادہ ہیں۔

مولانا عبدالواحد مدتوں مسجد چینیانوالی لاہور میں خطیب رہے۔ والد مرحوم پروفیسر حکیم عنائیت اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسیم سوہدروی سے میں نے کئی بار سنا کہ میں نے 1929ء میں مولانا ظفر علی خاں کے ہمراہ مولانا عبدالواحد غزنوی کی زیارت کی تھی۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی خاندان غزنویہ کے گل سر سبد تھے ان کی اپنی علمی اور سیاسی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا والد مرحوم ان کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''مولانا سید داؤد غزنوی اپنے دور کے سب سے بڑے علمی دینی روحانی اور بہادر خاندان کے چشم و چراغ تھے بڑے وسیع العلم تھے صاحب فکر و تدبر تھے ان کی اصابت رائے اور علم وفضل کا تمام مکاتب فکر کے علماء اور سیاسی قائدین احترام کرتے تھے''۔

مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا:

''قائم ہے ان سے ملت بیضاء کی آبرو
اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی
رجعت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر
آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی''

مولانا سید داؤد غزنوی کا تعلق کانگرس سے بھی رہا مجلس احرار انہی کی کوششوں سے قائم ہوئی اور اس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ جمعیۃ العلماء ہند کے قیام میں بھی ان کا ہاتھ تھا۔ اور اس کے نائب صدر رہے۔ بعد میں کانگرس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے اور تحریک پاکستان میں ان کی خدمات قدر کے قابل ہیں علمائے اہلحدیث میں تحریک پاکستان کے سلسلہ میں جن علمائے کرام نے قریہ قریہ جا کر عوام کو آگاہ کیا ان میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی سرفہرست تھے۔

مولانا سید داؤد غزنوی کے فرزند مولانا سید ابوبکر غزنوی تھے جو پہلے اسلامیہ کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔ بعد میں انجینئرنگ یونیورسٹی میں چلے گئے۔ اور آخر میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر بنا دیئے گئے۔ پروفیسر ابوبکر غزنوی کی میں نے تقریریں سنی ہیں اور ان سے ملاقاتوں کا شرف بھی حاصل ہے پروفیسر ابوبکر غزنوی بڑے ذہین، طباع اور بڑے صاحب فکر و تدبر تھے عالم باعمل تھے۔ جوانی میں ہی اللہ کے حضور پہنچ گئے زندہ رہتے تو مزید نام پیدا کرتے۔

ایک دفعہ حکیم محمد سعید شہید نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مولانا سید ابوبکر غزنوی میرے خاص دوستوں میں سے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا جوانی کی عمر اور بہت زیادہ عبادت گزار اور ذکر و اذکار کرتے تھے لندن میں ایک حادثہ میں زخمی ہوئے اور ہسپتال میں داخل ہوگئے اخبار میں پڑھا تو میں دوسرے دن ان کی عیادت کے لئے لندن گیا ملاقات ہوئی تو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمانے لگے حکیم صاحب اب صرف دعا کی ضرورت ہے میرے لئے دعا کریں اور میں لندن ہی میں تھا کہ وہ وہاں انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے''۔

جناب عبدالرشید عراقی صاحب نے ''غزنوی خاندان'' کے نام سے یہ کتاب لکھی ہے اس میں حضرت سید عبداللہ غزنوی کے حالات زندگی اور دین حق کی اشاعت کے سلسلہ میں انہوں نے جو اذیتیں اور تکلیفیں اٹھائیں ان کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ ان کے صاحبزادگان عالی مقام میں مولانا محمد غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی اور مولانا عبدالواحد غزنوی کے حالات زندگی اور ان کی علمی و دینی خدمات کا تذکرہ کیا ہے اور پوتوں میں مولانا عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا حافظ محمد ذکریا غزنوی کا تذکرہ کیا ہے مولانا سید محمد داؤد غزنوی کا تذکرہ عراقی صاحب نے تفصیل سے کیا ہے۔ اور آخر میں مولانا سید ابوبکر غزنوی جو مولانا سید داؤد غزنوی کے فرزند ارجمند تھے اور مولانا سید عبداللہ غزنوی کے پڑپوتے تھے ان کے حالات اور ان کی خدمات کا ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے علمائے غزنویہ (امرتسر) کے حالات زندگی اور ان کے علمی و دینی اور سیاسی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے۔

حکیم راحت نسیم سوہدروی

ہمدرد دواخانہ سکیم موڑ اقبال ٹاؤن لاہور

13 مئی 2000ء/8 صفر 1421ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

سخن ہائے گفتنی

اللہ رب العزت نے اپنے بعض بندوں پر اپنی نعمتوں کا اتمام اس طرح کیا کہ انہیں علم و عمل سے بہرہ وافر دیا اور انکے بعد ان کے خاندان میں علم کی تخم ریزی ہوئی اور دو تین پشتوں تک مسلسل اس خاندان کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

قارۂ ہند کے متعدد خانوادے اس نعمت بیکراں سے بہرہ یاب ہوئے اسی سلسلہ طلائے ناب میں غزنی کے ایک مبارک خاندان کا شمار بھی ہے جسکی نسبت حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔

سید عبداللہ غزنوی اللہ کے ولی، اسلام کے خادم اور اپنے زمانے کے بڑے صاحب عزیمت بزرگ تھے۔ جب غزنی سے امیر ریاست نے علماء سوء کے بہکاوے میں آ کر جلاوطن کیا تو آپ نے امرتسر کو اپنا جائے سکونت قرار دیا، آپ کی سیرت کی سب سے بڑی خوبی نفس لمّارہ کو زیر کرنا تھا حتی کہ آپ نفس لوامہ کے مرحلے سے گزر کر نفس مطمئنہ کے مقام پر پہنچ گئے۔

مشہور محدّث اور سنن ابی داؤد کے شارح الامام ابوالطیب محمد شمس الحق الصدیقی الدیانوی العظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف ''غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد'' کے مقدمہ میں سید عبداللہ غزنوی کا ذکر دقی عقیدت واحترام کے ساتھ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''آپ ہیں شیخ، علامہ، سید، سند، مقدس کمالات والے، آخری زمانہ میں جو عزیز الوجود ہیں۔ مولانا اور فضل کے اعتبار سے ہم سے بہتر محمد اعظم بن محمد بن محمد شریف معروف بہ عبداللہ غزنوی امرتسری۔ آپ تھے اللہ کو پہچاننے والے، اس کی رضا کیلئے سب کچھ کرنیوالے، کثرت ذکر کرنیوالے عابد، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے متذلل، خاشع، خاضع، پرہیز گار، متواضع، حنیف، کامل، بارع، ملہم، مخلص صدیق کریم کہہ کر مخاطب کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ سخاوت کرنیوالے، رجوع کرنیوالے، حلیم، متوکل، متین، صابر، قناعت کرنیوالے، انہیں اللہ کی راہ میں کسی کے ملامت کی پرواہ کبھی نہ ہوئی، اللہ کی خوشنودی کو اپنے اہل وطن، اپنے مال و دولت، اپنے اہل و عیال اور خود اپنے نفس پر ترجیح دینے والے، مشہور احوال و مقامات والے، بڑے بڑے معرکوں والے۔ آپ اللہ کے دین کی مدد کیلئے صابر محتسب بن کر اٹھے، توحید و سنت کا باغ لگانے والے، میدان اخلاص کے شہسوار، زاہدوں کے پیشوا، بندوں میں یکتا، زمانے کے امام، رحمٰن کے ولی، قرآن کے خادم، اللہ کا تقرب حاصل کرنیوالے، آپ تمام احوال میں اللہ عزوجل کے ذکر میں مستغرق رہتے، حتی کہ آپکا گوشت، آپکی ہڈیاں، آپکے اعصاب، آپکے بال اور آپکا پورا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اسکے ذکر میں فنا ہونے والا تھا''۔ (غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد ج 1 / 12۔13 ط مطبع انصاری دہلی 1305ھ/1888ء)

سید عبداللہ غزنوی کی بدولت امرتسر ایک روحانی مرکز بن گیا جہاں دور دور سے تشنگان علم و معرفت اس ''چشمۂ خورشید'' کی انوار و تجلیات سے فیضاب ہونے کے لئے امڈتے چلے آتے تھے۔ پھر اس ''چشمۂ خورشید'' سے جو لوگ فیضاب ہوئے، ان میں بھی کیسے کیسے باکمال و اصحاب دانش موجود ہیں۔

مجمع فضائل و مناقب حافظ ابو محمد ابراہیم آروی بانی مدرسہ احمدیہ آرہ، شیخ الحدیث استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی، جامع العلوم علامہ رفیع الدین محدث شکرانوی، ادیب شہیر قاضی طلا محمد پشاوری، شرف العلماء مولانا محی الدین لکھوی، عالم جلیل القدر مولانا ابو عبدالرحمٰن عبداللہ پنجابی گیلانی، عالم کبیر مولانا غلام نبی سوہدروی، (مولانا مسعود عالم ندوی کے نانا بزرگوار مولانا عبدالصمد اوگانوی کے استاذ علم و معرفت) شاہ ممتاز الحق بہاری رحمۃ اللہ علیہم نے اس دانش گاہ علم و عرفان سے استفادہ کیا۔

منقول ہے کہ جب مولانا رفیع الدین شکرانوی، حضرت عبداللہ غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شما در انشاء راہ بودی کہ مرا الہام شد کہ

مژدہ باد کہ مسیحا نفسے می آید''

اور اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ ''از دست شما اشاعت توحید و سنت بسیار خواہد گشت انشاء اللہ تعالیٰ''

اور پھر دنیا نے مولانا رفیع الدین کی خدمت دین و سنت کو ملاحظہ بھی کیا[1]۔

سید عبداللہ غزنوی کثیر الاولاد تھے، تمام صاحبزادے علم دینی کی دولت سے مالا مال، فرزند اکبر مولانا محمد غزنوی نے انکی حیات ہی میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ علامہ اقبال اپنے مکتوب گرامی بنام محمد دین فوق 19 دسمبر 1922ء میں رقمطراز ہیں:

''مولوی عبداللہ غزنوی درس حدیث دے رہے تھے کہ ان کو اپنے بیٹے کے قتل کیے جانے کی خبر ملی۔(2) ایک منٹ تامل کیا، پھر طلباء کو مخاطب کر کے کہا ''برضائے او راضی ہستیم بیائید کہ کار خود کیم'' (ہم اس کی رضا پر راضی ہیں آؤ ہم اپنا کام کریں)۔ یہ کہہ کر پھر درس میں مشغول ہو گئے''۔ (انوار اقبال 72-71)

سبحان اللہ کیا پاک روحیں تھیں۔

سید عبداللہ غزنوی کے بارہ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی سے آگاہی ہوتی ہے، جن کے نام کتاب ہذا میں بھی اپنے محل پر فاضل مصنف نے رقم کیے ہیں، مگر مکتوب گرامی سید نذیر حسین محدث دہلوی بنام امام ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی میں انکے ایک صاحبزادے ''عطاء اللہ'' کا ذکر آیا ہے اور یہ نام سید عبداللہ غزنوی کے سلسلہ اولاد کے ضمن میں انکے کسی سوانح نگار نے رقم نہیں کیا ہے۔ ''مکاتیب نذیریہ'' تو ہماری نگاہ سے نہیں گزری، یہ مکتوب گرامی مولانا محمد عزیر سلفی نے ''حیاۃ المحدث شمس الحق و اعمالہ'' (ص:44) میں معرب نقل کی ہے، ضروری ہے کہ اس تحریر کو یہاں درج کر دیا جائے۔ وھو ھذا۔

1۔ مولانا رفیع الدین شکرانویؒ کی پاکیزہ سیرت کے جلوے راقم نے اپنی کتاب ''آسمان علم و فضل کے درخشاں ستارے'' میں رقم کیے ہیں یہ کتاب ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

2۔ قتل نہیں بلکہ وفات کی خبر ملی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اعلم ان الشیخ عطاء الله (1) الذی یذھب بھذا المکتوب الیک ھو ابن اخی الشیخ عبدالله الغزنوی المرحوم (1298ھ)، یحضر عندک لبعض الحوائج الدنیویة (أی حوائج النکاح). فالمر جومنک أن تسد حاجاته تنال الثواب عندالله".

سید عبداللہ غزنوی کے ایک صاحبزادے مولانا عبدالجبار الملقب بہ امام صاحب ہیں۔ جو اپنے والد کے مرحلہ دعوت وعزیمت میں شریک کار بھی ہیں علامہ شبلی نعمانی امرتسر میں مولانا عبدالجبار کی مجلس وعظ میں شریک ہوئے۔ فرماتے تھے کہ:

"یہ شخص جب اللہ کہتا تھا تو دل چاہتا تھا کہ سر اسکے قدموں پر رکھ دوں"۔

امام شمس الحق ڈیانوی اور امام عبدالجبار غزنوی کے درمیان بڑا ربط تھا۔ دونوں خلوص وللہیت کے رشتے سے منسلک تھے بقول مولانا فقیر اللہ پنجابی "ولی راولی می شناسد" (تفسیر السلف امام من صنف ملقب بہ اتباع السلف علی من خلفہ: 11)

امام عبدالجبار اپنے مکتوب گرامی بنام امام شمس الحق رقمطراز ہیں کہ:

"معدن محاسن اخلاق وشیم، مجمع مکارم، اعمال وکرم اخ مکرم حب محترم مکرمی مولوی محمد شمس الحق صاحب موفق خیرات وحسنات بودہ معزز دارین ومکرم کونین باشند"۔ (یادگار گوہری 40-41)

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اخی فی الله وحبی لوجه الله ورفیقی فی سبیل الله عالی مراتب مکرمی مولوی شمس الحق صاحب". (ایضاً: 143)

جبکہ امام ابوالطیب شمس الحق، امام عبدالجبار کے نام اپنے نامہ گرامی میں لکھتے ہیں۔

1۔ عین ممکن ہے کہ یہ "مکاتیب نذیریہ" یا "حیاۃ المحدث" کے کاتب کی غلطی ہو اور نام عطاء اللہ کی بجائے عبداللہ ہو۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بسم الله الرحمن الرحيم .نحمده و نصلی علی رسوله الکریم محمد و آله واصحابه اجمعین. از عاجز فقیر حقیر محمد شمس الحق عفی عنه. بگرامی خدمت ذی درجت جامع الفضائل و الکمالات ذوالمناقب الجلیله اخی مکرمی مخدومی مولانا عبدالجبار صاحب متع الله تعالی المسلمین بطول بقائکم و یمن علینا بشرف لقائکم . السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ورضوانه لله الحمد والمنة کہ ہم مع الخیر ہیں اور صحت آپ کی حق تعالی سے چاہتے ہیں۔دو ہفتہ سے زیادہ ہوا کہ گرامی نامہ آپ کا پاکر ممنون ومشکور ہوئے۔ جزاکم اللہ تعالی خیرا۔آپ کے مکاتیب جس وقت آتے ہیں ان کے مطالعہ سے اس قدر حظ وافر حاصل ہوتا ہے کہ ہم اس کو بیان نہیں کر سکتے مکرر سہ کرر اس کو دیکھتے ہیں تاہم تسکین نہیں ہوتی ہے۔اللہ تعالی نے میرے دل میں آپ کی محبت و مودت وعظمت اس قدر بھر دی ہے کہ جسکی حالت خود ہی رب العزت جانتا اور جو جملہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے بحق علی بن المدینی رحمۃ اللہ تعالی کے کہا تھا کہ ما استصغرت نفسی الا عند ابن المدینی ویسا ہی ہم آپ کی شان میں کہتے ہیں کہ ما استصغرت نفسی الا عند عبدالجبار. فہم معنی کتاب اللہ تعالی وسنت رسول اللہ ﷺ جو آپ کو حق تعالی کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ فہم حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ تعالی کے کسی تلامذہ کو عطا نہیں ہوا ہے۔ذلک فضل الله یوتیه من یشاء اور اس امر کو ہم نے اپنے متعدد تحریر میں بیان کیا ہے"۔(تفسیر السلف امام من صنف ملقب به اتباع السلف علی من خلفہ ص 11-10 مطبوعہ مطبع شوکت الاسلام بنگلور)

اس مکتوب گرامی کو نقل کرنے کے بعد امام عبدالجبار غزنوی کے تلمیذ رشید مولانا فقیر اللہ پنجابی مدراسی لکھتے ہیں۔

"یہ مولانا شمس الحق صاحب وہی حضرت معروف ومشہور بہ نزدیک ودور لاعند علماء الهند فقط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بل عند علماء النجد والیمن ومصرو مکۃ المعظمہ وغیر ہا ہیں ......ومسلم عندالکل ہیں اور جوان سے تعارف رکھتا ہے وہ ان کو صادق و صالح وموصوف بصفات عدیدہ جانتا ہے۔ پس ایسے موصوف شارح و خادم کتاب وسنت کی شہادت صادق بہ نسبت مولانا موصوف غزنوی کے کس درجہ کی وقعت رکھتی ہے اور آپ کو یہ اعتقاد اس درجہ کا مولانا موصوف غزنوی کی نسبت اس وجہ سے ہوا کہ آپ شارح حدیث ومحقق ہیں، آپ کے مزاج میں تعلّی وتفوق وکبر کا رائحہ تک نہیں ہے۔ بہت سادہ سید ھے سچے مسلمان ہیں ...... پس یہ مدح سچی صرف ایک دوشخص کی نہ رہی بلکہ کل علماء عرب وعجم کی ہوئی جو مولانا عظیم آبادی کو صادق جانتے ہیں"۔ (حوالہ مذکور ص 11)

امام عبدالجبار غزنوی سے جن کبار علمائے ذی اکرام نے استفادہ علمی کیا ان میں بالخصوص درج ذیل لائق تذکرہ ہیں۔

مولانا فقیراللہ پنجابی مدراسی، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا فضل اللہ مدراسی (م1361ھ)، مفتی محمد حسین (حنفی) امرتسری، قاضی محمد خان پوری، مولانا محمد حسین ہزاروی، مولانا حکیم عبیدالرحمان عمرپوری رحمۃ اللہ علیہم۔

مولانا عبدالجبار غزنوی کے حالات پر مولانا فقیراللہ پنجابی مدراسی نے مستقل کتاب تالیف فرمائی تھی، مگر افسوس کہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی (1)

سید عبداللہ غزنوی کے پانچ صاحبزادے اور تین پوتوں نے حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے بارگاہ علم سے استفادہ کیا۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا جو ان اخلاف سعید کو نعمت خداوندی کے طور پر ملا۔ محدث شمس الحق ڈیانوی نے "غایۃ المقصود" میں سید عبداللہ غزنوی اور ان کے چار صاحبزادوں کا شمار سید نذیر حسین کے طبقہ اولی کے تلامذہ میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

1۔ حضرت موصوف کے قدرے تفصیلی حالات راقم الحروف نے قلمبند کئے ہیں جو کہ ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور بابت 2 اگست، 9 اگست 2002ء، جلد 54 شمارہ 30-31 میں اشاعت پذیر ہوچکا ہے شائقین اس طرف مراجعت فرماسکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الشیخ الاجل العارف مولانا عبداللہ الغزنوی (رحمہ اللہ) ومن بنیہ الاتقیاء الصالحین اولی الفضل و الکمال اربعة اخوة: محمد المتوفی سنة ست و تسعین بعد الالف والمائتین. و عبدالجبار و عبدالواحد عبداللہ" (غایة المقصود).

سید عبداللہ غزنوی کے ایک حفید سعید مولانا عبدالاول بن محمد غزنوی ہیں جن کی خدمت حدیث و سنت لائق قدر وستائش ہے ایک اور حفید سعید مشہور انام سید محمد داؤد غزنوی ہیں جو ہندوستان کے بلند پایہ زعیم ورہنما، عالی مرتبت فقیہ ومحدث، صاحب کمال خطیب اور وسیع المشرب عالم دین تھے۔ ان کے روابط ہر طبقہ علم وفکر کے سر برآوردہ علماء وافاضل سے استوار تھے اور ہر طبقے میں عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ بقول مولانا ابوالاعلیٰ مودودی:

"وہ بہرحال ایک عالم وفاضل آدمی تھے انکے علم وفضل میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں جو شخص ان سے ملتا تھا وہ انکے علم وفضیلت اور شریفانہ طرز سے متاثر ہوتا تھا"۔

والیٔ سعودی عرب ملک ابن سعود رحمہ اللہ بھی ممدوح کے معتقد ومداح تھے۔ مولانا سید داؤد غزنوی کے ایک صاحبزادے سید ابوبکر غزنوی ہیں جو اپنے زہد وورع اور علم وفضل کی بناء پر علمی حلقوں میں مشہور ومعروف تھے اخلاص وللّٰہیت میں بھی کمال حاصل تھا۔ ہمارے عصر کے مشہور فاضل ومبلغ ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ خان (1) صاحب کو موصوف سے رشتہ بیعت وعقیدت حاصل تھا۔ سید ابوبکر غزنوی نے چمنستان حیات کی صرف 49 بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ 16۔ اپریل 1976ء کو لندن میں ایک حادثے میں وفات پائی۔

غزنی کے اس مبارک خانوادے کی بدولت ارض ہند پر عمدہ اثرات مرتب ہوئے، مجموعی طور پر اس خاندان کے ارکین نے علم حدیث کی نشر واشاعت کیلئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ صلاح وتقویٰ

1۔ افسوس کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس سال اغیار کی چشم بد کا شکار ہوکر درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پیراستہ اس خانوادہ کے افراد نے عوام الناس کی اصلاح کیلئے انتھک محنت کی۔ صریر خامہ کو بھی جنبش دے کر اچھا دینی لٹریچر مہیا کیا، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے جلیل القدر تلمیذ رشید امام حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی تصانیف پہلی مرتبہ اسی خانوادے کی بدولت منصۂ شہود پر آئیں۔

برصغیر پاک وہند کا ایک بڑا حلقہ اس خانوادۂ عالی قدر کی خدمت گونا گوں سے فیضاب ہوا، یا دش بخیر ناموس رسالت ﷺ پر اپنی جان قربان کرنے والے شہید اسلام غازی علم الدین کا خانوادہ بھی اسی خاندان کا عقیدت کیش تھا۔

زیر نظر کتاب علمائے غزنویہ کے مبارک تذکرے پر مبنی ہے، جس میں اس خاندان کے افراد علم کا حسین مرقع پیش کیا گیا ہے، اس تذکرے کے فاضل مؤلف ہمارے محترم ملک عبدالرشید عراقی صاحب ہیں، جن سے مخلصانہ روابط کی ابتداء ان کے نامے مرقومہ 27۔ اگست 1999ء سے ہوئی اور ان مخلصانہ روابط کی شدتوں کا اندازہ اس امر سے لگایئے کہ آج 15۔ اپریل 2001ء تک راقم کے نام ان کے گرامی ناموں کی تعداد 28 ہو چکی ہے۔ الحمد للہ یہ تعلق الفت ومحبت اور رشتہ انس وعقیدت ہمارے مابین قائم ہے اور دعا ہے کہ ہمیشہ قائم رہے۔ (آمین)۔

فاضل مؤلف کا اصل موضوع علمائے اہلحدیث کی تگ وتاز حیات اور ان کی خدمات بوقلموں کا تذکرہ ہے اس ضمن میں انہوں نے ایک کثیر مواد جمع کر دیا ہے جس سے افراد علم آئندہ استفادہ کریں گے۔ امید ہے کہ علمی حلقوں میں اس کتاب کی پذیرائی کی جائے گی۔

ان سطور کے گناہگار راقم کیلئے یہ امر بڑے فرحت وانبساط کا باعث ہے کہ موصوف کی یہ گراں قدر علمی تألیف "غزنوی خاندان" "امام شمس الحق ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ پبلشرز" کے تحت شائع ہو رہی ہے۔

دعا ہے کہ میزان الٰہی میں اس جہد وسعی کو سند قبولیت مل سکے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید عبداللہ غزنوی

نام ونسب اور خاندان

مولانا سید عبداللہ غزنوی کا نام ''محمد اعظم'' تھا مگر آپ نے اپنا نام ''عبداللہ'' رکھ لیا۔ شجرۂ نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن محمد بن محمد شریف غزنوی۔

آپ فرماتے تھے۔

''محمد کہ اعظم افضل از مخلوقات است ہماں رسول اللہ ہست تسمیہ بعبداللہ خوب است''۔

(اہل حدیث امرتسر 6۔ دسمبر 1918ء)۔

''محمد کا اسم گرامی رسول اللہ ﷺ کو ہی زیبا ہے جو ساری کائنات سے زیادہ عظمت رکھنے والے اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں میرا نام عبداللہ بہتر ہے''۔

افغان قوم کی ایک مشہور نسل ''ککے زئی'' کے نام سے موسوم ہے اور ''ککے زئی'' نسل کے جد اعلیٰ میں عبدالرشید تھے۔ کی اولاد میں تین شجرے ہیں۔ (1) عمر (2) عمرزئی (3) عمر خیل وری زئی۔ مولانا عبداللہ غزنوی کی نسبت عمرزئی قبیلہ کی طرف ہے۔

ولادت

آپ 1230ھ/1811ء میں افغانستان کے شہر غزنی کے موضع بہادر خیل میں پیدا ہوئے

ابتدائی تعلیم

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے ابتدائی تعلیم کن اساتذہ کرام سے حاصل کی اس کی تفصیل سوانح نگاروں نے نہیں بتائی۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں کہ:

''آپ بچپن میں غزنی کے علماء سے پڑھتے رہے علوم کی تعلیم آپ نے وہیں کی'' (داؤد غزنوی:220)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا بدرالزمان محمد شفیع نیپالی لکھتے ہیں کہ:

''گمان غالب یہ ہے کہ آپ کو ابتداً والدہ نے تعلیم دی ہوگی کیونکہ وہ کافی پڑھی لکھی تھیں'' (الشیخ عبداللہ غزنوی 160)

علامہ حبیب اللہ قندھاری کی خدمت میں

علامہ حبیب اللہ قندھاری اس وقت اپنے علاقہ کے جید عالم اور صاحب کمالات تھے۔ 1213ھ میں قندھار میں پیدا ہوئے علمائے قندھار، ایران، اور عرب سے استفادہ کیا 25 سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور قندھار میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا 1241ھ میں جب حضرت سید احمد شہید اور مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی اپنے قافلہ کے ہمراہ قندھار پہنچے تو علامہ حبیب اللہ قندھاری نے حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کی صحبت اختیار کی اور ان سے مستفیض ہوئے۔

علامہ حبیب اللہ قندھاری بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے۔آپ نے مختلف، موضوعات پر پشتو، عربی اور فارسی میں 35 کتابیں لکھیں۔آپ نے 52 سال کی عمر میں رمضان 1265ھ میں وفات پائی۔(1)

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے بعض علوم اسلامیہ میں علامہ حبیب اللہ قندھاری سے استفادہ کیا اور اسی سلسلہ میں آپ نے غزنی سے قندھار کا سفر کیا اور علامہ قندھاری کی صحبت اختیار کی۔

مولانا سید ابو بکر غزنوی لکھتے ہیں کہ:

''شیخ حبیب اللہ قندھاری کے چشمہ علم سے پیاس بجھانے کی خاطر آپ سفر کی سختیاں جھیلتے ہوئے قندھار پہنچے کچھ مدت ان سے استفادہ کیا اور وطن لوٹ آئے اس کے بعد جب کچھ مشکل مسئلہ پیش آتا آپ انہی کو لکھ بھیجتے حضرت شیخ کا جواب ہمیشہ محققانہ ہوتا۔اس کے کچھ مدت کے بعد مولانا عبداللہ غزنوی نے دوبارہ قندھار کا سفر کیا اور بعض مشکل کے حل کیلئے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو محقق قندھاری نے علماء کی محفل میں فرمایا:

1۔ملاحظہ ہو: اردو معارف اسلامیہ: 7/ 888-890

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مسایل دینیه راچنانکه ایں شخص می فهم من خود نمی فهم''

(دینی مسائل کو جس طرح یہ شخص سمجھتا ہے میں بھی نہیں سمجھتا) (داؤد غزنوی :221)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

''محقق قندھاری کے علم وفضل کی شہرت ان کے شاگردوں اوران کی تالیفات کے ذریعہ ہندوستان تک پہنچی چنانچہ ان کے شاگرد مولوی عبداللہ غزنوی تھے جنہوں نے پنجاب اور ہندوستان کے علمی حلقوں میں بہت عزت پائی اورلوگ اس شاگرد کے علم وافر سے استاد کی عظمت کا اندازہ لگاتے تھے''۔ (سیرت سید احمد شہید:39)

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی ذات محتاج تعریف نہیں آپ اپنے وقت کے عالم باعمل جلیل القدر محدث فقیہہ اور متبع سنت تھے۔ شاہ محمد اسحٰق دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے 1258ھ میں شاہ محمد اسحٰق کے جانشین ہوئے اور 62 سال تک دہلی میں تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دیا۔ اوراس 62 سال میں بے شمار حضرات آپ سے مستفید ہوئے جن کا شمار نا ممکن ہے۔

لا يعلم جنود ربك الا هو

دہلی کا سفر

مولانا سید عبداللہ غزنوی حدیث کی تحصیل کیلئے عازم دہلی ہوئے آپ کے شریک سفر مولانا غلام رسول قلعوی اور مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی تھے۔

مولانا محی الدین احمد قصوری نے ان کے اس سفر دہلی کی تفصیل اپنے ایک مضمون میں اس طرح بیان کی ہے کہ:

''جس وقت یہ تینوں بزرگ دہلی گاڑیوں کے اڈے پر پہنچے تو ایک بزرگ آدمی کو وہاں موجود پایا جس نے ان سے پوچھ کر کہ کہاں قصد ہے ان کا اسباب اٹھالیا اور کہا کہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ لوگوں کو وہاں پہنچادونگا وہ بزرگ ان تینوں بزرگوں کا سامان اٹھا کر میاں نذیر حسین کی مسجد میں لے گیا ان کا اسباب وہاں رکھا اور خود غائب ہو گیا وہ حیران کہ اس مزدور نے پیسے بھی نہیں لئے اور کہاں چلا گیا ہے جب کافی وقت گزر گیا تو انہوں نے کسی صاحب سے دریافت کیا کہ میاں صاحب کہاں ہیں اور کب آئیں گے تو اس نے جواب دیا کہ یہ میاں صاحب ہی تو تھے جو آپ کا سامان لائے ہیں اب وہ غالباً گھر آپ کے کھانے کا کہنے گئے ہیں۔ یہ تینوں بزرگ دل ہی دل میں بڑے نادم ہوئے چنانچہ جب میاں صاحب واپس تشریف لائے اور کھانا بھی لے آئے تو انہوں نے بہت ہی معذرت شروع کی تو میاں صاحب نے فرمایا آپ تحصیل حدیث کے لئے تشریف لائے ہیں تو حدیث بجز اس کے کیا ہے کہ خدمت خلق یہی حدیث کا پہلا سبق ہے"۔ (داؤد غزنوی:13)

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے میاں صاحب سے مع اپنے شریک سفر ساتھیوں صحاح ستہ کا درس لیا صحیح بخاری ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ 1857ء کا ہنگامہ ہو گیا اور یہ ہنگامہ 16 رمضان 1273ھ بمطابق 1857ء کو ہوا۔

دوران جنگ آپ پانچوں وقت مسجد میں تشریف لاتے اور نماز با جماعت ادا کرتے ہر طرف گولیاں چل رہی تھیں قتل و غارت کا سلسلہ جاری تھا مگر آپ بغیر کسی خوف کے مسجد میں تشریف لاتے۔

آغا شورش کاشمیری مرحوم اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"دہلی میں تھے تو 1857ء کی ساڑھ ستی کا زمانہ تھا گورا فوج نے چاروں طرف گولیوں سے ہلاکت کا طوفان اٹھا رکھا تھا مسجدیں اور انکے گردونواح کا علاقہ خصوصیت سے اس قتل عام کا مرکز تھا۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ مسجد کے حوض پر آ گئے گولیاں چلتی رہیں رائی برابر کھٹکا نہ کیا اس معجز نما جرأت کو دیکھ کر مقتدیوں نے بھی حوصلہ کیا اور گولیوں کی بوچھاڑ میں وضو کر کے نماز میں لگ گئے"۔ (داؤد غزنوی:65)

میاں صاحب فرمایا کرتے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میرے درس میں دو عبداللہ آئے ایک عبداللہ غزنوی اور دوسرے عبداللہ غازی پوری''۔

(تراجم علمائے حدیث ہند:455)

دہلی سے وطن واپسی، کتاب وسنت کی دعوت، شرک وبدعت کی تردید، مخالفت اور جلاوطنی

1857ء کے ہنگامہ میں مولانا سید عبداللہ غزنوی واپس اپنے وطن غزنی تشریف لے گئے اور توحید وسنت کی تبلیغ اور شرک وبدعت کی تردید شروع کردی اس وقت افغانستان میں شرک و بدعت اور جاہلانہ رسوم کا عام رواج ہو چکا تھا۔ بعض علمائے حق شرک و بدعت اور جاہلانہ رسوم کے خلاف آواز اٹھاتے تھے۔ لیکن علمائے سوء کے خلاف صف آراء ہونے کی قوت نہیں رکھتے تھے علامہ حبیب اللہ قندھاری جو حضرت عبداللہ غزنوی کے مربّی استاد تھے اس زمرے میں شامل تھے مولانا سید عبداللہ غزنوی جب وطن پہنچے تو آپ نے شرک وبدعت اور جاہلانہ رسوم کے خلاف آواز حق بلند کیا اور کتاب و سنت کی طرف لوگوں کو دعوت دی چنانچہ لوگ آپ کے سخت مخالف ہوگئے۔ علمائے سوء نے ان کی پشت پناہی کی اور حکومت کو بھی آپ کے خلاف اکسایا مگر آپ نے ہمت نہ ہاری آپ نے اتباع سنت پر کمر باندھی بدعتوں اور مشرکانہ رسموں کے خلاف آواز بلند کی اور لوگوں کو علوم کتاب وسنت کی طرف دعوت دی۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں کہ:

''جب آپ نے خالص توحید اور اتباع سنت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور بدعات اور مشرکانہ رسوم کے خلاف آواز اٹھائی تو خواص وعوام سے بہت سے لوگ علماء اور عوام جو آپ کے ارادت مند تھے آپ کے خلاف ہوگئے اور ایذا رسانی پر اتر آئے''۔ (داؤد غزنوی:226)

علمائے سوء میں جنہوں نے شیخ عبداللہ غزنوی کے خلاف محاذ قائم کیا ان میں ملا درّانی، ملا مشکی ورملا نصر اللہ لوہانی پیش پیش تھے۔ ان حضرات نے حکومت کو آپ کے خلاف کیا اس وقت امیر دوست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد خاں امیر کابل تھے۔انہوں نے علمائے سوء کی دل جوئی کی خاطر مولانا سید عبداللہ کو ایک طرف ایذ اپہنچائی اوراس کے بعد جلاوطنی کا حکم صادر کردیا۔مولانا غلام رسول مہر اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں کہ:

''مولانا سید عبداللہ غزنوی نے حق وصداقت کی راہ میں جو مشقتیں اور اذیتیں اٹھائیں ان کا تصور بھی دل پر لرزہ طاری کردیتا ہے۔وہ تنہا ایک طرف اور پوری حکومت دوسری طرف تھی۔مگر مولانا سید عبداللہ غزنوی مرحوم ومغفور کے پائے ثبات واستقلال میں خفیف سے لرزش بھی رونما نہ ہوئی۔گھر بار چھوڑ دیا۔وطن سے نکل آئے عزیزوں اور خویشوں سے مفارقت گوارا کرلی لیکن جن باتوں کو وہ حق سمجھتے تھے ان سے تمسک برابر قائم رکھا''۔(داؤد غزنوی:31)

چنانچہ امیر دوست محمد خان نے آپکو جلاوطن کریا۔آپ غزنی سے سوات اور وہاں سے ہزارہ تشریف لائے اور اسکے بعد پنجاب آگئے اور لوگوں کو کتاب وسنت کی دعوت دی اور اسکے ساتھ کتاب وسنت پر عمل کرنے کی ترغیب بھی دیتے کچھ عرصہ بعد آپ پنجاب سے ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے۔اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد اپنے وطن غزنی تشریف لے گئے آپکا خیال تھا کہ اب کافی عرصہ گزر گیا ہے امیر دوست محمد خان کے حالات بدل گئے ہونگے لیکن آپکو گئے ہوئے ابھی ایک ماہ کا عرصہ گزرا کہ امیر دوست خان نے دوبارہ آپکی جلاوطنی کا حکم صادر کرایا۔لیکن آپ افغانستان کے باہر نہیں نکلے بلکہ ملک نادرہ چلے گئے اور وہاں اقامت اختیار کرلی امیر دوست محمد خان نے وہاں بھی ٹکنے نہ دیا۔ تو آپ نے اپنے اہل وعیال سمیت یاغستان میں رہائش کرلی۔

علمائے سوء نے آپکے خلاف محاذ قائم کیا ہوا تھا چنانچہ انہوں نے آپ پر حملہ کرادیا۔آپ کے بعض مرید اور عقیدت مند آپکے ساتھ تھے انمیں سے کئی ایک زخمی ہوئے لیکن آپ اور آپکے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا فضل وکرم کیا اور اس جنگل بیابان میں اپنی نعمتوں سے نوازا آپکے فرزند ارجمند امام مولانا سید عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں کہ:

''سبحان اللہ! ان آزمائشوں کے دور میں اور جلاوطنی اور تمام جہان کی دشمنی کے زمانہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس قدر خوشحال تھے کہ کسی امیر کو میں نے آپ سے بڑھ کر خوشحال نہیں دیکھا۔ گویا غیب سے رنگارنگ کی نعمتیں آپ کے سر پر برستی تھیں وہ کونسی نعمت تھی جو ان پہاڑوں میں آپ کے پاس نہیں پہنچی تھی"۔ (داؤد غزنوی:228)

وطن واپسی اور دوبارہ جلاوطنی

آپ یاغستان میں مقیم تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ امیر دوست محمد خان کا ہرات میں انتقال ہو گیا ہے اور امیر شیر علی خان امیر کابل مقرر ہوا ہے تو آپ یاغستان سے واپس اپنے وطن غزنی تشریف لے آئے۔ علمائے سوء نے امیر شیر علی خان کو بھی آپ کے خلاف بھڑکایا جب آپ کو اطلاع ملی کہ علمائے سوء میرے خلاف محاذ قائم کر رہے ہیں تو آپ نے امیر شیر علی کو ایک خط لکھا کہ

"میں مظلوم ہوں حاسدوں نے مجھ پر جھوٹی تہمتیں باندھی ہیں تمہارے باپ نے مجھے ملک بدر کر دیا تم اپنے باپ کی پیروی نہ کرنا"۔

امیر شیر علی خان نے جواب میں آپ کو لکھا کہ

"میں تمام رعایا کے خلاف ایک شخص کی رعایت نہیں کر سکتا۔ تم فوراً ہمارے ملک سے باہر ہو جاؤ"۔

چنانچہ جب اخراج کا حکم آپکے پاس پہنچا تو آپ حیران ہوئے کہ اب کس طرف جاؤں چنانچہ آپ ایک غار میں چھپ گئے اور ایک مدت تک اس غار میں پوشیدہ رہے انہی دنوں آپ کو الہام ہوا۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (الانعام :45)

"پس جن لوگوں نے ظلم ڈھایا تھا ان کی جڑ کاٹ دی گئی ہے اور حمد و ستائش اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔

اس الہام پر امیر شیر علی خان کی حکومت کا تختہ الٹنے کی بشارت تھی چنانچہ چند ہی دنوں میں اسکا تختہ الٹ دیا گیا ہے اس نے ہرات جا کر پناہ لی اور میر افضل خان امارت کے منصب پر فائز ہوا۔

علمائے سوء نے میر افضل خان کو بھی آپ کے خلاف اکسایا۔ اور اس نے آپ کی گرفتاری کا حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صادر کر دیا۔ چنانچہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کے تین صاحبزادگان عالی مقام مولانا عبداللہ بن عبداللہ، مولانا محمد بن عبداللہ اور مولانا عبدالجبار بن عبداللہ گرفتار ہوئے آپ کو معہ اپنے صاحبزادگان سردار محمد عمر خان امیر ''مقر'' کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ آپ کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی نرم پڑ گیا اور آپ سے کہنے لگا۔

''آپ کیوں اس راستے کو چھوڑ نہیں دیتے جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں''۔

آپ نے جواب میں فرمایا:

''مجھ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں کتاب و سنت کو جاری کروں۔ اور مجھے یہ الہام ہوا ہے:

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ .(البقرة:120)

''اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی اس علم کے بعد جو تیرے پاس آ چکا ہے تو کوئی حامی و مددگار تجھے اللہ کی سرزنش سے نہیں بچا سکے گا''۔

لیکن ان لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور علمائے سوء نے امیر افضل خان کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ یہ شخص راہِ راست پر نہیں آ سکتا اسکا کفر ثابت ہو چکا ہے اس لئے اس کو قتل کر دیا جائے۔ اب دوبارہ تحقیق کی ضرورت نہیں ہے سب علمائے سوء نے آپ کے قتل کے فتویٰ پر دستخط کر دیئے۔ لیکن ملا مشکی نے دستخط نہ کئے۔ تو اسکے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ آپ کو درّے مارے جائیں سر اور داڑھی مونڈھ دی جائے اور گدھے پر سوار کر کے تشہیر کی جائے۔

تاریخ ''اہل حدیث'' میں مرقوم ہے کہ

''امیر افضل خان کی مرضی سے سب نے متفق ہو کر درّے مارنے اور گدھے پر سوار کر کے شہر میں پھرانے کا فتویٰ صادر کیا۔ چنانچہ آپکو اور آپکے تینوں بیٹوں (مولانا عبداللہ، مولانا محمد، مولانا عبدالجبار) کو شہر میں پھرایا گیا۔ اور درّے مارنے شروع کئے اور جب وہ ظالم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تشہیر اور زدوکوب سے فارغ ہوئے تو آپکو بیٹوں سمیت قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اور دوسال تک قید رہے"۔ (تاریخ اہل حدیث 436)

دوسال کے بعد آپ رہا ہوئے تو امیر افضل خان نے وفات پائی تو اسکے بعد امیر اعظم خان تخت پر بیٹھا تو اس نے آپکی جلاوطنی کا حکم صادر کر دیا۔ تو آپ غزنی سے پشاور تشریف لے آئے۔

پشاور جلاوطنی اور امرتسر میں مستقل سکونت

جب امیر محمد اعظم خانؒ کا حکم جلاوطنی آپ کو ملا تو آپ مع اہل وعیال غزنی سے پشاور پہنچے چنانچہ پشاور میں آپ نے کچھ دن قیام کیا اور اس کے بعد آپ مشرقی پنجاب کے شہر امرتسر تشریف لے گئے۔ اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی 15 سال تک مصائب وآلام کا شکار رہے اب امرتسر میں کافی سکون ملا اور مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات ملی۔

خدمات

امرتسر میں قیام کے بعد آپ درس وتدریس، وعظ وتبلیغ، توحید وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں مشغول ہوئے۔ امرتسر کو آپ نے روحانی مرکز قرار دیا۔ اور دوسرے تین مراکز جو درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور جہاد سے متعلق تھے دہلی، بھوپال اور پٹنہ تھے۔ (1)

درس وتدریس

مولانا سید عبداللہ غزنوی جب غزنی سے آ کر امرتسر میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کے دل میں توحید وسنت کی اشاعت اور بدعات اور مشرکانہ رسوم سے پاک اسلام کی تبلیغ کا بے پناہ جذبہ موجزن تھا۔ چنانچہ آپ نے مدرسہ غزنویہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کی جس میں آپ اور آپ کے صاحبزادگان عالی مقام مولانا عبداللہ بن عبداللہ، مولانا محمد بن عبداللہ، مولانا عبدالجبار بن عبداللہ اور

1۔ ان چاروں مراکز کی تفصیل مصنف نے اپنی کتاب "اہل حدیث کے چار مراکز" میں لکھی ہے۔ (ناشر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا محمد حسین بٹالوی نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا چنانچہ آپ سے بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا اور آپ کے درس کی شہرت پورے ہندوستان میں ہوگئی۔ آپ کے تلامذہ نے ہندوستان میں مسلک اہل حدیث کے فروغ میں نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔

دعوت و تبلیغ

درس و تدریس کے علاوہ تبلیغ کے ذریعہ بھی آپ نے دینِ اسلام کی خدمت انجام دی۔ کتاب و سنت سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ بدعت اور مشرکانہ رسوم سے بچنے کی ترغیب دیتے رہے اور اپنے تلامذہ اور معتقدین کو بھی تبلیغ دین کی خدمت میں ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک معتقد اور مرید محمد حسین کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ:

"حقیر کو خوابوں سے جو بات معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تمہارے لئے اسی میں ہے کہ تم دین کی اشاعت کرو اسلئے دین کی اشاعت میں پوری کوشش کرنی چاہیئے اور تحمل کے ساتھ اذیتیں برداشت کرنی چاہیئں اللہ تعالیٰ کے احکام خصوصاً توحید اور وحدانیت باری تعالیٰ کی تبلیغ اور نشرو اشاعت مناسب طریقہ پر کیجئے"۔ (سوانح عمری (107:

اشاعت کتب

دین اسلام کی اشاعت کا ایک ذریعہ دینی و علمی کتابوں کی اشاعت بھی ہے چنانچہ مولانا سید عبداللہ غزنوی نے اسطرف بھی توجہ خاص کی اور کئی دینی رسائل اور کتابیں جو توحید، اتباع سنت اور عقائد صحیحہ سے متعلق تھیں فارسی اور اردو میں ترجمہ کرا کے شائع کیں اور لوگوں میں مفت تقسیم کیں۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں کہ:

"توحید اور اتباع سنت اور عقائد کی بہت سی کتابیں اور رسالے عام لوگوں کے نفع کے واسطے فارسی اور اردو زبان میں ترجمہ کرا کے چھپوائے اور مفت تقسیم کرائے"۔ (سوانح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمری:22)

تصوف وسلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید صحیح اسلامی زہد وعبادت اور روحانیت کا درس

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے تصوف وسلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی سختی سے تردید کی اور صحیح اسلامی زہد وعبادت اور روحانیت کا درس دیا اور اسی سلسلہ میں اپنے تلامذہ اور معتقدین کو ہدایت فرماتے رہتے تھے مولانا عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں کہ:

''آپ ارباب ذوق کو فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری پیشانی کھیتی ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ برے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو خراب کرلو''۔(سوانح عمری:3)

کمالات

شیخ عبداللہ غزنوی صاحب کمالات تھے۔قرآن وحدیث سے بہت زیادہ شغف تھا۔مولانا غلام رسول قلعوی فرماتے ہیں کہ:

''مولانا عبداللہ غزنوی دو چیزوں کے بارے میں بہت کوشش فرماتے تھے۔پہلی چیز نماز کے اندر خشوع وخضوع دوسری چیز کلام اللہ میں تدبر اور غور وفکر اور فرماتے تھے کہ:''الحمد للہ ! میرا بال بال قرآن مجید کی محبت سے بھرا ہوا ہے''۔حدیث نبوی ﷺ سے بہت محبت اور عشق تھا اتباع سنت اور احیائے سنت میں اپنی ساری زندگی گزاردی''۔

آپ کے پیش نظر نبی ﷺ کی درج ذیل احادیث تھیں۔

(1) جس نے میری سنت میں سے کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جس کو میرے بعد چھوڑ دیا گیا ہو زندہ کیا تو اسے اتنا اجر ملے گا جتنا اس کے کرنے والے کو ملے گا اور کسی کے اجر میں سے کچھ کمی نہیں ہوگی۔(مسلم)

(2) جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔(ترمذی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید عبداللہ غزنوی مستجاب الدعوات تھے۔ مولانا محی الدین احمد قصوری ان کے مستجاب الدعوات ہونے کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ:

''میرے والد مولانا عبدالقادر قصوری کے پھوپھا مولوی غلام قادر کو مولانا سید عبداللہ غزنوی سے ملنے کا بہت شوق تھا ایک دن نماز عصر کے بعد شیخ کی خدمت میں امرتسر حاضر ہوئے۔ اور سید عبداللہ غزنوی کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت میرے لئے دعا فرمائیں پوچھا کیا دعا کروں عرض کیا کہ مجھے دردسر کا ایسا شدید دورہ پڑتا ہے کہ میں بے حال ہوجاتا ہوں اور میری نمازیں قضا ہوجاتی ہیں دعا فرمائیں کہ یہ شکایت دور ہوجائے۔ میری نماز باجماعت قضا نہ ہو چند منٹ ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور فرمایا: ''قبول شد انشاء اللہ''۔ دعا کے بعد میرے پھوپھا 45 سال زندہ رہے اس مدت میں نہ دردسر کی شکایت ہوئی اور نہ ہی کوئی نماز باجماعت قضا ہوئی''۔ (داؤد غزنوی 15)

مولانا سید عبداللہ غزنوی ذکر الٰہی بڑی توجہ سے کرتے تھے اور ان کے ذکر سے در و دیوار بھی ان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ مولانا محی الدین احمد قصوری لکھتے ہیں کہ:

''ایک دن میاں غلام رسول قلعوی کی کسی بات پر خفا ہو کر کہنے لگے'' مولوی غلام رسول تو مولوی شدی، محدث شدی، عالم شدی، واعظ شدی واللہ ہنوز مسلمان نہ شدی' یہ کہنا تھا کہ مولوی غلام رسول فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے۔ پھر فرمایا'' بگو لا الہ الا اللہ''۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی کا بیان ہے کہ:

''اس وقت مسجد کے در و دیوار سے لا الہ الا اللہ کی آواز آرہی تھی۔ (داؤد غزنوی 16)

مولانا سید عبداللہ غزنوی کی زندگی ایک عجیب صبر و استقامت اور اعتماد اور توکل علی اللہ کی نمونہ تھی دنیوی خواہشات سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کا پورا نمونہ تھی شیخ صبر و استقامت کا پہاڑ تھے 15 سال تک افغان حکومت کے مصائب و آلام کا شکار رہے لیکن پائے ثبات واستقلال میں لغزش نہیں آسکی اعلائے کلمۃ الحق میں اپنی مثال آپ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اجر عظیم عطا فرمایا تھا کہ

''ایک دن حدیث کی کتاب ''ریاض الصالحین'' آپ کے سامنے پڑھی جا رہی تھی جب یہ حدیث آئی کہ:

''شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے'' (ترمذی) تو آپ نے فرمایا: میں باوجودیکہ شہید نہیں ہوا تھا شہر کابل میں وہ پہلوان جو مجھے نہایت زور سے مار رہا تھا مجھے یہ بھی خبر نہ تھی کہ مجھے مار رہا ہے یا کسی اور کو''۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی 46-45)

اخلاق و عادات

اخلاق و عادات کے اعتبار سے مولانا عبداللہ غزنوی بلند مرتبہ تھے عفو و درگزر اور سخاوت میں ان کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ مولانا سید عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں کہ:

''مولوی عبدالاحد خان پوری نے ایک دن عرض کیا کہ میرے حق میں دعا کریں اللہ تعالیٰ ایمان میں استقامت دے۔ فرمایا میں تو اس شخص کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں جو کابل میں مجھ کو نہایت سختی سے مارتا تھا کہ یا اللہ اسکو معاف کر اور اس کو بہشت میں داخل کر، کیونکہ وہ جاہل تھا جانتا نہ تھا تمہارے واسطے کیوں نہ دعا کروں گا۔ میرے دل سے تو بے اختیار ان تمام مسلمانوں کے لئے دعا نکلتی ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک پیدا ہوئے ہیں اور اس وقت کے ان کافروں کے واسطے بھی ہدایت کی دعا کرتا ہوں جو زندہ ہیں کئی دفعہ میں نے آپ کی زبان سے سنا فرمایا کرتے تھے جن لوگوں سے میں نے قسم قسم کی تکلیفیں اور گوناگوں ضرر اٹھائے ہیں میں نے سب کو معاف کر دیا قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے لئے کسی کو نہ پکڑے''۔ (سوانح عمری:20)

مولانا سید عبداللہ غزنوی سخاوت کے وصف سے بہت زیادہ متصف تھے جب بھی روپے آتے اسی وقت غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وفات

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے سہ شنبہ 15 ربیع الاوّل 1298ھ مطابق 1879ء امرتسر میں انتقال کیا اور دروازہ سلطان ونڈ کے باہر عبدالصمد کشمیری کے تالاب کے کنارے سپرد خاک ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اعترافِ عظمت

مولانا سید عبداللہ غزنوی بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، فقیہ بھی تھے اور مجتہد بھی راست باز صوفی بھی تھے اور مجاہد بھی درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ سے پنجاب اور اسکے گردونواح میں علوم و معارف کے دریا بہادیئے انکی علمی فیاضیوں اور عظمت و جلالت کے باعث برصغیر (پاک وہند) کے شہروں سے شائقین علوم و معارف انکے حلقہ درس میں شامل ہوکر علمی برکتیں سمیٹنے کیلئے آتے یہاں تک کہ علوم کتاب و سنت کے اسی دریا سے بے شمار نہریں کٹ کٹ کر ہندوستان کے گوشے گوشے کو سیراب کرنے لگیں۔

برصغیر (پاک وہند) کے ممتاز اہل علم وقلم نے مولانا سید عبداللہ غزنوی کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے جن میں چند ایک اہل علم کے تاثرات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی

جب مولانا سید عبداللہ غزنوی کا انتقال ہوا تو مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے ایک تعزیتی مکتوب بنام مولانا عبداللہ بن عبداللہ و مولانا سید عبدالجبار لکھا۔ میاں صاحب لکھتے ہیں۔

"از عاجز محمد نذیر حسین بمطالعہ گرامی مولوی عبداللہ و مولوی عبدالجبار رحمہم اللہ تعالیٰ بالخیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح ہو کہ خیر و برکت کے جامع کے انتقال کی خبر سے بہت زیادہ رنج اور افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ انہیں بخش دے ان پر رحم کرے اور انہیں جنت الفردوس میں داخل کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واہ عبداللہ فنا فی اللہ شد

از جناب باریش تسلیم باد

چشمہ فیض کرامت شانِ او

رونق افزا چشمہ تکریم باد

ارحم الراحمین ۔ان لوگوں کو باپ کی وراثت کے طور پر جادہ شریعت پر گامزن رکھے۔ یہ عاجز اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ لوگوں کیلئے دعا اور دونوں جہانوں میں خیر وخوبی کے لئے استدعا کرتا ہے۔قبول فرمائیں۔

زیادہ سلام خیر الخاتم''۔(الحیاۃ بعد المماۃ 176)

مولانا سید نواب صدیق حسن خان

مولانا سید نواب صدیق حسن خان مرحوم فرماتے ہیں۔

''چراغ اگر ہزار چرخ زند مشکل کہ چنین ذات جامع کمالات برروئے ظہور آرد''۔(تقصار من تذکار جیود الاحرار 192)

''آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے''۔

دوسری جگہ نواب صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

''سید عبداللہ غزنوی کیا ہی خوب بزرگ تھے وہ حدیث نبوی اور مسنون راہ باطن کے علم کے جامع تھے لوگوں کو راہ حق دکھانے میں وطن کے اندر بدعتیوں سے بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیں۔عبادت وریاضت میں بڑی مشغولیت رکھتے تھے۔علم حدیث کی اشاعت اور اتباع سنت کے سلسلہ میں انہوں نے بڑا کام کیا۔معاصرین کے اندر اس باب میں کوئی ان جیسا دکھائی نہیں دیتا۔آپ اشاعت حدیث کا ایک آلہ اور بدعات ومحدثات کے میٹ دینے کا ایک ذریعہ تھے اصول اور فروع دونوں میں سلف صالحین کے طریقہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتے تھے مذہبوں اور اماموں کی تقلید کو دین مبین اور شرح متین کے مضبوط قلعہ میں ایک دراڑ سمجھتے تھے"۔ (تقصار من تذکار جیود الاحرار 194)

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"انہ کان فی جمیع احوالہ مستغرقا فی ذکر اللّٰہ عزو جل حتی ان لحمہ وعظامہ و اعصابہ واشعارہ و جمیع بدنہ کان متوجھا الی اللّٰہ تعالی فانیا فی ذکرہ عزوجل "(غایۃ المقصود: 12/1)

"وہ ہر وقت اور ہر حالت میں خدائے بزرگ و برتر کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے حتی کہ ان کا گوشت، انکی ہڈیاں، ان کے پٹھے اور ان کا ہر ہر بدن اللہ کی طرف متوجہ تھا، وہ اللہ عزوجل کے ذکر میں فنا ہو گئے تھے"۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی

آپ کے فرزندار جمند مولانا سید عبدالجبار غزنوی فرماتے ہیں کہ:

"وہ عبادت گزار، بہت زیادہ ذکر کرنے والے، اللہ کی طرف بہت رجوع کرنے والے اس کے سامنے بہت جھکنے والے اور خشوع و خضوع کرنے والے تھے گناہوں سے بچنے والے اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے سب سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے اور اسی سے دعا و التجاء کرنے والے تھے مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے اللہ کی طرف الہام اور خطاب سے نوازے جاتے تھے وہ اللہ کے لئے خاص کر دیئے گئے تھے بہت سچے بزرگ اور سخی تھی بڑے دردمند بردبار اللہ پر بھروسہ کرنے والے اور اس کی طرف رجوع کرنے والے مصیبتوں پر صبر کرنے والے اور اللہ کے اطاعت گزار تھے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت انہیں اللہ کی راہ سے قطعاً نہ روک سکتی تھی"۔ (داؤد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزنوی:219)

علامہ حبیب اللہ قندھاری

علامہ حبیب اللہ نے ایک دفعہ آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''مجھ کو معلوم ہے کہ تمہارا تربیث کرنے والا اللہ عزوجل ہے۔ تم کو میری حاجت نہیں ہے۔ اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آئے گا تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کیلئے گویا کر دے گا جس سے آپکا عقدہ حل ہو جائے گا''۔ (اہل حدیث امرتسر 6 دسمبر 1918ء)

مولانا سید عبدالحی الحسنی

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی لکھتے ہیں

''الشيخ الامام العالم المحدث عبدالله بن محمد بن محمد شريف الغزنوى الشيخ محمد اعظم الزاهد والمجاهد الساعى فى مرضاة الله المؤثر لرضوانه على نفسه و اهله و ماله و اوطانه صاحب المقامات الشهيرة المعارف العظيمة الكبيرة''. (نزهة الخواطر: 7/302-303)

''عبداللہ بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ تھے امام تھے عالم تھے زاہد تھے مجاہد تھے رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان، اپنا گھر بار، اپنا وطن سب کچھ لٹا دینے والے تھے علماء سوء کے خلاف ان کے معرکے مشہور ہیں''۔

آخر میں مولانا عبدالحی لکھتے ہیں کہ:

''ورع، حسن سمت، تواضع اور روحانیت ہی میں اشتغال رکھنے کا آپ پر خاتمہ ہو گیا تمام لوگ آپ کی تعریف اور آپ کے خصائل و عادات سے متعلق مدح سرائی پر متفق ہیں اس سلسلہ میں آپ ہی کا نام لیا جانے لگا تھا''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی غلام قندھاری

قاضی غلام قندھاری اپنے مکتوب بنام ملا سعد الدین مقری مولانا سید عبداللہ غزنوی کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں۔

”حقائق و معارف آگاہ، الموفق من عند اللہ قائد الخلق الی صراط اللہ محی السنۃ و قامع البدعۃ۔ میاں محمد اعظم صاحب صاحبزادہ کی نسبت جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ ”رجل مملؤ من السنة من الفرق الی القدم“. (سوانح عمری: 9)

مولانا سید عبداللہ غزنوی کے دو خاص رفیق

شیخ عبداللہ غزنوی جب تحصیل حدیث کے لئے شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ تو آپ کے رفیق سفر مولانا غلام رسول قلعوی اور مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی تھے ان تینوں علمائے کرام نے ایک ساتھ شیخ الکل محدث دہلوی سے حدیث کی تحصیل کی مولانا غلام رسول قلعوی اور مولانا حافظ محمد لکھوی سید عبداللہ غزنوی کے رفیق خاص تھے۔

مولانا غلام رسول قلعوی

مولانا غلام رسول بن مولوی رحیم بخش بن مولوی نظام الدین 1228ھ میں ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ کوٹ بھوانی داس میں پیدا ہوئے۔

پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید سے تعلیم کا آغاز ہوا۔ اسکے بعد مولانا نظام الدین لکھوی سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی۔ اور حدیث کی تحصیل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے کی۔ حدیث میں آپ کے شریک درس سید عبداللہ غزنوی تھے 20 سال کی عمر میں علوم اسلامیہ سے فراغت پائی۔ جب آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں شاہ عبدالغنی مجددی سے بھی حدیث کی سند واجازت حاصل کی۔

فراغت تعلیم کے بعد اپنے وطن قلعہ میہان سنگھ آ کر دین اسلام کی خدمت اور اشاعت میں مشغول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔آپ بہت بڑے مبلغ تھے۔آپ کا وعظ بہت مؤثر ہوتا تھا۔آپ کے وعظ سے ہزاروں غیر مسلم مسلمان ہوئے۔

1857ء کے ہنگامہ جنگ آزادی میں آپ دہلی میں تھے۔واپس آکر وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوگئے۔توحید و سنت کی اشاعت میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں پنجاب میں آپ نے توحید کا بیج بویا۔شرک و بدعت کی بیخ کنی کی آپ پنجاب میں بانی اشاعت توحید و سنت تھے،صاحب کرامات بزرگ تھے۔حق گوئی اور بیباکی میں بھی آپ کی مثال نہیں ملتی۔

1857ء کی تحریک آزادی میں آپ کو گرفتار کیا گیا اور لاہور میں سیشن جج لارڈ منٹگمری کی عدالت میں پیش کیا گیا اسی دوران یہ مشہور ہوگیا کہ مولانا غلام رسول کو پھانسی کا حکم ہوجائے گا چنانچہ ہزاروں آدمی عدالت کے باہر جمع ہوگئے لارڈ منٹگمری نے جب ہزاروں آدمی کو عدالت کے باہر دیکھا تو ان کے جمع ہونے کی وجہ معلوم کی تو اسکو بتایا گیا کہ مولوی غلام رسول پنجاب بھر کا استاد اور پیر ہے اور یہ لوگ اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اگر ہمارے پیر کو پھانسی ہوگئی تو ہم بھی زندہ نہیں رہیں گے یہ سن کر منٹگمری گھبرا گیا اور اس نے مولانا غلام رسول کو پھانسی کی سزا دینے کی بجائے نظر بند کر دیا اور کچھ عرصہ بعد آپ رہا کر دیئے گئے۔(تاریخ اہل حدیث:438)

رہائی کے بعد ساری زندگی وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس میں بسر کردی۔علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔تفسیر،حدیث،فقہ،فلسفہ اور تاریخ میں کامل استاد تھے ان کی پوری زندگی سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزری۔

تصنیف میں آپ کی درج ذیل کتابیں ہیں۔

(1)ایک رسالہ نماز میں تشہد کے وقت شہادت کی انگلی اٹھانے کے سلسلہ میں ہے۔

(2)دوسری کتاب رمضان کے آخری جمعہ کو چار رکعات قضائے عمر سمجھ کر پڑھنے کے ابطال میں ہے۔

(3)تیسری کتاب ''پکی روٹی'' پنجابی نظم ہے۔

(4)چوتھی کتاب سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے دو صاجزادے تھے مولانا عبدالقادر اور مولانا عبدالعزیز۔مولانا غلام رسول نے 63سال کی عمر میں1291ھ میں قلعہ میہان سنگھ میں انتقال کیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عبدالحی الحسنی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"الشیخ العالم المحدث غلام رسول قلعوی کان من العلماء راسخین فی العلم .(نزھة الخواطر:247/8)

مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی

مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی بھی شیخ عبداللہ غزنوی کے رفیق خاص تھے اور دہلی میں سید محمد نذیر حسین دہلوی سے ایک ساتھ حدیث پڑھی تھی۔

مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی1221ھ میں مشرقی پنجاب کے ضلع فیروز پور کے قصبہ لکھوکے میں پیدا ہوئے۔تعلیم کا آغاز اپنے والد محترم حافظ بارک اللہ سے کیا۔پہلے بھی قرآن مجید حفظ کیا اس کے بعد صرف،نحو،فارسی،منطق،فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں بھی اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں اس کے بعد لدھیانہ جاکر مختلف علماء سے مختلف علوم میں استفادہ کیا بعدازاں مولانا عبداللہ غزنوی اور مولانا غلام رسول قلعوی کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے اور شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی سے تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

دہلی سے واپس آکر وطن موضع لکھوکے میں1272ھ/1856ء میں"مدرسہ محمدیہ"کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کی اس درسگاہ سے ہزاروں علمائے کرام مستفیض ہوئے۔آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے تاہم چند مشہور تلامذہ یہ تھے۔

(1)مولانا عبدالرحمٰن محی الدین لکھوی(آپ کے صاجزادہ)

(2)مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی

(3)مولانا رحیم بخش لاہوری

(4)مولانا عبدالوہاب دہلوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(5) مولانا عبدالقادر بن محمد شریف لکھوی

مولانا حافظ محمد لکھوی علم و فضل کے اعتبار سے بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ جو کتاب ایک بار دیکھ لی وہ پوری کی پوری حافظہ میں نقش ہو جاتی تھی ان کی ساری زندگی درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ میں بسر ہوئی ان کی دینی خدمات کا اعتراف ان کے استاد شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے بھی کیا ہے۔

1319ھ میں مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت مولانا میاں سید نذیر حسین دہلوی کی بینائی کمزور ہو چکی تھی حافظ عبدالمنان صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کی مجھے پہچان لیا ہے تو شیخ الکل نے فرمایا ہاں میں نے تمہیں پہچان لیا ہے تم عبدالمنان وزیر آبادی ہو تم نے اور عبدالجبار غزنوی اور حافظ محمد لکھوی نے پنجاب میں توحید و سنت کی اشاعت کر کے میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائی ہے۔ (الاعتصام لاہور 12 اپریل 1974ء)

مولانا حافظ محمد لکھوی کے علم و فضل کا اعتراف جید علمائے کرام نے کیا ہے۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

العالم الکامل الصالح بن الصالح محمد بن بارک اللہ لکھوی الفنجابی (غاية المقصود: 13/1) حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی عالم تھے کامل تھے۔ صالح تھے اور ان کے والد بھی صالح تھے۔

حافظ صاحب فیاضی و ایثار میں بھی بہت آگے تھے نادار طلباء کی بھی امداد فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دوسرے غریب اور مساکین کی بھی امداد کرتے بے شمار یتیم لڑکیوں کی شادیاں بھی کیں۔ اخلاق و عادات کے اعتبار سے ان کی زندگی اسوۂ نبی ﷺ کی مظہر تھی اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے اور اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کرتے ہمیشہ فکر آخرت کا تصور دامن گیر رہتا۔ کوئی صدمہ پہنچتا تو صرف انا للہ وانا علیہ راجعون پڑھتے۔ حافظ محمد لکھوی صاحب کرامات بزرگ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب نے تصنیف وتالیف کی طرف بھی توجہ کی آپ کی زیادہ تصانیف پنجابی نظم میں ہیں آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

(1) نصاب الفقہ (انواع بارک اللہ) (2) شیر طریقت (3) حواشی انواع علم اللہ لاہوری (4) سیف السنہ (5) احوال الاخرت (6) زینت الاسلام (7) تفسیر محمدی (8) انواع محمدی (9) دین محمدی

مذکورہ کتابیں پنجابی نظم میں ہیں۔

(10) ابواب الصرف (فارسی) (11) سبیل الرشاد (فارسی) (12) علم النحو (فارسی) (13) علم الصرف (فارسی) (14) علم المعانی (فارسی) (15) قوانین الصرف (فارسی نظم) (16) حواشی سنن ابی داؤد (عربی) (17) التعلیقات علی مشکوۃ المصابیح (عربی)

مولانا حافظ محمد لکھوی نے 27 اگست 1893ء مطابق 13 صفر 1311ھ 90 سال کی عمر میں لکھو کے ضلع فیروز پور میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تلامذہ

مولانا سید عبداللہ غزنوی کی امرتسر کی زندگی درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ میں بسر ہوئی آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کی تعداد بہت زیادہ ہے یہاں آپکے چند مشہور تلامذہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تلامذہ میں آپ کے صاحبزادگان عالی مقام اور پوتے بھی شامل ہیں۔ لیکن انکا ذکر علیحدہ باب میں آئے گا۔ آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں

(1) مولانا حافظ ابو محمد ابراہیم آروی

(2) مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری

(3) مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری

(4) مولانا قاضی عبدالواحد خان پوری

(5) مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی

(6) مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(7) مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی

(8) مولانا حافظ محمد رمضان پشاوری

(9) مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی

(10) مولانا قاضی ابوعبداللہ محمد خان پوری

مولانا حافظ ابراہیم آروی ☆

مولانا حافظ ابومحمد ابراہیم بن عبدالعلی آروی کا شمار برصغیر کے مشہور علماء واعظین میں ہوتا ہے آپ 1264ھ میں ''آرہ'' صوبہ بہار میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا اور ابتدائی کتابیں مقامی علماء سے پڑھیں اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے دیوبند اور علی گڑھ کا سفر کیا اور مولانا یعقوب بن ملوک علی اور مولانا لطف اللہ سے استفادہ کیا اسکے بعد واپس وطن آئے اور مولانا سعادت علی بہاری سے بقیہ کتابیں پڑھ کر سند فراغ حاصل کی۔ حدیث کی تحصیل کے لئے سہارن پور کا سفر کیا اور مولانا احمد علی محدث سہارن پوری سے صحاح ستہ پڑھا اس کے بعد آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور حجاز میں شیخ احمد بن زینی دہلان، شیخ احمد بن اسعد دہان مکی اور شیخ عبداللہ بن حمید سے سند وقرأت و اجازت حاصل کی۔

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں آپ نے شیخ عبدالغنی مجددی سے حدیث کی سند واجازت حاصل کی۔ حرمین شریفین سے واپس آ کر مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی، مولانا شیخ قاضی محمد مچھلی شہری اور علامہ حسین بن محسن الیمانی سے بھی حدیث کی سند واجازت حاصل کی۔ دہلی سے آپ امرتسر آئے اور مولانا سید عبداللہ غزنوی کی صحبت اختیار کی۔ اور ان سے اکتساب فیض کیا۔

☆۔ مولانا حافظ ابومحمد ابراہیم آرویؒ کے تفصیلی حالات ''تاریخ علم وعمل کے چند غیر فانی نقوش'' از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی (زیر طبع امام شمس الحق ڈیانویؒ پبلشرز کراچی) میں شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراغت تعلیم کے بعد آرہ میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کی۔ مدرسہ احمدیہ اپنے عہد کا ایک منفرد دینی مدرسہ تھا۔اس مدرسہ میں ایک طرف انگریزی تعلیم پر توجہ کی جاتی تھی اور دوسری طرف جہاد کی ابتدائی تیاریوں کی طرف بھی توجہ کی جاتی تھی۔

اس مدرسہ میں بڑے بڑے جلیل القدر علمائے حدیث نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ مثلاً مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری اور مولانا محمد سعید محدث بنارسی اور اس مدرسہ سے نامی گرامی علمائے کرام فارغ التحصیل ہوئے۔ مثلاً مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی اور مولانا عبدالسلام مبارکپوری صاحب سیرۃ البخاری۔

مولانا ابو یحیٰی امام خان نوشہروی مرحوم اس مدرسہ کے بارے میں لکھتے ہیں

''مدرسہ احمدیہ آرہ اپنے عہد میں اہلحدیث بہار کی یونیورسٹی تھی جس میں تمام ملک کے طلباء حاضر رہے۔افسوس آج ہماری یہ یونیورسٹی برباد ہوگئی ہے۔(ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات:149)

مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں کہ

''مولوی نذیر حسین کے شاگردوں میں مولوی ابراہیم آروی خاص حیثیت رکھتے تھے وہ نہایت خوش گوار اور پر درد واعظ تھے وعظ کہتے تو خود روتے اور دوسروں کو رلاتے۔نئی باتوں میں سے اچھی باتوں کو پہلے قبول کرتے۔ چنانچہ نئے طرز پر انجمن علماء اور عربی مدرسہ اور اس میں دارالاقامۃ کی بنیاد کا خیال انہی کے دل میں آیا۔اور انہی نے 1890ء میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک مدرسہ آرہ میں قائم کیا اور اس کے لئے جلسہ مذاکرہ علمیہ کے نام سے ایک مجلس بنائی جس کا سال بسال جلسہ آرہ میں ہوتا تھا۔اسمیں انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی ندوہ کے قیام کے بعد 1313ھ مطابق 1896ء میں اس کا سب سے پہلا جلسہ آرہ سے باہر دربھنگہ میں ہوا۔اور وہاں بحث پیش آئی کہ ندوہ کے رہتے ہوئے اسکے قیام کی ضرورت ہے یا نہیں۔ بہرحال وہ قائم رہا اور مدتوں خوش اسلوبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیساتھ چلتا رہا۔1900ء میں میرے والد مرحوم مجھے اس مدرسہ میں بھیجنا چاہتے تھے مگر تقدیر کچھ اور تھی یہ تجویز عمل میں نہ آئی مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م1337ھ) سالہا سال تک اس میں پڑھاتے رہے مولانا عبدالسلام مبارکپوری، مولانا عبدالرحمان مبارکپوری اور ہمارے دوست مولانا ابوبکر محمد شیث جون پوری اور بہت سے علماء یہاں کے شاگرد ہیں۔حافظ صاحب کے بعد مدرسہ پر زوال آیا۔ابھی چند سال ہوئے ہیں کہ مدرسہ آرہ سے دربھنگہ منتقل ہوگیا اور مدرسہ احمدیہ سلفیہ کے نام سے مشہور ہے۔(حیات شبلی:3۔8)

مولانا سید سلیمان ندوی مقدمہ تراجم علمائے حدیث ہند میں لکھتے ہیں کہ

''مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی درسگاہ سے جو نامور اٹھے ان میں ایک مولانا ابراہیم صاحب آروی تھے جنھوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا۔اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی''۔(ص36)

مولانا حافظ ابراہیم آروی بہت بڑے واعظ اور مبلغ تھے آپ نے اودھ، مدراس، بمبئی، بنگال، پنجاب اور دکن کی سیر وسیاحت بذریعہ اشاعت اسلام کر کے مردہ دلوں کو زندہ کیا آپ کے وعظ اور تبلیغ سے ہزاروں مخلوق خدا راہِ مستقیم پر آ گئی۔اور سارے ہندوستان میں ایک نئی روح پھونک دی حافظ صاحب قوت تحریر اور وضاحت تقریر میں یگانہ روزگار تھے۔

مولانا حافظ ابراہیم آروی بہت عمدہ مدرس، ماہر تعلیم، مجاہد، اور علوم اسلامیہ کے مقبول عالم تھے۔ اور اس کے ساتھ اعلی پایہ کے منصف بھی تھے۔آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد 23 ہے مشہور تصانیف یہ ہیں۔

(1) تفسیر خلیلی 4 جلد (2) طریق النجاۃ فی ترجمۃ الصحاح من المشکوۃ (3) فقہ محمدی ترجمہ وشرح الدر البہیۃ للشوکانی (4) ارکان اسلام (5) القول المزید فی احکام التقلید (6) تلخیص الصرف (7) تلخیص النحو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ ابراہیم آروی بخیال ہجرت 1900ء مطابق 1318ھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے کچھ عرصہ طائف میں گزارا۔ اسکے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے مدینہ میں آپکا قیام ایک برس رہا۔ اور درود وسلام پڑھنا شغل تھا۔

ذی قعدہ 1309ھ بقصد چوتھے حج کیلئے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آئے۔ 6 ذی الحجہ 1319ء بحالت احرام ہیضہ کی بیماری سے انتقال کیا اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ مولانا فضل حسین بہاری لکھتے ہیں کہ

"افسوس کہ ان کی بے وقت موت سے مسلمانوں میں نہ صرف ایک عدد کی کمی ہوگئی بلکہ قوم کو من حیث القوم سخت نقصان پہنچا کیونکہ آدمی غایت ہی با اخلاص نیک نیت، سچے اور جوشیلے تھے۔ جس وقت جو امر حق ان کے ذہن میں ثابت ہوگیا ایک منٹ کے لئے بھی اس پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرتے تھے اور نہ اسکی پرواہ کرتے کہ لوگ مضحکہ اڑائیں گے۔ یا متلون المزاج کہیں گے اسی لئے ان کی نماز اور ان کا وعظ ایسا پر اثر تھا کہ اب انکو نہ صرف آنکھیں بلکہ دل ڈھونڈتا ہے آخر میں طبیعت کا رجحان تصوف کی طرف اور زیادہ ہوگیا تھا عن قریب تبلیغ اسلام کیلئے یورپ و، افریقہ اور امریکہ جانیوالے تھے اور تبلیغ احکام کیلئے مصر، شام، روم اور عراق کا سفر کرنیوالے تھے اس نقصان کی تلافی اب اللہ کے ہاتھ ہے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ: 242)

مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری ☆

مولانا رفیع الدین بن بہادر علی بن نعمت اللہ صدیقی مشہور عالم اور محدث تھے 1261ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مولانا محمد احسن گیلانی سے حاصل کی اس کے بعد دہلی کا سفر کیا اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے صحاح ستہ، موطا امام مالک اور تفسیر جلالین پڑھیں آپ کے شریک درس مولانا

☆ مولانا رفیع الدین شکرانویؒ کے تفصیلی حالات "آسمان علم وفضل کے درخشاں ستارے" از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی (زیر طبع امام شمس الحق ڈیانویؒ پبلشرز کراچی) میں شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید شریف حسین بن مولانا سید محمد نذیر حسین تھے۔ دہلی سے فراغت کے بعد آپ امرتسر تشریف لے گئے اور مولانا سید عبداللہ غزنوی کی صحبت میں 8 ماہ گزارے اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ اور اس کے بعد حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔

آپ بڑے اچھے اور خوش اخلاق آدمی تھے، کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ اور کتابوں کے حصول کیلئے بڑی رقم خرچ کرتے تھے عراق و عرب سے بہت سی کتابیں لائے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے اور دلیل کی بنیاد پر فتویٰ دیتے تھے تفسیر القرآن بالقرآن میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا روزانہ درس قرآن و حدیث دیتے تھے۔

تصنیف میں ان کی ایک ہی کتاب ''رحمت الودود علی رجال سنن ابی داود (عربی) ہے 1338ھ میں انتقال کیا۔

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری ☆

مولانا قاضی طلاء محمد خان بن قاضی محمد حسین بن محمد اکبر خان برصغیر (پاک وہند) کے متبحر عالم دین تھے۔ علوم اسلامیہ میں یگانہ روزگار تھے آپ کا تعلق پشاور کے ایک علمی خاندان سے تھا انکے بھائی مولانا عبدالکریم قاضی القضاۃ افغانستان تھے اور انکے بھتیجے عبدالقادر والی کابل شیر علی خان کے وزیر تھے۔

مولانا قاضی طلاء محمد خان نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی بعد ازاں آپ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تفسیر، حدیث، اور فقہ کی تعلیم حاصل کی دہلی سے فراغت کے بعد مولانا سید عبداللہ غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے اکتساب فیض کیا۔

مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری بڑے ادیب، فاضل اور صاحب علم وفضل تھے مولانا فضل حسین بہاری لکھتے ہیں کہ:

☆ قاضی طلا محمد خاں پشاوریؒ کے حالات ''آسمان علم وفضل کے درخشاں ستارے'' از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی (زیر طبع امام شمس الحق ڈیانویؒ پبلشرز کراچی) میں شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری علاوہ فاضل، فقیہ اور محدث ہونے کے بڑے فصیح و بلیغ شاعر عربی و فارسی کے تھے'' (الحیاۃ بعد المماۃ:353)

آپ کا یہ شعر عوام و خاص کی زبان پر ہے جسے مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث کے سرورق پر لکھا کرتے تھے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلم داشتن

آپ کا یہ شعر بھی کافی شہرت رکھتا ہے

ما اہل حدیثم دغا را نہ شناسیم
باب الحیل ایں فقہاء را نہ شناسیم

آپ نے اپنے استاد شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی مدح میں چار قصیدے لکھے جن میں 2 عربی میں اور 2 فارسی میں ہیں۔

تصنیف میں آپ کی دو کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔

1۔نشاط الطرب فی اشواق العرب (عربی)

2۔قصائد غراء فی نصر السنۃ (عربی)

مولانا قاضی طلاء محمد خان نے 1310ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔

مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری

مولانا قاضی عبدالاحد بن مولانا قاضی محمد حسن خان پوری کا شمار علمائے فحول میں ہوتا ہے آپ تمام علوم اسلامیہ میں یکتائے روزگار تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ میں ید طولیٰ حاصل تھا فن مناظرہ میں بھی ان کا کافی مہارت حاصل تھی۔ تحریر اور تقریر میں اپنی مثال آپ تھے۔

14 جمادی الثانی 1268ھ/14 اپریل 1852ء خان پور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھائی مولانا قاضی محمد مرحوم سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور شیخ الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے تفسیر، حدیث اور فقہ میں تحصیل کی دہلی سے فراغت تعلیم کے بعد امرتسر آئے اور مولانا سید عبداللہ غزنوی کی صحبت میں رہ کر ان سے مستفیض ہوئے۔

مولانا قاضی عبدالاحد بڑے فاضل جری اور بیباک تھے حق گوئی اور بیباکی میں ان کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی ان کی حق گوئی کا ایک واقعہ مولانا قاضی محمد عبداللہ خان پوری نے اپنی کتاب ''تذکرہ علمائے خان پور'' میں درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

''قاضی صاحب حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے آپ نے بمعہ اپنی اہلیہ محترمہ کے حج کیا اس وقت کے سلطان ابن سعود مرحوم سے بھی بحیثیت دیگر علماء ملاقات ہوئی سلطان موصوف نے بدوران گفتگو کہا کہ میں نے ایک مسئلہ میں استفتاء علماء حرمین سے کیا اس کے متعلق جو فتویٰ علمائے نجد نے دیا مجھے پسند نہیں آیا لیکن جو فتویٰ میرے اپنے قاضی نے دیا وہ مجھے پسند آیا ہے چونکہ پہلی ملاقات تھی اس وقت تو آپ چپ رہے لیکن دوسرے روز جب سلطان موصوف سے پھر ملاقات ہوئی تو آپ نے سلطان سے کہا کہ میں آج تک کبھی کسی سے نہیں ڈرا اور آپ سے غالباً یہ آخری ملاقات ہے اسلئے میں آپ پر یہ الزام نہیں چھوڑنا چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عبدالاحد سلطان ابن سعود سے ڈر گیا تھا اس لئے گزارش ہے کہ کل جس فتویٰ کو آپ نے ناپسند کیا ہے اس کے دلائل یہ ہیں یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوگئے ایک گھنٹہ تک پر جوش تقریر عربی میں کی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتقادات کا ذکر اس ضمن میں آگیا۔ سلطان آپ کی تقریر حیرانی سے سن رہا تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ یہ شخص کیسا جری ہے جو مجھ سے اس طرح خطاب کر رہا ہے جس طرح ایک معمولی آدمی سے کیا جاتا ہے میرا رعب اس پر بالکل نہیں پڑا حالانکہ بڑی بڑی سلطنتوں کے سفراء جب میرے سامنے آتے ہیں تو میرا رعب ان پر نمایاں ہوتا ہے سلطان نے آپ کی تقریر سننے کے بعد آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقید تا عقید تک: یعنی میں آپ سے اس بارہ میں متفق ہوں اور میرا عقیدہ وہی ہے جو آپ کا ہے۔

اسکے بعد جب آپ کی دلیری کا ذکر انھیں ہندوستانی اصحاب سے کیا گیا اور اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا کہ کیا ہندوستان میں (جو انگریزوں کے قبضہ میں ہے) بھی ایسے علماء موجود ہیں جو اس قدر نڈر اور بہادر ہوں تو آپکو بتایا گیا کہ قاضی صاحب ہندوستان میں بھی باطل کے مقابلے میں اور اسی طرح حق کی حمایت میں ہمیشہ نڈر اور بیباک رہے ہیں۔ واپسی کے وقت سلطان موصوف نے آپکو خلعت پیش کیا اور آپ کی اہلیہ کیلئے ایک سونے کی گھڑی بطور تحفہ عنائت کی اور اپنی موٹر میں سوار کر کے جدہ تک پہنچانے کا حکم دیا۔ (تذکرہ علمائے خان پور 113-114)

قاضی صاحب حمیت دینی میں بڑے جری واقع ہوئے تھے اور دین اسلام کے مقابلہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔

مولانا قاضی عبدالاحد سید عبداللہ غزنوی کے صحبت یافتہ تھے جس طرح سید عبداللہ غزنوی بڑے جری نڈر اور بیباک تھے اور ان کی ساری زندگی جابر حکومت سے مقابلہ کرتے ہوئے گزری اسی طرح قاضی صاحب بڑے جری اور بیباک تھے دین اسلام کی خدمت میں ان کی بھی ساری زندگی بسر ہوئی بدعات ومحدثات کی تردید، قادیانیت کی تردید اور بیخ کنی میں ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔

مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری طب میں حکیم نورالدین قادیانی کے شاگرد تھے ایک دفعہ حکیم نورالدین قادیانی راولپنڈی آئے تو قاضی صاحب نے اپنے بھائی مولانا قاضی محمد صاحب کے ساتھ حکیم نورالدین سے ملنے کے لئے چلے گئے دوران گفتگو حکیم نورالدین نے قاضی صاحب سے کہا:

قاضی صاحب آپ نے مرزا صاحب کی تکفیر کیوں کی آپ کو آسمان سے آواز آتی ہے یا زمین سے کہ مرزا صاحب کافر ہیں۔

قاضی صاحب نے کہا دونوں طرف سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم نورالدین نے کہا وہ کیسے۔

قاضی صاحب نے فرمایا۔

آسمان کی طرف سے آوازیں نہیں آیا کرتیں لیکن جو احکام بذریعہ وحی آسمان کی طرف سے آئے ہیں ان کی رو سے مرزا صاحب کافر ہیں باقی رہی زمین تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ کل دنیا انہیں کافر کہتی ہے یہ ہوئی زمینی آواز۔

حکیم نورالدین قاضی صاحب کا یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

حکیم نورالدین نے اپنی جماعت کو خاص ہدایت کی تھی کہ:

''اس شخص کو نہ چھیڑنا وہ تمہیں مرتے دم تک نہ چھوڑے گا میں اس کا طالب علمی کے زمانہ سے واقف ہوں یہ میری نصیحت یاد رکھنا اور جس سے چاہو مقابلہ کرو لیکن اسے (قاضی عبدالاحد) مد مقابل نہ بنانا''۔ (تذکرہ علمائے خان پور:66)

قاضی صاحب ایک جید عالم دین تھے اور اس کے ساتھ بلند پایہ طبیب حاذق بھی تھے محمد ایوب خان شاہ افغانستان کے شاہی طبیب رہے آپ نے معرکہ آراء معالجات کے ذریعہ اپنے طبی کمالات کی دھاک بٹھائی۔

قاضی صاحب جہاں تفسیر، حدیث، فقہ میں مہارت رکھتے تھے وہاں آپ کو فن مناظرہ میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے کئی ایک تحریری مناظرے کیے۔

قاضی صاحب بلند پایہ مصنف بھی تھے آپ نے مختلف موضوعات پر 32 کتابیں تصنیف کیں۔ مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری نے 25 جمادی الثانی 11347ھ مطابق 8 دسمبر 1928ء بروز شنبہ انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انتقال سے پہلے آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا کتب خانہ حرمین شریفین پہنچا دیا جائے چنانچہ آپ کا تمام کتب خانہ مولانا سید اسمٰعیل غزنوی کے ذریعہ حرمین شریفین پہنچا دیا گیا۔

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ قاضی محمد اور قاضی یوسف حسین سے پائی پھر دہلی چلے گئے اور حدیث میاں صاحب سے پڑھی عبداللہ صاحب غزنوی کے مرید تھے اس لئے خاندان غزنویہ کی حمایت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی مخالفت کرتے رہے اور بہت سے کتابیں لکھیں صاحب قلم اور علم و فضل تھے اسلام کی تبلیغ اور جماعت اہل حدیث کی خدمت میں عمر بسر کر دی“۔ (سیرت ثنائی: 373)

مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی

مولانا محی الدین بن حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ لکھوی مشاہر علماء میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار اور صوفی منش بزرگ تھے مولانا سید عبداللہ غزنوی نے بوقت بیعت آپ کا نام عبدالرحمان تجویز کیا اور آپ محی الدین عبدالرحمان کے نام سے مشہور ہوئے۔

1252ھ میں لکھو کے ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا 8 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اس کے بعد 9 سال تک اپنے والد بزرگوار سے مختلف علوم اسلامیہ میں تحصیل کی 17 سال کی عمر میں دہلی تشریف لے گئے دہلی میں آپ نے مولانا بشیر الدین قنوجی اور مفتی صدر الدین دہلوی سے استفادہ کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد وطن واپس آئے اور اپنے والد بزرگوار کے قائم کردہ مدرسہ محمدیہ میں تدریس شروع کی اسی اثناء میں آپ کو علم آخرت کا شوق پیدا ہوا تین سال کے بعد اپنے ایک خادم کے ہمراہ مولانا سید عبداللہ غزنوی سے ملاقات کے لئے غزنی پاپیادہ روانہ ہوئے غزنی میں آپ کی ملاقات سید عبداللہ غزنوی سے ہوئی۔ آپ کے خادم نے سید عبداللہ غزنوی سے کہا:

پدر این در پنجاب چراغ است

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے فرمایا:

انشاء اللہ آفتاب خواہد شد

آپ نے سید عبداللہ غزنوی کی صحبت میں کافی وقت گزارا اور ان سے اکتساب فیض کیا۔ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید عبداللہ غزنوی کے خلاف اہل بدعت نے ہنگامہ آرائی کی اور آپکے خلاف شورش بپا کی اور آپ کو گرفتار کرادیا۔ تو مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی وطن واپس آ گئے اور دعوت تبلیغ میں مشغول ہوئے اور بڑے بڑے علماء آپکی خدمت میں اصلاح باطن کیلئے حاضر ہوتے مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی بہت بڑے متبع سنت تھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی صاحب کمالات بزرگ تھے آسیب زدہ مریض آپکے پاس حاضر ہوتے اور فوراً شفا یاب ہوجاتے تصنیف وتالیف میں آپکی تین کتابوں کے نام معلوم ہوسکے ہیں۔

(1) ترجمہ اربعین نووی (پنجابی نظم)

(2) نماز مترجم (اردو)

(3) حاشیہ مسلم الثبوت (عربی)

مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی نے 12 ذی قعدہ 1312ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی

استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی کا شماران جلیل القدر علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے درس وتدریس کے ذریعہ خدمت اسلام میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ 1267ھ میں قصبہ قرولی تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں پیدا ہوئے 9 سال کی عمر میں نزول الماء کے عارضے سے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

تعلیم کا آغاز حفظ قرآن مجید سے کیا آپ نے جن اساتذہ کرام سے مختلف علوم وفنون میں تعلیم حاصل کی ان کے نام یہ ہیں۔

مولوی برہان الدین ہتاروی

مولوی قل احمد چکوی

مولوی محمد مظہر نانوتوی

شیخ عبدالجبار ناگپوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حکیم محمد احسن حاجی پوری بہاری ''افسر الاطباء'' بھوپال ☆

ان علمائے کرام سے استفادہ کے بعد حافظ عبدالمنان دہلی چلے گئے اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی سے تفسیر حدیث اور فقہ کی تحصیل کی اور شیخ عبدالحق بن فضل اللہ نیوتنی سے بھی استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ سید عبداللہ غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں دو سال رہ کر کافی فیض حاصل کیا۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ:

''میری عمر بیس سال کی تھی جب جناب عبداللہ صاحب غزنوی نے مجھے امرتسر میں درس حدیث کی مسند پر بٹھایا۔ (تاریخ اہل حدیث:437)

امرتسر میں کچھ مدت تدریس فرمائی اور اس کے بعد 1292ھ میں وزیر آباد کو اپنا مسکن بنایا اور ''دارالحدیث'' کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کی اس درسگاہ سے بے شمار حضرات مستفیض ہوئے اور ان میں سے بعض ایسے حضرات بھی شامل ہیں جو خود بعد میں مسند تدریس کے وارث بنے آپ نے اپنی زندگی میں 40 مرتبہ سے زیادہ صحاح ستہ پڑھایا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے تاہم چند مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

1۔ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

2۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی

3۔ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی

4۔ مولانا فقیر اللہ مدراسی

5۔ مولانا عبدالحمید سوہدروی

6۔ مولانا عبدالقادر لکھوی

☆ ان کے حالات ''دیار ہند کے گمنام اکابر'' از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی (زیر طبع امام شمس الحق ڈیانوی پبلشرز کراچی) میں شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔مولانا محمد علی لکھوی

8۔مولانا حافظ محمد گوندلوی

9۔مولانا محمد اسمعیل السلفی

10۔مولوی حکیم عبداللہ خان نصر سوہدروی

مولانا حافظ عبدالمنان کی ساری زندگی تدریس میں بسر ہوئی۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں:

"لااعلم احد فی تلامذة السید نذیر حسین المحدث اکثر تلامذة منه قد ملاء پنجاب بتلامذته ، هو کانه حافظ الصحاح فی هذا العصر .(نزهة الخواطر:312/8)

''میں نے میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگردوں میں کسی کے شاگردان سے زیادہ نہیں دیکھے آپ نے پنجاب کو شاگردوں سے بھر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس زمانے میں صحاح ستہ کے حافظ ہیں''۔حافظ صاحب دینی مسائل میں تنگ نظر اور متشدد نہیں تھے۔

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

''آپ ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

شمس العلماء مولانا سید میر حسن سیالکوٹی جو میرے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کے استاد تھے ان کو حافظ صاحب سے بہت عقیدت تھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب میں ایک خاص کمال ہے۔کہ مسائل میں آپ تنگ نظر اور متشدد نہیں ہیں اگر سوال و جواب کے سلسلہ میں اپنی بات سے رجوع بھی کرنا پڑے تو ہچکچاتے نہیں ''۔(تاریخ اہل حدیث 428-429)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب کو لغت اور نحو میں کامل دستگاہ تھی رجال کی جرح وتعدیل اور اس کے طبقات اور تمام فنون حدیث پر کامل دسترس تھی آپ کو حدیث کے اقسام کے علاوہ قرآن وحدیث کی متن بھی از بر تھی۔

مولانا حافظ عبدالمنان نے 16 رمضان 1334ھ/16 جولائی 1916ء وزیر آباد میں انتقال کیا۔ مولانا ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن سیالکوٹی نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان پرانی چونگی سیالکوٹ روڈ میں سپرد خاک کیے گئے۔ سخت گرمی کا موسم تھا جب تک نماز جنازہ ہوتی رہی ابرِ رحمت نے سایہ کر رکھا تھا آپ کے جنازہ پر مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے فرمایا کہ:

"آج اس زمانہ کا امام بخاری فوت ہو گیا ہے۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجاتہ**. (تاریخ اہل حدیث:430)

مولانا غلام نبی الربّانی سوہدروی

مولانا غلام نبی الربّانی بن مولوی محبوب عالم بن حافظ غلام حسین کا شمار مشہور علمائے حدیث میں ہوتا ہے آپ کا شجرہ نسب 29 دیں پشت پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے 23 رمضان 1263ھ کو سوہدرہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد مولوی محبوب عالم سے حاصل کی بعد ازاں مولانا قادر بخش فقیہ وزیر آبادی سے صرف، نحو، منطق، فقہ، اصول فقہ، اور علم کلام میں استفادہ کیا۔ اس کے بعد جلال پور چلے گئے اور مولانا عبدالباقی جلالپوری سے اکتساب فیض کیا جلال پور سے آپ سیالکوٹ چلے گئے اور مولانا غلام مرتضٰی سیالکوٹی سے حاشیہ خیالی، توضیح والتلویح، تفسیر بخاری اور حدیث کے کچھ اسباق پڑھے۔

اس کے بعد آپ مولانا حافظ محمد لکھوی صاحب تفسیر محمدی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حدیث کی تحصیل کی اس کے بعد آپ مولانا سید عبداللہ غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں تین ماہ رہ کر فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے شیخ الکل مولانا محمد نذیر حسین دہلوی سے بھی سند واجازت حاصل کی۔

تکمیل تعلیم کے بعد اپنے وطن سوہدرہ تشریف لائے اور خدمت اسلام میں مصروف ہوئے سوہدرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں توحید وسنت کی اشاعت اور ترویج میں آپ نے کافی محنت کی اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ سوہدرہ میں اہل بدعت نے آپ کی بہت مخالفت کی اور آپ مصائب وآلام سے دوچار بھی ہوئے۔

صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں:

''آپ بڑے متشرع، متوکل اور باہمت تھے اللہ سے بہت زیادہ مدد طلب کرتے تھے آپ کسی مخصوص فقہی مذہب کا التزام نہیں کرتے تھے بلکہ جس بات پر ٹھوس دلیل مل جاتی اس کے مطابق فتوی دیتے تھے آپ کو اس سلسلہ میں بڑی بڑی اذیتیں بھی احناف کی طرف سے اٹھانی پڑیں ان بزرگوں نے آپ کے خلاف ایسا محاذ قائم کیا تھا اس سے بڑا کوئی کیا محاذ بنائے گا۔ ان کو بدعتی قرار دیا گیا۔ مناظرہ کیا اور ہٹ دھرمیاں بھی کیں لیکن وہ ثابت قدم رہے انھوں نے نہ تو مداہنت برتی اور نہ کسی چیز کی پرواہ کی۔ (نزہۃ الخواطر: 8/351) آپ کی ساری زندگی درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ میں بسر ہوئی آپ کے تلامذہ درج ذیل ہیں اور یہ سب حضرات سوہدرہ کے رہنے والے تھے۔

1۔ مولوی ابویحیٰی امام خان نوشہروی مؤلف تراجم علمائے حدیث ہند

2۔ مولوی ابوالحمود ہدائت اللہ سوہدروی مؤلف تاریخ ککے زئی

3۔ مولوی ابوالبشیر مراد علی کھوروی مترجم کتاب الوسیلہ ابن تیمیہ

4۔ مولوی نظام الدین کھوروی

5۔ حافظ محمد حیات سوہدروی

مولانا غلام نبی الربانی علم وفضل، زہد وورع اور تقوی وطہارت کا نمونہ تھے آپ مرجع خلائق اور عالم باعمل تھے آپ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے صاحب کرامات تھے اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ تصانیف سے بھی شغل رکھتے تھے پنجابی نظم میں درج ذیل کتابیں لکھیں۔

1۔ تحفۃ المعجزات فی تاکید الصلوۃ

2۔ تحفۃ الوالدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ تحفۃ العقلاء المعروف بہ نصیحۃ النساء

4۔ ترجمۃ العلماء المعروف نصیحۃ المسلمین

مولانا غلام نبی الربانی نے 4 ذی الحجہ 1348ھ مطابق 3 مئی 1930ء سوہدرہ میں انتقال کیا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے اولاد میں دو صاحبزادے حافظ عبدالحکیم اور مولوی عبدالحمید تھے ان دونوں کو خود اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا۔

حافظ عبدالحکیم نے 1320ھ/1902ء میں وفات پائی۔ اور مولوی عبدالحمید نے 7 جمادی الثانی 24 مئی 1912 کو انتقال کیا۔ پنجاب کے مشہور واعظ اور مبلغ مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم مولوی عبدالحمید سوہدروی کے صاحبزادے اور مولانا غلام نبی الربانی کے پوتے اور استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کے نواسے تھے۔

حافظ محمد رمضان پشاوریؒ

مولانا حافظ محمد رمضان کا تعلق پشاور سے تھا غالباً پیدائشی نابینا تھے۔ جب ہوش سنبھالا تو بغرض حفظ قرآن و دینی تعلیم پشاور سے امرتسر مولانا سید عبداللہ غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے امرتسر میں آپ نے عارف باللہ عبداللہ غزنوی سے حفظ قرآن مجید، ترجمہ قرآن مجید اور صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں اور اس کے بعد مولانا سید عبداللہ غزنوی نے آپ کو شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں دہلی بھیج دیا ان سے تفسیر، حدیث، فقہ اور دوسرے علوم میں تعلیم حاصل کی اور فارغ التحصیل ہو کر واپس وطن تشریف لائے۔

وطن واپس آکر توحید وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید شروع کی تو لوگ آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ کو ایذا دینے کے درپے ہوئے مگر آپ نے اسکی پرواہ نہیں کی اور بلا خوف وخطر کتاب وسنت کی تبلیغ اور شرک و بدعت کی تردید میں مصروف رہے پشاور میں آپ ہی کی کوششوں سے مسلک اہل حدیث کی اشاعت ہوئی حافظ محمد رمضان پشاور میں سب سے پہلے اہلحدیث تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ مکمل صحاح ستہ زبانی یاد تھا چنانچہ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی بطور آزمائش بحیثیت طالب علم حافظ صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور صحیح بخاری پڑھنے کی خواہش کی پہلے دیباچہ پڑھا اور عملاً ایک لفظ حذف کر گئے حافظ صاحب مرحوم نے اصلاح کی دوسری بار، تیسری بار اسی طرح کوئی غلطی کرتے حافظ صاحب نے فرمایا اندھا تو میں ہوں تم تو اندھے نہیں اس کے بعد ان کا تعارف ہوا حافظہ کا یہ عالم تھا کہ کوئی کتاب سنتے تو ان کو حرف بحرف یاد ہو جاتی۔

فن مناظرہ میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا ایک بار ایک قادیانی سے پشاور میں ''حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت'' پر مناظرہ ہوا آپ نے ایک گھنٹہ چالیس منٹ تک تقریر کی اور اپنے دلائل کے ثبوت میں صحاح ستہ سے مستند احادیث پیش کیں۔ قادیانی مناظر آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکا اور اپنی شکست کا اعتراف کیا۔

حافظ صاحب زہد وورع اور تقویٰ وطہارت کا پیکر تھے عشرہ میں پورا قرآن مجید تہجد کی نماز میں ختم کرتے قرآن پاک بڑی عمدگی سے پڑھتے کہ اکثر صبح کی نماز میں اکثر ہندو سکھ اور راہ گزر آپ کا قرآن مجید سننے کے لئے ٹھہر جاتے۔

حافظ صاحب نہایت حلیم الطبع تھے دینی معاملات میں نہایت سخت گیر تھے اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی جیتی جاگتی تصویر تھے تعبیر خواب کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا فرمایا تھا پشاور کے ایک متقی عالم آغا محمد شاہ مرحوم نے آپ سے اپنی بیوی کا خواب بیان فرمایا کہ وہ دو پتنگ اڑا رہی ہیں اور دونوں پتنگوں کی ڈوری کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہے اور نظر سے اوجھل ہو گئے ہیں حافظ صاحب نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لو آغا صاحب کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے انتقال کر گئیں یہی خواب کی تعبیر تھی۔

حافظ صاحب نے 11 صفر 1339ھ/25 اکتوبر 1920ء کو 63 سال کی عمر میں پشاور میں انتقال کیا۔ (الاعتصام لاہور 21/25 جنوری و 4 فروری 1977ء)

مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی

مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی بن میاں خوشحال خان کا شمار نامور علماء اہلحدیث میں ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ضلع جھنگ کے قصبہ والو آستانہ میں پیدا ہوئے ان کے والد بعد میں ضلع ملتان کے قصبہ مبارک آباد میں آ کر آباد ہوئے۔

6 سال کی عمر میں قرآن مجید سے تعلیم کا آغاز ہوا کچھ دنوں بعد مدرسہ محمدیہ لکھو کے ضلع فیروز پور میں داخل ہوئے اور مولانا حافظ محمد لکھوی سے حفظ قرآن مجید اور صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں اس کے بعد سید عبداللہ غزنوی کی خدمت میں امرتسر حاضر ہوئے۔ اور حضرت غزنوی سے حدیث کی کتاب بلوغ المرام اور ریاض الصالحین پڑھی اس کے بعد 15 سال کی عمر شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں دہلی پہنچے اور ان کی خدمت میں 5 سال رہ کر علوم اسلامیہ کی تکمیل کی 20 سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد 1300ھ میں محلہ کشن گنج دہلی کی مسجد میں تدریس شروع کی اور کچھ عرصہ اس مسجد میں تدریس فرماتے رہے اس کے بعد صدر بازار دہلی کی مسجد کلاں میں تدریس شروع کی اور 1325ھ تک اس مسجد میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

1325ھ میں اپنا علیحدہ مدرسہ بنام دار الکتاب والسنۃ کے نام سے صدر بازار دہلی میں قائم کیا اور اس مدرسہ میں اپنے انتقال 1351ھ تک تدریس فرماتے رہے آپکی ساری زندگی صدر بازار دہلی میں بسر ہوئی اسلئے صدری کے نام سے مشہور ہوئے آپکے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

1۔ مولانا عبدالعزیز میمن راجکوٹی

2۔ مولانا محمد بن یوسف سورتی

3۔ مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی

4۔ مولانا عبدالجلیل سامرودی

5۔ مولانا عبدالستار صدری دہلوی (آپ کے صاحبزادے)

6۔ مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالوہاب نے 1338ھ میں ''اہلحدیث'' کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا لیکن مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تجویز سے اسکا نام ہمدرد اہلحدیث کر دیا گیا اور 1340ھ میں اسکا نام صحیفہ اہلحدیث قرار پایا۔ یہ رسالہ آج تک جاری ہے اور جماعت اہلحدیث کا سب سے قدیم رسالہ ہے اسوقت اس رسالہ کی عمر 83 سال ہے۔

مولانا عبدالوہاب نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ کی۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

1۔ مسنون قراءۃ والاقرآن مجید

2۔ حواشی مشکوۃ المصابیح (عربی)۔

3۔ اقامۃ الحجۃ علی ان لافرق بین الصلوۃ المراء والمرءۃ (اردو)۔

4۔ مناظرہ محقق و مقلد در رویت ہلال (اردو)۔

5۔ الدلائل الواثقہ فی مسائل الثلاثۃ (اردو)۔

مولانا عبدالوہاب سات بار حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور مختلف اوقات میں دس نکاح کئے۔ آپ کثیر الاولاد تھے۔ آپ نے 7-8۔ رجب 1351ھ کی درمیانی شب دہلی میں انتقال کیا۔

مولانا قاضی ابوعبداللہ محمد خانپوری رحمہ اللہ

مولانا قاضی ابوعبداللہ محمد بن محمد حسن خانپوری علمائے فحول میں سے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور صرف و نحو کے جید عالم تھے۔ 4 شعبان 1270ھ مطابق 3 مئی 1854ء چہار شنبہ خانپور میں پیدا ہوئے، تعلیم کا آغاز اپنے والد مولانا قاضی محمد حسن سے کیا۔ اسکے بعد جن علمائے کرام سے آپ نے مختلف علوم و فنون میں استفادہ یا ان کے نام یہ ہیں:

1۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی۔

2۔ مولانا سید عبدالجبار غزنوی۔

3۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی۔

4۔ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

5۔ مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی۔

دہلی میں شیخ الکل کی درسگاہ میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی صاحب "حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان" آپ کے ہم سبق تھے۔

تکمیل تعلیم کے بعد مولانا محمد اپنے وطن خانپور میں تعلیم دیتے رہے اور وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1894-1895ء میں مولانا سید عبدالجبار غزنوی کے حکم پر مسجد مولوی عبدالمجید مرحوم پشاور صدر میں خطابت کا عہدہ قبول کیا۔اور 1908ء تک اس مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جب تک قاضی محمد پشاور میں مقیم رہے کئی آدمیوں نے آپ سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔

1908ء میں مولانا قاضی محمد پشاور سے واپس آگئے اور دو سال تک خانپور ہی میں رہے۔ 1910ء میں جامع مسجد اہلحدیث راولپنڈی کے خطیب مقرر ہوئے۔ اور 1916ء تک اس مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے راولپنڈی میں بھی خطابت کے علاوہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

مولانا قاضی محمد حد درجہ مستغنی المزاج اور قانع تھے درس و تدریس کا سلسلہ ساری عمر جاری رکھا تصانیف وتالیف کی طرف توجہ نہیں کی لیکن بعض فتاوی تحریری لکھے۔قاضی محمد صاحب نے 6 جمادی الثانی 1348ھ/9 نومبر 1929ء کوخان پور میں انتقال کیا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی کی اولاد و احفاد

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے ایک صالحہ خاتون سے شادی کی تھی جن سے 27 اولاد ہوئی۔ 12 لڑکے 15 لڑکیاں۔

آپ کے صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:

1۔مولانا عبداللہ۔

2۔مولانا احمد۔

3۔مولانا عبدالجبار۔

4۔مولانا محمد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔مولانا عبدالاحد۔

6۔مولانا عبدالرحمان۔

7۔مولانا عبدالستار۔

8۔مولانا عبدالقیوم۔

9۔مولانا عبدالرحیم۔

10۔مولانا عبدالحی۔

11۔مولانا عبدالقدوس۔

12۔مولانا عبدالعزیز۔

اللہ تعالی کا ان پر فضل و کرم تھا سب کے سب محدث اور عالم تھے۔

1۔مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی (امام اوّل)

ان کے صاحبزادے حافظ عبداللہ تھے جو اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر تھے حافظ عبداللہ کے صاحبزادے احمد غزنوی تھے جو سیشن جج ریٹائر ہوئے۔

2۔مولانا احمد بن عبداللہ غزنوی

انکے دو صاحبزادے تھے حکیم عبدالشافی اور مولانا عبدالوارث۔

3۔مولانا عبدالجبار غزنوی (امام ثانی)

انکی اولاد میں مولانا احمد علی، مولانا داؤد غزنوی، حافظ سلیمان غزنوی، مولانا عبدالغفار اور مولانا عبدالستار تھے۔

مولانا داؤد غزنوی کی اولاد میں عمر فاروق غزنوی، سید ابوبکر غزنوی، محمد یحییٰ غزنوی اور احمد غزالی ہیں۔

4۔مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی

ان کی اولاد میں مولانا سید عبداللہ الاول غزنوی اور مولانا عبدالغفور غزنوی تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔مولانا عبدالواحد غزنوی (امام ثالث)

آپ کے صاحبزادے مولانا اسمٰعیل، مولانا عبدالحمید، مولانا ابراہیم اور مولانا عبدالولی تھے۔

مولانا سید اسمٰعیل غزنوی کے صاحبزادے ڈاکٹر خالد غزنوی ہیں۔

6۔مولانا عبدالرحمان غزنوی۔لاولد تھے۔

7۔مولانا عبدالستار غزنوی۔لاولد تھے۔

8۔مولانا عبدالقیوم غزنوی

9۔مولانا عبدالرحیم غزنوی

انکے صاحبزادے مولانا یحیٰی، مولانا عیسٰی، حافظ ذکریا، مولانا احمد، مولانا موسیٰ اور مولانا نوح تھے۔

10۔مولانا عبدالحی۔لاولد تھے۔

11۔مولانا عبدالقدوس۔لاولد تھے۔

12۔مولانا عبدالعزیز غزنوی۔

ان کے صاحبزادے مولانا عبدالاعلیٰ تھے۔(1)

1۔تاریخ اہل حدیث: 4381-437۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی

مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی (امام اوّل) مولانا سید عبداللہ غزنوی کے انتقال کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ ہوئے مولانا عبداللہ بن عبداللہ نے حدیث کی تعلیم شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کی تھی۔

فراغت تعلیم کے بعد اپنے آبائی مدرسہ غزنویہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا بڑے صالح اور نیک سیرت انسان تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد صرف دو سال زندہ رہے 1300ھ میں امرتسر میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالجبار غزنوی

مولانا سید عبداللہ غزنوی کے انتقال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی ان کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے لیکن دو سال کے بعد انہوں نے سفر آخرت اختیار کیا تو مولانا سید عبدالجبار غزنوی (امام ثانی) ان کے جانشین ہوئے۔

مولانا سید عبدالجبار غزنوی 1268ھ میں غزنی میں ایک مقام "صاحبزادہ" میں پیدا ہوئے تعلیم کا آغاز گھر سے ہوا اپنے بھائی مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا احمد بن عبداللہ غزنوی سے دینی علوم کی تحصیل کی اور اپنے والد سید عبداللہ غزنوی سے روحانی اور علمی فیض حاصل کیا۔

حدیث کی تحصیل شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے کی تکمیل تعلیم کے بعد اپنے آبائی مدرسہ غزنویہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا مولانا سید عبداللہ غزنوی جب امرتسر آ کر آباد ہوئے تھے اور ایک دینی درسگاہ قائم کر کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو انہوں نے درسگاہ کا نام "مدرسہ غزنویہ" رکھا تھا مولانا سید محمد داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ:

"امام اہل توحید، منبع آثار سلف صالحین، عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جب غزنی سے پنجاب تشریف لائے اور امرتسر میں سکونت پذیر ہوئے تو توحید و سنت کی اشاعت اور بدعات اور مشرکانہ رسوم سے پاک اسلام کی تبلیغ کا بے پناہ جذبہ جو آپ کے دل میں موجزن تھا اس نے چند دنوں میں ایک ایسی صورت حال پیدا کر دی کہ امرتسر مرجع عوام و خواص بن گیا آپ کے حلقہ پند و نصائح میں شریک ہو کے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور کیفیت خشوع حاصل کرنے اور آپ کے فیضان محبت سے مستفیض ہونے کے لئے صلحاء اور علماء دور دور سے حاضر ہو کر اس چشمہ ہدایت و معرفت سے اپنی روح کی تسکین اور قلب کی تطہیر حاصل کرتے آپ کے صاحبزادگان میں سے مولانا عبداللہ، مولانا محمد، اور والد بزرگوار مولانا سید عبدالجبار غزنوی قرآن و حدیث کا درس دیتے اس طرح مسجد غزنویہ ایسی تربیت گاہ بن گئی تھی جہاں علم کے ساتھ عمل، قال کے ساتھ حال کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیفیت اور علم وبصیرت کے ساتھ معرفت کا زر حاصل ہوتا تھا عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی کے واصل بحق ہونے کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبداللہ بن عبداللہ ان کے خلیفہ مقرر ہوئے آپ تھوڑا عرصہ زندہ رہے ان کی وفات کے بعد والد بزرگوار مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ منصب خلافت وامامت پر فائز ہوئے آپ کے عہد مبارک میں روحانی فیوض وبرکات حاصل کرنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا۔ آپ کے علم وفضل کے چرچے پنجاب سے گزر کر ہندوستان بلکہ بلاد عرب تک جا پہنچے اور اس طرح آپ کے شاگرد تمام ملک بلکہ بیرونی ممالک میں بھی پھیل گئے آپ نے اپنے عہد مبارک میں مسجد غزنویہ کی درسگاہ کو باقاعدہ دارالعلوم کی شکل میں تبدیل کردیا اور اس کے لئے ایک نظام قائم کردیا۔ امام صاحب نے اپنی فراست ایمانی اور بصیرت قلبی کی برکت سے وقت کی اہم ترین ضرورت کو محسوس کیا علوم کتاب وسنت اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم کیلئے دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے نام سے ایک ایسی درسگاہ قائم کی جو پنجاب میں علمی اور روحانی فیوض کے لحاظ سے عدیم النظر اور بے مثال تھی۔ (داؤد غزنوی: 450)

دارالعلوم تقویۃ الاسلام 1902ء/1319ھ میں قائم ہوا اور 1947ء تک امرتسر میں دین اسلام کی خدمت، کتاب وسنت کی ترقی وترویج، اور شرک وبدعت کی تردید وتوبیخ میں کوشاں رہا۔ اس مدرسہ (تقویۃ الاسلام) میں مختلف ادوار میں جلیل القدر علمائے کرام نے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ مثلاً:

مولانا سید عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی، مولانا صوفی عبدالحق غزنوی، مولانا معصوم علی ہزاروی، مولانا محمد حسین ہزاروی، مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا ابواسحاق نیک محمد، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا عبداللہ بھوجیانی وغیرہم دارالعلوم تقویۃ الاسلام سے بے شمار علمائے کرام فارغ التحصیل ہوئے اور ان میں بعض علمائے کرام بعد میں خود مسند تدریس پر فائز ہوئے اور خدمت اسلام میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کا تذکرہ انشاء اللہ العزیز رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ مثلاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی امرتسری، مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، مولانا عبدالکریم فیروز پوری (امین خاندان غزنویہ) مولانا فقیر اللہ مدراسی، مولانا حکیم عبیدالرحمان دہلوی، مولانا محمد اسمٰعیل سلفی، مولانا حکیم عبدالرحمان پروفیسر طبیہ کالج دہلی، اور مولوی ابویحیٰی امام خاں نوشہروی وغیرہم۔

مولانا عبدالجبار غزنوی کے انتقال 1331ھ کے بعد مولانا عبدالواحد غزنوی دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ناظم اور اس کے ساتھ منصب خلافت پر فائز ہوئے آپ امام و محدث تھے۔ 1930ء میں مولانا عبدالواحد غزنوی نے وفات پائی تو مولانا سید محمد داؤد غزنوی تقویۃ الاسلام کے ناظم و مہتمم مقرر ہوئے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ

"مولانا عبدالواحد غزنوی کے انتقال کے بعد جماعت کے مخلصین اور تمام خاندان نے اس عاجز کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ مولانا مرحوم کی جگہ میں کام کروں میں نے اپنے بے بضاعتی اور نااہلیت کے عذرات پیش کئے لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ میں کسی لحاظ سے بھی بزرگوں کی مسند پر تمکن ہونے کا اپنے کو اہل نہ سمجھتا تھا میرے پاس اپنی کوتاہیوں کے اعتراف اپنے ذنوب و خطایا کی ندامت و انفعال کے سوا کچھ نہ تھا لیکن جماعت کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا میں نے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا کہ شاید یہی خدمت میرے لئے کفارہ ذنوب کا سبب اور ذریعہ بن جائے"۔ (داؤد غزنوی: 452)

مولانا سید عبدالجبار غزنوی علم و فضل کے اعتبار سے بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔

مولانا سید عبدالحی الحسنی لکھتے ہیں کہ:

"آپ بڑے عالم اور محدث تھے آپ کی جلالت شان اور ولایت کے اوپر تمام لوگوں کا اتفاق ہے آپ کی عمر 20 سال کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ علم متداولہ سے فارغ ہو چکے تھے بہت ذہین تھے مطالعہ بہت کرتے تھے فہم و فراست سے انہیں وافر حصہ ملا تھا امرتسر میں قرآن و حدیث کی تدریس کے شغل ہی میں منہمک رہتے تھے دنیا و اہل دنیا سے الگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھلگ رہتے تھے اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور مخلوق کو اللہ کی طرف بلانے میں مشغول رہتے اللہ کا ذکر بڑی باقاعدگی اور یکسوئی سے کرتے اور ذکر کے دوران ان پر بڑی کیفیت طاری ہوتی تھی میں نے امرتسر میں کئی باران کی زیارت کی ہے میں نے انہیں سلف صالحین کے مسلک پر پایا۔وہ علمائے ربانی میں سے تھے فتوی دیتے وقت وہ کسی معین مسلک کا التزام تو نہ کرتے تھے لیکن ائمہ مجتہدین سے سوئے ظن نہ فرماتے تھے ان کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرتے۔" (نزہۃ الخواطر:8/219-218)

مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ؒ لکھتے ہیں کہ:

"مولوی عبدالجبار صاحب حدیث وتفسیر میں بے بدل تھے اپنے ظاہری و باطنی اصلاح و تقوی کی وجہ سے (خودنہیں) دوسروں نے آپ کو امام صاحب کا خطاب کیا اور بجا طور پر" (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات:174)

سید ابوالحسن علی ندوی ؒ لکھتے ہیں کہ:

"بچپن سے جن صادق العقیدہ متبع سنت بزرگوں اور خاصان خدا کا نام عظمت وعقیدت کے ساتھ کان میں پڑا ان میں مولانا سید عبداللہ غزنوی اور ان کے خلف الرشید مولانا سید عبدالجبار غزنوی تھے یہ حضرات غزنی (افغانستان) کے رہنے والے تھے لیکن اپنے خالص عقیدہ توحید وکامل پیروی سنت واتباع سلف کے جرم میں ان کو افضل خان امیر کابل کے عہد حکومت میں اپنے وطن کو خیر باد کہنا پڑا اور انہوں نے الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله . (جو ناحق محض اس تصور میں اپنے وطن سے نکالے گئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پالنے والا اللہ ہے) کا مصداق بن کر ہجرت کی اور اپنے خاندان کے ساتھ امرتسر میں سکونت اختیار کی دو بڑے پایہ کے بزرگ، داعی الی اللہ، توحید وسنت کے مبلغ اور ناشر قرآن وحدیث تھے ان کی ولایت و بزرگی پر اس نواح کے لوگ اور اہل نظر معاصرین کا اتفاق ہے صاحب نزہۃ الخواطر نے ان کو ان الفاظ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ساتھ یاد کیا ہے"۔

"صاحب المقامات الشهيرة والمعارف العظيمة الكبيرة "

ان کو زمانہ کیلئے باعث برکت اور ہندوستان کیلئے باعث زینت لکھا ہے۔13 ویں صدی کے آخر (1298ھ) میں انہوں نے وفات پائی ۔ انکے صاحبزادے مولانا سید عبدالجبار غزنوی اپنے والد نامدار کے قدم بہ قدم تھے وہی توحید وسنت کا غلبہ، وہی ترک و تجرید، وہی زہد وتوکل، وہی قرآن وحدیث کی اشاعت وتبلیغ کا جذبہ، مصنف نزہتہ الخواطر نے انکا تذکرہ کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "ان کی ولایت اور جلالت شان پر اہل زمانہ کا اتفاق ہے"۔1331ھ میں انہوں نے امرتسر میں وفات پائی وہ اپنے خاص رنگ میں قرآن مجید کا درس دیتے تھے "ہر چہ از دل خیزد برد ی ایزد" کے بمصداق سننے والوں کے دلوں پر وہ اثر پڑتا تھا جو بڑے بڑے عالمانہ ومحققانہ درسوں، علمی موشگافیوں وقتی نکتہ آفرینیوں کا نہیں پڑتا۔رجب 1320ھ/اکتوبر 1902ء میں ندوۃ العلماء کا امرتسر میں سالانہ اجلاس تھا ہندوستان کے چوٹی کے علماء اور مشاہیر شریک تھے نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمان خان شروانی راوی ہیں کہ علامہ شبلی بھی ایک دن اس درس میں شریک ہوئے وہاں سے آکر اپنا تاثر بیان کیا اور فرمایا کہ:

"جس وقت وہ شخص اپنی زبان سے اللہ کا نام لیتا تھا تو بے اختیار جی چاہتا تھا کہ سر اس کے قدموں پر رکھ دیجئے"۔

انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ رات کو کھانے پر جلسہ کے سب مہمان جو ملک کے گوشہ گوشہ سے آئے تھے اور مقامی علماء اور معززین بھی شریک تھے جس کمرہ میں کھانا کھلایا گیا تھا اس میں بیچ کے ہال کے علاوہ بغل میں دائیں بائیں کمرے تھے دسترخوان ایک تھا لیکن کمروں کے الگ ہونے کی وجہ سے ایک طرف کا آدمی دوسری طرف کے آدمی کو دیکھ نہیں سکتا تھا میری نشست جہاں تھی وہاں مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی بھی رونق افروز تھے مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید محمد علی ناظم ندوۃ العلماء دوسری طرف کے کمرہ میں تھے کھانے سے فراغت کے بعد مجھ سے کہا کہ ''مولوی حبیب الرحمان! تمہارے پاس اور کون کون بیٹھا ہوا تھا''۔ میں نے چند مشاہیر علماء کے نام بتائے مولانا برابر پوچھتے رہے کہ اور کون تھا؟ آخر میں میں نے مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی کا نام لیا کہنے لگے کہ ہاں اب میں سمجھا میرا دل بے اختیار اس طرح کھنچ رہا تھا اسکی یہی وجہ تھی۔ (پرانے چراغ 2/276-275)

مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں کہ:

''مولانا سید عبدالجبار غزنوی المقلب بہ امام صاحب بڑے عالم فاضل جامع معقول و منقول، خاندان غزنویہ کے روشن چراغ اور مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام کے بانی اول صاحب نسبت صاحب دل اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے اپنے والد عبداللہ صاحب غزنوی کے جانشین تھے غزنی سے ان کے ساتھ ہجرت کرنے میں ان کے شریک رہے صرف امرتسری ہی نہیں پنجاب بھر میں توحید و سنت کا بول بالا انہی کی ذات گرامی سے ہوا اور مدرسہ کا فیض تو دور دور ملکوں کو پہنچا۔ آپ کی وفات 25 رمضان المبارک 1331ھ کو ہوئی''۔ (سیرت ثنائی 368)

مولانا سید عبدالجبار غزنوی صاحب کمالات و کرامات تھے مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے اپنے مضمون ''مولانا سید محمد داؤد غزنوی واقعات و تاثرات'' میں مولانا سید عبدالجبار غزنوی کے دو کرامات کا ذکر کیا ہے۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

فیروز وٹواں کے ملک احمد نمبردار نے مجھ سے بیان کیا کہ:

''میں 18 سال کی عمر کا تھا مجھے گنٹھیا کا مرض لاحق ہوگیا۔ والد نے بہت علاج کرائے آرام نہیں آیا۔ کسی نے بتایا کہ امرتسر میں ایک بزرگ مولانا عبدالجبار غزنوی رہتے ہیں وہ دعا کرتے ہیں اور لوگ صحت یاب ہو جاتے ہیں اسی زمانہ میں گھوڑی کے سوا اس گاؤں میں امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا چنانچہ گٹھری کی شکل میں والد نے مجھے گھوڑی پر لادا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم امرتسر مسجد غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی نماز ہو رہی تھی والد نے مجھے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہوئے جو بزرگ امامت کرا رہے تھے وہ اس درد و سوز سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ دل انکی طرف کھنچا جاتا تھا نماز کے بعد انھوں نے میری طرف دیکھا ادھر والد صاحب نے آگے بڑھ کر دعا کی درخواست کی انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے یوں احساس ہوتا تھا جیسے میرے جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے تین دن ہم وہاں رہے اور اللہ کے فضل سے میں تندرست ہو کر واپس آیا اب جسمانی حالت کیساتھ ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی اس لئے کہ ہم انکے مرید تھے اور وہ ہمارے مرشد"۔

دوسرا واقعہ مولانا بھٹی صاحب نے اس طرح لکھا ہے کہ:

"الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے قبولیت دعا کے سلسلے کے بہت سے واقعات عوام اور ان کے عقیدت مندوں میں مشہور ہیں اس ضمن میں ایک عجیب وغریب واقعہ مولانا داؤد غزنوی بھی اور ایک مدراسی بزرگ عزیز اللہ (گھڑی ساز) نے بھی بیان کیا۔ عزیز اللہ صاحب 1958ء میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کے لئے مدراس سے کراچی آئے۔ کراچی سے لاہور آئے اس سفر کا مقصد محض مولانا داؤد غزنوی اور ارکان جماعت سے ملاقات تھا وہ الاعتصام کے خریدار تھے سیدھے دفتر میں آئے اور اپنا نام اور پتہ بتایا۔ میں ان کے نام سے واقف تھا بحیثیت مدیر الاعتصام وہ مجھ سے آشنا تھے۔ میں نے ان کو اعزاز سے بٹھایا اور مدراسی ہونے کی وجہ سے کھانے کے لئے مچھلی پیش کی مولانا اس روز لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے میں نے مولانا کے ساتھ ان کی عقیدت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ایک عرصہ ہوا مدراس سے دو آدمی چمڑے کی تجارت کے لئے امرتسر آئے ان کے ساتھ ایک مدراسی ملازم بھی تھا جس کا نام اسمٰعیل تھا اسمٰعیل فجر کی نماز روزانہ الامام مولانا عبدالجبار غزنوی کی اقتداء و امامت میں ادا کرتا ایک روز انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے پوچھا تم کون ہو کہاں کے رہنے والے ہو اور یہاں کیا کام کرتے ہو اس نے جواب دیا میرا نام اسمٰعیل ہے مدراس کا رہنے والا ہوں اور دو مدراسی سیٹھوں کے ساتھ ملازم کی حیثیت سے یہاں آیا ہوں اس کی یہ بات سن کر امام صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے عزیز اللہ نے اور اس کے بعد مولانا داؤد غزنوی نے بتایا کہ اسمٰعیل کہا کرتا تھا امام صاحب دعا مانگ رہے تھے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا دولت میری جھولی میں گر رہی ہے نماز و دعا کے بعد وہ واپس گھر گیا تو سیٹھوں نے کہا اسمٰعیل تم بہت عرصے سے ہمارے ساتھ ہو ہم نے تم کو دیانتدار محنتی اور امین پایا ہے لہذا آج سے ہم نے تمہیں اپنے کاروبار میں شریک کر لیا ہے اور تمہارا خاص حصہ مقرر کر دیا ہے اپنے حصے کی رقم تم نقد ادا نہیں کرو گے بلکہ تمہارے حصے کے منافع سے وضع ہوتی رہے گی اس کے بعد چند مہینوں میں وہ اس درجہ امیر ہو گیا کہ اسمٰعیل سے کاکا اسمٰعیل بن گیا کاکا مدراس کی زبان میں سیٹھ کو کہتے ہیں۔ کاکا اسمٰعیل نہایت نیک آدمی تھے انہوں نے صوبہ مدراس کے ضلع اوکاٹ میں کئی ایکڑ زمین خریدی اس کو آباد کیا اور اس کا نام محمد آباد رکھا وہاں ایک بہت بڑا اسلامی دارالعلوم قائم کیا جو اب تک کامیابی سے چل رہا ہے اور ہندوستان کے مشہور اسلامی مدراس میں سے ہے مولانا نے بتایا کہ اس دارالعلوم کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں مجھے باقاعدہ شرکت کی دعوت دی جاتی تھی میں جاتا تو کاکا اسمٰعیل اور ان کے خاندان کے لوگ انتہائی احترام سے پیش آتے۔ اور یہ واقعہ ضرور بیان کرتے"۔ (داؤد غزنوی:134-132)

مولانا سید عبدالجبار غزنوی کی ساری زندگی درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور تصوف و سلوک کی راہوں سے آئی ہوئی بدعات کی تردید اور صحیح اسلامی زہد و عبادت اور روحانیت کا درس دینے میں گزری تاہم تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ کی آپ نے درج ذیل رسائل تصانیف کئے۔

1۔ سبیل النجاۃ فی مباینۃ الرب عن المخلوقات (اردو)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ فی مسئلۃ الاستواء والمعیۃ (عربی)

3۔فتاویٰ غزنویہ (اردو)

4۔المجموعۃ الفتویٰ (اردو)

5۔الاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی مذہب المحدثین (اردو)(1)

6۔سوانح عمری مولانا سید عبداللہ غزنوی (اردو)

مولانا سید عبدالجبار غزنوی نے 25 رمضان المبارک (جمعۃ الوداع) 1331ھ امرتسر میں انتقال کیا۔

مولانا محمد حسین ہزارویؒ

مولانا محمد حسین کا تعلق ہزارہ سے تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء سے حاصل کی۔ جب انہیں امام مولانا سید عبدالجبار غزنوی کے زہد و ورع، للّٰہیت، تقویٰ وطہارت اور تبحر علمی کا پتہ چلا۔ اور اس کے ساتھ مدرسہ غزنویہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں تو آپ نے امرتسر کا رخ کیا۔ اور الامام غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مدرسہ غزنویہ میں داخلہ لے لیا آپ نے الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مولانا سید عبداللہ بن عبداللہ غزنوی مولانا سید عبدالاول غزنوی اور مولانا سید عبدالرحیم غزنوی رحمہم اللہ اجمعین سے بھی علوم اسلامیہ میں اکتساب فیض کیا۔

مولانا محمد حسین ہزاروی بلاشبہ ایک ذہین اور نیک سیرت، درویش صنف انسان تھے بہت زیادہ عبادت کرنے والے تھے ان کی خوش خصالی دیکھ کر حضرت الامام نے ان کو اپنی دامادی میں لے لیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ غزنویہ میں ہی مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ اور ساری زندگی درس وتدریس میں گزاردی۔ بے شمار حضرات نے ان سے حصول علم کیا۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم

1۔ یہ کتاب غلط طور پر الامام عبدالجبار سے منتسب ہوگئی ہے، اس کے مرتب مولانا حکیم عبدالحق امرتسری ہیں، حقیقت حال ہے کے لئے کتاب مذکور کو "دا الدعوۃ السلفیہ" شیش محل روڈ لاہور کی لائبریری میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے (محمد تنزیل الصدیقی الحسینی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی مہارت عطا فرمائی تھی۔

درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ مولوی محمد مستقیم سلفی نے اپنی کتاب ''جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات'' میں ان کے درج ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے۔

1۔ تحفۃ الباقی علی الفیہ العراقی

2۔ شرح نخبۃ الفکر لابن حجر

3۔ تحفۃ اہلحدیث

4۔ ہدایۃ البلید فی رد التقلید

5۔ تقلید النسیان فی ابطال الاعیان

مولانا محمد حسین کے سن ولادت اور سن وفات کا پتہ نہیں چل سکا۔ تاہم آپ نے قیام پاکستان سے قبل امرتسر میں وفات پائی۔(1)

1۔ مولانا محمد حسین ہزاروی کا تعلق ہری پور ضلع ہزارہ کے غیر مشہور انام گاؤں موضع نونن سے تھا۔ والد کا نام عبدالستار تھا۔ دہلی میں شیخ الکل سید نذیر حسین سے بھی حدیث پڑھی۔ امرتسر کی مسجد واقع شریف پورہ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ شعبان 1343ھ میں وفات پائی۔(مختصراً ماخوذ'' دیار ہند کے گمنام اکابر'' از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی شیخ عبداللہ غزنوی کے دوسرے صاحبزادے تھے سید عبداللہ غزنوی جب علمائے سوءاور حکومت کی طرف سے مصائب وآلام کا شکار ہوئے تو آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ برابر کے شریک تھے۔

مولانا سید عبدالحی الحسنی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''آپ کے فضل وتقوی، دینداری اور شرافت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے اس کا انکار وہی کرے گا جس کے دل میں ان کے بارے میں کچھ ہو''۔(نزہۃ الخواطر:7/417)

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی غزنی کے ایک مقام صاحبزادہ میں پیدا ہوئے دینی علوم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار السید عبداللہ غزنوی سے کی اسکے بعد دہلی جاکر حدیث کی تعلیم مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی سے حاصل کی۔ دہلی سے مراجعت کے بعد اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ امرتسر میں تدریس پر مامور ہوئے۔

صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں:

''آپ ان میں سے ایک ہیں جنہیں راہِ خدا میں بڑی بڑی اذیتیں پہنچائی گئیں آپ کو صرف سنت رسول کی تائید و حمایت کے جرم میں دہشت زدہ کیا گیا''۔(نزہۃ الخواطر:7/417)

مولانا محمد بن عبداللہ نے تفسیر جامع البیان کا عربی زبان میں حاشیہ لکھا اس کے بارے میں مولوی ابویحیٰی امام خان نوشہروی لکھتے ہیں کہ:

''یہ حاشیہ تفسیر جامع البیان پر عبداللہ صاحب غزنوی کے ایماء پر میاں فیروزدین (ساکن جتوں) نے چھپوایا اور کتاب مفت تقسیم ہوئی''۔(ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات:39)

مولانا بدرالزمان محمد شفیع نیپالی لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ نے شاہ ولی اللہ کی تالیف ''المسوٰی'' کو دہلی سے 1293ھ میں طبع کرایا یہ مسوٰی کی سب سے پہلی طباعت تھی اسکے علاوہ بہت سے تراجم قرآن وحدیث اور حدیث سے متعلق کتابیں نیز دینیات کی کتابیں شائع کیں''۔(الشیخ عبداللہ غزنوی:127)

مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی کا انتقال اپنے والد مولانا سید عبداللہ کی زندگی میں 1296ھ میں ہوا۔ان کے بارے میں علامہ اقبال اپنے ایک مکتوب 19 دسمبر 1922ء بنام منشی محمد الدین فوقی لکھتے ہیں کہ:

''مولوی عبداللہ غزنوی حدیث کا درس دے رہے تھے کہ ان کو اپنے بیٹے کے قتل کیے جانے کی خبر ملی آپؒ نے ایک منٹ تامل کیا پھر طلباء کو مخاطب کر کے کہا

ما برضائے او راضی ہستیم بیائید کہ کارے خود بکنیم

یہ کہ کر درس میں مشغول ہو گئے۔(نقوش مکاتیب نمبر:303)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالواحد غزنوی

مولانا عبدالواحد غزنوی (امام ثالث) مولانا سید عبدالجبار غزنوی کے انتقال کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے آپ نے دینی علوم کی تعلیم اپنے برادر مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی سے حاصل کی علمی اور روحانی فیض اپنے والد سید عبداللہ غزنوی سے حاصل کیا حدیث کی تحصیل شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے کی۔

تکمیل تعلیم کے بعد کچھ مدت اپنے آبائی مدرسہ میں تدریس فرمائی اس کے بعد مسجد چینیانوالی تشریف لے آئے اور زندگی کا بیشتر حصہ اسی مسجد میں گزارا۔

مولانا عبدالواحد غزنوی نہایت صالح اور مخلص ومتقی اور دیندار انسان تھے نماز بڑے خشوع و خضوع سے پڑھا کرتے تھے جس سے خشیت الٰہی طاری ہوجاتی دعا میں تضرع وزاری ہوا کرتی تھی جس کا حاضرین پر بھی خاص اثر ہوتا تھا۔1926ء میں سلطان ابن سعود والیٔ سعودی عرب نے موتمر عالم اسلامی کا اجلاس مکہ معظّمہ میں طلب کیا۔تو اس میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تو اس اجلاس میں مولانا ابوالوفاء ثناءاللہ امرتسری کی قیادت میں جو چار رکنی وفد شرکت کے لئے مکہ معظّمہ گیا اس میں مولانا عبدالواحد غزنوی شامل تھے دوسرے دوارکان آپ کے صاحبزادے مولانا سید اسمٰعیل غزنوی اور حافظ حمیداللہ دہلوی تھے۔

مولانا عبدالواحد غزنوی کا درس قرآن بڑا پراثر اور جامع ہوتا تھا مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری لکھتے ہیں کہ:

> مولانا عبدالواحد غزنوی نیکی، خلوص، للّٰہیت، ذکر وفکر، عبادت اور ریاضت اور وظائف، دعوت وارشار، تزکیہ قلب، طہارت نفس، اصلاح باطن میں اپنے باپ کے نقش قدم پر تھے۔

> مولانا عبدالواحد غزنوی کی عبادت میں جذبہ تھا، گفتگو میں سوز تھا، خطبات جمعہ میں کشش تھی، دور دور سے لوگ آکر ان کے خطبات جمعہ سے فیوض و برکات حاصل کرتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور کے دور دراز محلّوں سے مولانا عبدالواحد غزنوی کا درس قرآن سننے کے لئے لوگ تشریف لاتے اور ان سے روحانی فیوض و برکات سے جیب داماں بھر کر واپس جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا کی طبیعت میں بڑا گداز پیدا کیا تھا۔

مولانا عبدالواحد غزنوی کا درس قرآن نہ صرف لاہور میں مشہور تھا بلکہ پنجاب بھر میں انکے چرچے عام تھے۔ مولانا احمد علی مرحوم (حنفی) نماز فجر پڑھا کر مسجد چینانوالی میں انکے درس میں شامل ہوتے تھے اور بسا اوقات نماز فجر بھی مولانا عبدالواحد غزنوی کی اقتداء میں پڑھتے۔

مولانا احمد علی فرمایا کرتے تھے کہ:

جب تک میں فجر کی نماز مولانا عبدالواحد غزنوی کی اقتداء میں نہ پڑھ لوں اور آپ کا درس قرآن نہ سن لوں مجھے سکون اور چین نہیں ملتا۔

مولانا احمد علی جب تک حیات رہے عیدین کی نماز ہمیشہ غزنوی علماء کی اقتداء میں ادا کیں۔ پہلے مولانا عبدالواحد غزنوی کی اقتداء میں، پھر مولانا احمد علی غزنوی کی اقتداء میں اور آخر میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی اقتداء میں۔ مولانا احمد علی غزنوی فروری 1962ء میں انتقال کر گئے دسمبر 1963ء میں مولانا داؤد غزنوی نے انتقال کیا تو مولانا عبداللہ انور مرحوم نے فرمایا۔

اگر کوئی غزنوی عالم عید کی نماز پڑھائے گا تو ہم اسکی اقتداء میں نماز عید ادا کرینگے‘‘۔

(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں:342)

دارالعلوم تقویۃ الاسلام امرتسر کی خدمت میں مولانا عبدالواحد غزنوی نے تمام خدمات انجام دیں

مولانا سید محمد داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ:

’’والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنوی) کے دور برکت کے بعد ان کے بھائی مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے فصل خطاب و حسن بیان اور فہم القرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وافر حصہ عطا فرمایا تھا مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور تمام اہتمام مدرسہ انکے دست مبارک میں آ گئی انہوں نے اسی طرح علوم دینیہ کی خدمت اور توحید وسنت کی اشاعت کی جسطرح انکے اسلاف کرتے آئے فجزاہم اللہ احسن الجزاء "(داؤد غزنوی:452) مولانا عبدالواحد غزنوی نے 1930ء میں امرتسر میں انتقال کیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالرحیم غزنوی

مولانا عبدالرحیم غزنوی نے دینی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا سید عبدالجبار غزنوی اور مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی سے حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار سید عبداللہ غزنوی سے بھی استفادہ کیا تکمیل تعلیم کے بعد کافی عرصہ اپنے آبائی مدرسہ غزنویہ امرتسر میں تدریس فرمائی۔ اس کے بعد دہلی کے مختلف مدارس میں بھی تدریس فرماتے رہے۔ مولانا عبدالرحیم غزنوی تفسیر، حدیث اور فقہ میں عبور رکھتے تھے بڑے ذہین اور مطالعہ کے شوقین تھے اور طلباء کو بڑی محنت سے پڑھاتے تھے ان کی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی۔

''تاریخ اہل حدیث'' میں ہے کہ:

مولانا عبدالرحیم اور مولانا عبدالواحد تجارت کے سلسلہ میں عرب کے علاقہ نجد ریاض گئے دونوں حضرات سے سلطان ابن سعود نجد وحجاز کے بزرگوار سلطان عبدالرحمان نے کہا کہ آپ ہمارے ہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیں چنانچہ پانچ سال تک سلطان موصوف کے خاندان کو علم دین پڑھایا اور دیگر اہل نجد بھی آپ کے علم سے فیض یاب ہوئے۔ (تاریخ اہل حدیث:438)

مولانا عبدالرحیم غزنوی نے 1342ھ میں امرتسر میں انتقال کیا مولانا عبدالرحیم غزنوی نے بہاولپور کے شاہی مسجد کے خطیب رہے آپ نے اس علاقہ میں توحید وسنت کی شمع روشن کی اور قرآن و حدیث کی تعلیم کا غلغلہ بلند کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید عبدالاوّل غزنوی

مولانا سید عبدالاوّل بن محمد بن عبداللہ غزنوی علمائے فحول میں سے تھے آپ نے دینی علوم کی تحصیل مدرسہ محمدیہ لکھو کے اور اس کے بعد مدرسہ غزنویہ امرتسر میں حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی، مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی اور مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔ حدیث کی تحصیل شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے کی فراغت تعلیم کے بعد مدرسہ غزنویہ امرتسر میں تدریس پر مامور ہوئے اور ساری زندگی حدیث کی تدریس میں بسر کردی درس وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1۔ نصرۃ الباری فی ترجمہ صحیح بخاری (6 جلد)

2۔ انعام المنعم بترجمۃ الصحیح مسلم

3۔ الرحمۃ المہداۃ الی من یرید ترجمۃ المشکوۃ (4 جلد)

4۔ ترجمہ ریاض الصالحین۔

1313ھ میں امرتسر میں انتقال کیا۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی پہلی شادی آپ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی عمر فاروق غزنوی اور پروفیسر سید ابوبکر غزنوی آپ کے نواسے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالغفور غزنوی

مولانا عبدالغفور غزنوی مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی کے چھوٹے صاحبزادے تھے آپ نے دینی تعلیم اپنے آبائی مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی اور مولانا عبدالرحیم غزنوی سے حاصل کی۔ حدیث کی تحصیل شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے کی تکمیل کے بعد دارالعلوم تقویۃ الاسلام امرتسر میں تدریس فرماتے رہے مولانا حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسمٰعیل السلفی آپ کے تلامذہ میں تھے۔ 1337ھ میں آپ نے تقویۃ الاسلام سے علیحدگی اختیار کر کے اپنا علیحدہ مدرسہ بنام مدرسہ سلفیہ غزنویہ جاری کیا بقول مولوی ابویحییٰ امام خان نوشہروی اس مدرسہ میں طلباء کی تعداد 40 کے قریب تھی۔ (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات: 175)

مولوی سید رفیع الدین بخاری سوہدروی مسلکاً حنفی دیوبندی تھے مولانا مفتی محمد حسن امرتسری کے شاگرد تھے مگر حدیث کی تحصیل آپ نے مولانا عبدالغفور غزنوی سے کی راقم سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور صحیح مسلم مولانا عبدالغفور غزنوی سے پڑھی تھیں علاوہ ازیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی بعض کتابیں بھی پڑھی تھیں۔

مولانا عبدالغفور غزنوی تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھتے تھے تفسیر قرآن پر ان کو مکمل عبور تھا اور حدیث پر ان کی نظر وسیع تھی۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1۔ حمائل غزنویہ (قرآن مجید کے حواشی سلفی طرز پر)

2۔ مشکوۃ الانوار تسہیل مشارق الانوار۔ اس کتاب میں فقہی ترتیب پر احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے۔

3۔ ریاض الصالحین مترجم و محشی (اردو مع متن عربی)

4۔ بلوغ المرام مترجم و محشی (اردو مع متن عربی)

5۔ الحزب الاعظم

مدرسہ سلفیہ غزنویہ مولانا عبدالغفور غزنوی کی زندگی تک قائم رہا ان کی رحلت کے بعد اپنے منبع یعنی مدرسہ تقویۃ الاسلام میں مدغم ہو گیا بمصداق **منھا خلقنا کم فیھا نعید کم**۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالغفور غزنوی نے جولائی 1935ء میں امرتسر میں وفات پائی۔ مولانا عبدالغفور غزنوی نے دینی کتب کی اشاعت کے لئے ایک مطبع بنام انوارالاسلام امرتسر میں قائم کیا تھا۔

مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری لکھتے ہیں کہ:

''مولانا عبدالغفور غزنوی نے مطبع انوارالاسلام کیا تھا آپ نے اس مطبع سے بڑی بڑی کتابیں شائع کیں جس سے مسلک اہل حدیث کو بہت فروغ حاصل ہوا قرآن پاک کتب احادیث کے بعض تراجم شائع کئے حسب ضرورت دیگر کتب بھی شائع کیں مشکوۃ المصابیح، ریاض الصالحین اور قرآن پاک کے تراجم شائع کئے اور انکے حاشیے پر توضیحی نوٹ لکھے مشکوۃ غزنوی اور حمائل غزنوی ابتک اہل علم کو یاد ہیں''۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں 551-550)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید اسمٰعیل غزنوی

مولانا سید اسمٰعیل غزنوی بن مولانا عبدالواحد غزنوی مشاہیر علماء میں سے تھے امرتسر میں پیدا ہوئے مدرسہ غزنویہ امرتسر میں مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی اور مولانا سید عبدالاوّل غزنوی سے تعلیم حاصل کی۔

جب مولانا عبدالواحد غزنوی اور مولانا عبدالرحیم غزنوی کا تعلق سلطان ابن سعود والئ نجد وحجاز سے ہوا تو مولانا سید اسمٰعیل غزنوی بھی اپنے والد مولانا عبدالواحد غزنوی کے ہمراہ حجاز گئے اور 1926ء میں جب سلطان ابن سعود نے موتمر عالم اسلامی کا اجلاس مکہ معظمہ میں طلب فرمایا اور اس اجلاس میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی سربراہی میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا چار رکنی وفد مکہ معظمہ گیا تھا اسی وفد کے ایک رکن مولانا سید اسمٰعیل غزنوی بھی تھے۔ بعد میں سلطان ابن سعود نے آپ کو حاجیوں کی خدمت پر مامور فرمایا۔ آپ کا عہدہ ایک وزیر کے برابر تھا اور اس منصب پر آپ مدت تک فائز رہے۔ (تاریخ اہل حدیث:437)

مولانا اسمٰعیل غزنوی ایک بلند پایہ عالم دین تھے آپ کو مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری مصنف ''رحمۃ للعالمین'' کا جنازہ پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہوا قاضی صاحب کا 1930ء میں حج سے واپسی پر بحری جہاز میں انتقال ہوا تھا اور مولانا اسمٰعیل غزنوی بھی اسی جہاز میں واپس آ رہے تھے۔

4-3 اپریل 1900ء لائل پور (موجودہ فیصل آباد) مغربی پاکستان جمعیۃ اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی اس کانفرنس کے صدر مولانا اسمٰعیل غزنوی اور صدر استقبالیہ مولانا محمد صدیق تھے۔ راقم اس کانفرنس میں شریک ہوا جب مولانا اسمٰعیل غزنوی نے اپنا خطبہ صدارت پڑھنا شروع کیا تو خطبہ میں علمائے اہلحدیث کی علمی و دینی خدمات کا تذکرہ کیا تو اس میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کا نام درج نہیں تھا۔ تو مجمع میں شور ہو گیا اور آوازیں آنی شروع ہو گئیں کہ یہ زیادتی ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کا نام نہیں لیا جا رہا۔ مولانا امرتسری کی خدمات بہت زیادہ ہیں اس لئے انکا نام شامل کیا جائے چنانچہ لوگوں کے اصرار پر خطبہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کا نام شامل کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا اسمٰعیل غزنوی نے غالباً اسلئے مولانا امرتسری کا نام شامل نہیں کیا تھا کہ مولانا امرتسری کی عربی تفسیر ''تفسیر القرآن بکلام الرحمان'' سے متعلق ثنائی غزنوی نزاع ہوا تھا اور مولانا سید عبدالجبار غزنوی نے اس سلسلہ میں ایک رسالہ بنام الکلام المبین بھی لکھا تھا۔(1)

مولانا سید اسمٰعیل غزنوی مصنف بھی تھے آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

1۔استقلال حج:

اس کتاب میں حج کے فضائل بتائے ہوئے ارکان حج کی وضاحت کی گئی ہے ساتھ ہی اس کی دعائیں درج کرکے ان کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے (صفحات 20 طبع اوّل امرتسر 1928ء)

2۔تحفہ وہابیہ:

یہ کتاب علامہ سلیمان بن سبحان نجدی کی کتاب ''الھدیۃ السنیہ'' کا ترجمہ ہے اس میں رجب 1211ھ شیخ احمد بن ناصر بن عثمان نجدی کا مناظرہ مکہ اور محرم الحرام 1218ھ کو امام عبدالعزیز اوّل کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے اندر فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوتے وقت شیخ عبداللہ بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب کی پہلی تقریر اور 1329ھ میں علامہ نجد الشیخ عبداللطیف کی تقریر درج ہے۔ (صفحات 120 طبع امرتسر سن اشاعت ندارد)

3۔جلالۃ الملک ابن سعود:

اس کتاب میں ملک عبدالعزیز بن سعود کی ان خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جو انھوں نے حرمین شریفین سے متعلق مختلف شہروں اور جگہوں میں کی ہیں (صفحات 28 طبع امرتسر 1936ء)

4۔استقلال حجاز:

1925ء میں جب شریف حسین کو اپنی اسلام فروشیوں کی پاداش میں قبرص کی جلاوطنی مل گئی اور سلطان عبدالعزیز بن سعود کا حجاز پر قبضہ ہو گیا تو اہل بدعت نے مختلف انجمن قائم کرکے ابن سعود پر مختلف قسم کے الزامات لگائے یہ کتاب انہیں الزامات کے جواب میں ہے (صفحات 20 طبع امرتسر 1928ء)

1۔اس کی صحیح کیفیت گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔(ناشر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔اصلاحات حجاز:

سعودی حکومت نے حجاز میں قبضہ حاصل کرنے کے بعد پھر جو اصلاحات کیں ان کو اختصار و ایجاز کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے، تا کہ لوگ اہل بدعت کی فریب کاریوں سے محفوظ رہ سکیں۔(صفحات 24 طبع امرتسر 1928ء)

مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی کے 9 صاحبزادے ہیں۔

ڈاکٹر خالد غزنوی، طارق، قاسم، عبدالواحد، ابراہیم، احمد، محمد، محمود، حسن۔

ڈاکٹر خالد غزنوی معروف معالج ہیں اور اسکے ساتھ اہل قلم بھی ہیں انکے قلم سے کئی ایک کتابیں نکل چکی ہیں طب نبوی ان کی معروف تصنیف ہے۔

مولانا سید اسمٰعیل غزنوی نے 1960ء میں لاہور میں انتقال کیا اور میانی صاحب کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید محمد داؤد غزنوی

مولانا سید محمد داؤد غزنوی بن مولانا سید عبدالجبار غزنوی بن مولانا سید عبداللہ غزنوی کا شمار برصغیر (پاک وہند) کے ممتاز علمائے کرام میں ہوتا ہے آپ بلند پایہ مقرر، شعلہ نوا خطیب، جید عالم دین، بیباک صحافی، دانشور، مبصر، نقاد، ادیب، معلم، متکلم، مصنف اور بہت بڑے سیاستدان تھے۔

ولادت:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی 1895ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار مولانا سید عبدالجبار غزنوی اور اپنے چچازاد بھائی مولانا سید عبدالاول غزنوی سے حاصل کی اسکے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے دہلی میں آپ نے علوم عقلیہ، نقلیہ کی تعلیم مولانا سیف الرحمان کابلی سے حاصل کی مولانا سیف الرحمان مدرسہ فتح پوری میں مدرس تھے اور مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا کی تحریک کے خاص رکن تھے علم حدیث کی تعلیم آپ نے استاذ اساتذہ مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری سے حاصل کی۔

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور شیخ الکل فرمایا کرتے تھے۔ میرے پاس دو عبداللہ آئے ایک عبداللہ غزنوی اور دوسرے عبداللہ غازی پوری۔

مولانا حافظ عبداللہ بن عبدالرحیم بن دانیال مشاہیر علماء میں تھے۔ 1261ھ میں مئوضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے 12 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور اس کے بعد دینی تعلیم کا آغاز مولوی محمد قاسم مئوی سے کیا ابھی چند عربی اور فارسی کی کتابیں پڑھی تھیں کہ 1857ء کا ہنگامہ تحریک آزادی (جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو انگریزوں نے غدر کے نام سے موسوم کیا) برپا ہو گیا جس کی لپیٹ میں مئو بھی آ گیا اور آپ کے والد عبدالرحیم ترک وطن پر مجبور ہو گئے چنانچہ حافظ صاحب کے والد مع اپنے خاندان کے مئو سے نقل مکانی کر کے غازی پور آ گئے جب کچھ سکون ہوا تو جناب عبدالرحیم نے حافظ عبداللہ کو مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں داخل کرا دیا۔ حافظ صاحب اس مدرسہ میں مولانا رحمت علی بانی مدرسہ چشمہ رحمت اور مولانا محمد فاروق چڑیا کوئی سے درسیات کی اکثر کتابیں پڑھیں اس کے بعد حافظ عبداللہ جون پور تشریف لے گئے اور مدرسہ حنفیہ کے صدر مدرس مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی سے بقیہ نصاب کی تکمیل کی۔ (تذکرہ علمائے اعظم گڑھ:197)

جون پور کتابوں کی تکمیل کے بعد حافظ عبداللہ دہلی پہنچے اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے تفسیر و حدیث اور فقہ کی تحصیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔

1297ھ میں حافظ صاحب حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے امام شوکانی کے تلمیذ رشید شیخ عباس یمنی سے حدیث کی سند حاصل کی حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد آپ نے مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور جہاں سے آپ نے دینی تعلیم کا آغاز کیا تھا تدریس پر مامور ہوئے اور سات سال تک اس مدرسہ میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔

1304ھ مطابق 1886ء آپ مولانا حافظ ابراہیم آروی کے مدرسہ آرہ میں تشریف لے گئے اس مدرسہ میں آپ نے 1320ھ مطابق 1906ء تک یعنی بیس سال تک تدریس فرمائی۔ اس 20 سال کے دوران بڑے بڑے جید علمائے کرام آپ سے فیض یاب ہوئے مثلاً مولانا عبدالغفور حاجی پوری، مولانا محمد سعید محدث بناری، مولانا شاہ عین الحق پھلواروی، مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی اور مولانا عبدالسلام مبارکپوری صاحب سیرۃ البخاری۔

مولانا حافظ ابراہیم آروی کے انتقال کے بعد حافظ عبداللہ صاحب نے احمدیہ آرہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور دہلی کو اپنا مسکن بنا لیا دہلی میں آپ کا قیام 8 سال تک رہا اس 8 سال میں سینکڑوں طلباء آپ سے مستفیض ہوئے اور دہلی کے قیام میں آپ نے زیادہ توجہ درس قرآن پر دی اس زمانہ میں آپکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قریبی عزیز لکھنؤ میں چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر انتقال کر گئے حافظ صاحب ان یتیموں کی نگہداشت کیلئے دہلی سے چلے گئے۔یہاں آپ چند ہفتہ پر 21 صفر 1237ھ 26 نومبر 1918ء انتقال کر گئے۔اور عیش باغ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری جملہ علوم اسلامیہ مہارت رکھے تھے اور سر برآ وردہ فقیہہ تھے علمی تبحر کے ساتھ زہد وتقوی کی صفت سے بھی متصف تھے ترک تقلید میں بڑا غلو رکھتے تھے تمام علوم میں ان کو تبحر علمی حاصل تھا۔

صاحب ''تراجم علماء حدیث ہند'' نے مولانا شمس الحق عظیم آبادی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

''میرے کتب خانہ میں ایک بہت پرانی کتاب منطق کی تھی عبارت کی پیچیدگی کے ساتھ مسائل منطقیہ کا بیان کچھ اس طرز سے تھا کہ بظاہر کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا جناب حافظ صاحب اتفاق سے ڈیانواں تشریف لائے میں نے وہ کتاب دکھا کر کہا یہ تو چیستاں معلوم ہوتی ہے حافظ صاحب نے کتاب کے چند ورق الٹنے کے بعد فرمایا کچھ نہیں مسائل وہی ہیں عبارت ذرا پیچیدہ ہے اس کے ساتھ ہی آپ نے بعض مضامین کا مطلب عام فہم الفاظ میں بیان فرمادیا''۔(تراجم علمائے حدیث ہند:461)

مولانا حافظ عبداللہ کی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی تاہم تصنیف وتالیف سے بھی غافل نہیں رہے آپ نے جو چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ابراء اہل الحدیث والقرآن۔2۔البحر المواج فی شرح مقدمہ الصحیح المسلم بن الحجاج (عربی) 3۔علم غیب۔4۔رکعات التراویح۔5۔کتاب الزکاۃ۔6۔الحجۃ السامعۃ فی بیان الجمیرۃ والسائب (اردو) 7۔قانون مسجد۔8۔فتوی مال زانیہ بعد توبہ۔9۔فتاوی غازی پوری۔10۔جواب المہتدین لرد المعتدین۔11۔سیرۃ النبی ﷺ۔12۔فصوی احمدی۔13۔منطق۔14۔النحو۔15۔تسہل الفرائض۔

حافظ صاحب کا ایک نایاب کتب خانہ تھا جو نوادر پر مشتمل تھا ان کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ سلفیہ بنارس میں منتقل ہوگیا۔(1)

فراغت تعلیم کے بعد:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری سے جملہ علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد واپس امرتسر تشریف لائے اور دارالعلوم تقویۃ الاسلام امرتسر میں تدریسی خدمات پر مامور ہوئے جس دور میں آپ تقویۃ الاسلام امرتسر میں تدریس پر مامور ہوئے وہ دور رابع کہلاتا ہے اسی دور میں آپ کے ساتھ مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا ابو اسحٰق نیک محمد اور مولوی غلام رسول پوٹھواری مدرس تھے درس وتدریس کیساتھ ساتھ تبلیغ اشاعت اسلام اور تحریک آزادی وطن سے بھی دلچسپی رکھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے امرتسر میں اپنا ایک مقام پیدا کر لیا تھا۔

سیاسی زندگی:

1919ء کا سال ہندوستان کے لوگوں کے لئے بڑا کٹھن سال تھا اور یہ دور انگریز کے جبر واستبداد کا دور تھا ملک میں مارشل نافذ تھا 1919ء میں جلیانوالہ باغ امرتسر میں جنرل ڈائر نے ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کے ایک مشترکہ جلسے میں گولی چلادی جس میں سینکڑوں لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ مولانا داؤد غزنوی اپنے چچازاد بھائی مولانا اسمٰعیل غزنوی کے ہمراہ اس جلسے میں شریک ہونے کے لئے گھر سے نکلے۔ راستہ میں آپ ایک پان فروش کی دکان پر پان کھانے کے لئے رک گئے اسی اثناء میں جنرل ڈائر اپنی گوراراج کے ہمراہ جلیانوالہ باغ کی طرف جاتے ہوئے ان کے قریب سے گزرا۔ مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسمٰعیل غزنوی پان کھا کر ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ جنرل ڈائر گولی چلا کر سینکڑوں آدمیوں کو موت کی نیند سلا کر واپس آ رہا تھا۔

اس حادثہ نے مولانا داؤد غزنوی کو سیاست میں قدم رکھنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ آپ نے انگریز کے

1۔ عالم کبیر حافظ عبداللہ غازی پوری کے تفصیلی حالات "تاریخ علم وعمل کے چند غیر فانی نقوش" از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی (زیر طبع امام شمس الحق ڈیانوی پبلشرز کراچی) میں شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف آواز اٹھائی اور آپ حق گوئی و بیباکی کا پیکر بن گئے آپ نے انگریزوں کے خلاف تقاریر کا سلسلہ شروع کیا آپ ایک شعلہ نوا خطیب و مقرر تھے آپ کی تقریر بڑی جامع اور مؤثر ہوتی تھی جب تقریر کرتے تو سامعین ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے اور ایک سماں بندھ جاتا تھا اور لوگوں میں جوش و خروش پیدا ہوتا تھا آپ تقریر کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آگ کے شعلے برس رہے ہیں چنانچہ آپ کی تقریر سے لوگوں کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف نفرت پیدا ہوئی اور تحریک آزادی کا جذبہ ابھرنے لگا۔

اسی دور میں 1919ء میں مجلس خلافت کی تاسیس ہوئی تو مولانا نے تحریک خلافت سے تعاون کیا اور آپ اس کے سرگرم رکن تھے۔ 1921ء میں جمعیۃ العلماء ہند قائم ہوئی تو مولانا غزنوی نے اس کی تاسیس و تشکیل میں مؤثر کردار ادا کیا ابتدا آپ مجلس عاملہ کے رکن تھے پھر مدتوں نائب صدر رہے۔

انگریز کے خلاف تقریروں کا سلسلہ جاری تھا اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا تھا کہ آپ انگریز اور برطانوی حکومت کے خلاف تقریر نہ کرتے ہوں چنانچہ 1921ء میں آپکو گرفتار کر کے تین سال کیلئے میانوالی جیل میں نظر بند کر دیا گیا رہا ہوئے تو آپ پہلے سے بھی زیادہ گرم جوشی سے آواز حق بلند کرنے لگے۔

1925ء میں آپ کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا اور 2 سال تک جیل میں رہے 1927ء میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ تحریک میں حصہ لیا تو تیسری بار قید و بند کی آزمائش سے دوچار ہوئے اور دو سال بعد رہا ہوئے۔

1929ء میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے تعاون و اشتراک سے مجلس احرار اسلام کی بنیاد ڈالی اور مولانا داؤد غزنوی اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اور دو ڈھائی برس مین اسے منظم اور جاندار تحریک بنا دیا۔ 1932ء میں تحریک کشمیر شروع ہوئی تو مجلس نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اس کے ہزاروں رضاکاروں نے جیلیں بھر دیں تو مولانا داؤد غزنوی کو گرفتار کر لیا گیا 1942ء میں جب کانگرس نے ہندوستان چھوڑ دو تحریک شروع کی تو مولانا داؤد غزنوی کانگرس میں شامل ہو گئے۔

ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں کہ میں نے آپ سے کانگرس میں شمولیت کی وجہ دریافت کی تو آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ:

''انگریز مجلس کو خاطر میں نہیں لاتا تھا اور کانگرس ہی ایک ایسی جماعت تھی جسے برطانوی حکومت درخود اعتنا سمجھتی تھی اور وہی ایک واضح اور لائحہ عمل پیش نظر کر برطانوی سامراج سے برسرپیکار تھی اسی بنا پر میں کانگرس میں شامل ہوا تھا''۔(داؤد غزنوی:247)

کانگرس میں شمولیت کے بعد آپ کو پنجاب کانگرس کا صدر مقرر کیا گیا اور اس جماعت کے ٹکٹ پر آپ پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے مقابل لیگی امیدوار تھا جو بھاری اکثریت سے شکست کھا گیا اور مولانا غزنوی کی کامیابی عوام میں ان کے اثر ورسوخ اور ہر دلعزیزی کا واضح ثبوت تھا۔کانگرس میں مولانا چار سال رہے اور 2اگست 1946ء کو علیحدہ ہوئے۔کانگرس سے علیحدگی کا سبب ہندوؤں کی تعصبی تنگ نظری اور ہندو مسلم اتحاد میں رخنہ اندازی تھی مولانا نے کانگرس سے استعفیٰ دیتے وقت اپنے ایک اخبار بیان میں فرمایا تھا کہ:

''ہر قسم کی مساوات کی مخالفت کر کے کانگرس نے مسلمانوں کیلئے فکر وتدبر کا سامان بہم پہنچا دیا ہے اگر آج کانگرس کا مفہوم اور مقصد صرف اسی قدر رہ گیا ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے ہندوؤں کی سیاسی اور اقتصادی بہبود اور ترقی کیلئے کوشاں رہے تو ان مسلمانوں کیلئے اسمیں ٹھہرنے کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے جو اسمیں اسلئے شامل ہوئے تھے کہ یہ آزادی کیلئے انگریز سے لڑ رہی ہے''۔(داؤد غزنوی:247)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ تعلقات کا دائرہ وسیع تھا مولانا محمد اسحٰق لکھتے ہیں کہ میں نے ایک دن مولانا داؤد غزنوی سے دریافت کیا کہ آپ نے کانگرس سے علیحدگی اور مسلم لیگ میں شامل ہونے سے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد سے مشورہ کیا تھا تو مولانا غزنوی نے فرمایا کہ:

''جب میں نے کانگرس سے استعفا دیا اور مسلم لیگ میں شامل ہونے کا اعلان کیا تو اس وقت میں دہلی میں تھا اخبارات میں بڑی بڑی سرخیوں کیساتھ یہ خبر شائع ہوئی اور بی بی سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لندن) نے بھی اسے نشر کیا۔ جب مین اختعفیٰ کے بعد مولانا سے ملا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ مجھ سے مشورہ کر لیتے تو میں آپ کو کانگرس چھوڑنے اور مسلم لیگ میں جانے کا ایسا راستہ بتاتا کہ آپ کا مقصد بھی پورا ہو جاتا اور کوئی شخص اعتراض بھی نہ کر سکتا۔

مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا:

مجھے یہ خیال تھا کہ اگر میں نے مولانا آزاد کو سیاسی تبدیلی کے بارے میں کچھ بتایا تو وہ اصرار کریں گے کہ میں کانگرس سے نہ نکلوں۔

اس کے بعد مولانا غزنوی نے فرمایا کہ:

کانگرس کو چھوڑ کر میں نے سب سے بڑی قربانی یہ دی ہے کہ مولانا آزاد کی رفاقت ختم ہو گئی جس کا مجھے بہت احساس ہے"۔ (نقوش عظمت رفتہ 69-68)

کانگرس سے علیحدگی اور مسلم لیگ میں شامل ہونے کے بعد مولانا سید داؤد غزنوی نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا اور مسلمانوں کے سامنے ہندو اور انگریز دونوں کے عزائم بے نقاب کیے اور ان کے خلاف آگ لگا دی مولانا غزنوی نے قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی بقول مولانا سید ابوبکر غزنوی جب آپ قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کر کے واپس آئے تو ان کی ذہانت ،فراست اور سیاسی تدبر سے متاثر نظر آتے تھے۔ (داؤد غزنوی 249)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی مختلف اوقات میں جن سیاسی، دینی جماعتوں سے تعلق رہا اس کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ پنجاب خلافت کمیٹی کے ناظم اعلیٰ

2۔ مجلس احرار ہند کے ناظم اعلیٰ

3۔ جمیعۃ العلماء ہند کے نائب صدر

4۔ کانگرس کمیٹی پنجاب کے صدر

5۔ خضر وزارت میں مسلم لیگ تحریک کے ڈکٹیٹر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔1953ء کی قادیانی تحریک کے سلسلہ میں قائم کردہ مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ

7۔مرکزی جمعیۃ اہلحدیث کے صدر

مولانا غزنوی نے حصول آزادی کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا اوران کا شمار ملک کے صف اوّل کے سیاسی اور دینی رہنماؤں میں ہوتا تھا قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں آپ کی جیل کی زندگی کم وبیش دس سال ہے آپ نے ہراس سیاسی ودینی جماعت کے ساتھ تعاون کیا جوانگریزی حکومت کے خلاف نعرہ بلند کرتی تھی۔

قیام پاکستان کے بعدانھوں نے سیاسیات میں بہت کم حصہ لیا ابتداء میں کچھ عرصہ مسلم لیگ سے تعلق رہا اور 1951ء میں پنجاب اسمبلی کا الیکشن مسلم لیگ کے ٹکٹ پر چونیاں کے حلقہ سے لڑا اور کامیاب ہوئے۔

اخبار توحید کا اجراء

علمائے اہلحدیث نے میدان صحافت میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں مولانا سید محمد داؤدغزنوی نے یکم اپریل 1927ء کوامرتسر سے ہفتہ وار ''توحید'' جاری کیا ان سے پہلے مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ہفت روزہ ''اہلحدیث'' مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی کا پندرہ روزہ ''محمدی'' مولانا عبدالمجید سوہدروی کا ہفت روزہ ''مسلمان'' سوہدرہ کے علاوہ کئی اوررسائل اشاعت اسلام، اور مسلک اہلحدیث کی ترقی وترویج میں سرگرم عمل تھے۔

مولانا داؤدغزنوی نے یکم اپریل 1927ء کو ہفتہ وار ''توحید'' جاری کیا اس اخبار کا اولین مقصد دعوت الی اللہ تھا آپ نے اس اخبار میں بلند پایہ علمی ودینی، تحقیقی وتاریخی مقالات لکھے مولانا سید داؤد غزنوی نے اسوقت کے مشہور اہل قلم کو بھی اس اخبار میں مضامین لکھنے کی دعوت دی۔جن معتقد علمائے کرام کو آپ نے مضامین لکھنے کی دعوت دی ان میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری، مولانا محی الدین احمد قصوری، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالواحد غزنوی، مولانا محمد علی قصوری اور مولانا سید اسمٰعیل غزنوی شامل تھے اوران سب علمائے کرام کے مضامین توحید میں شائع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔

توحید صرف تین سال جاری رہا اور یکم مئی 1929ء کو اس کا آخری شمارہ شائع ہوا اس کے بعد نامساعد حالات کی وجہ سے جاری نہ رہ سکا۔

چند اہم واقعات:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی زندگی بڑی مصروف گزری ان کی دینی وملی وسیاسی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا مولانا غزنوی بین الاقوامی شخصیت تھے۔

تحریک ختم نبوت:

1953ء کے آخر میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی۔ جس میں پاکستان کی تمام دینی و مذہبی جماعتوں نے حصہ لیا ان جماعتوں نے متفقہ طور پر ایک مجلس عمل تشکیل کی مولانا سید داؤد غزنوی کو اس مجلس کا ناظم اعلیٰ بنایا گیا جب حکومت نے اس کے رہنماؤں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیا تو تحقیقات کیلئے ایک جسٹس محمد منیر اور جسٹس ایم آر کیانی پر ایک عدالت قائم کی گئی مجلس کے وکیل حسین شہید سہروردی تھے اور مولانا غزنوی نے سہروردی کو مسئلے کے اہم نکات سمجھائے تھے لیکن سہروردی صاحب عدالت میں صحیح طور پر کیس پیش نہ کر سکے اس سے معذرت چاہی چنانچہ خود مولانا غزنوی نے مقدمہ کی پیروی کی۔ ایک دن دوران بیان جسٹس منیر نے مولانا سے سوال کیا۔

کیا آپ کے دادا مولانا سید عبداللہ غزنوی کو افغانستان سے اسلئے ملک بدر کیا گیا تھا کہ وہ اہلحدیث تھے اور احناف ان کو برداشت نہیں کرتے تھے مولانا غزنوی نے جواب میں فرمایا۔

نہیں۔ یہ بات نہیں ہے ان کو اس لئے ملک سے نکالا گیا تھا کہ وہ اپنے دور کے بہت بڑے ولی اللہ تھے اور ان کا حلقہ ارادت اس قدر وسعت اختیار کر گیا تھا کہ حکومت کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ وہ حکومت پر قابض ہو جائیں گے۔ اس کے بعد جسٹس منیر نے یہ سوال کیا۔ کیا آپ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ کہنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ مولانا غزنوی نے فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا انحصار کہنے والے کی نیت پر ہے ہر اس شخص کو جو یہ الفاظ زبان سے نکالتا ہے مشرک نہیں قرار دیا جاسکتا ابھی آپ نے یہ الفاظ زبان سے نکالے مگر آپ کو مشرک نہیں کہا جائیگا۔

اس کے بعد جسٹس منیر نے آپ سے یہ سوال کیا۔

کیا آپ عبدالوہاب کو اپنا مذہبی رہنما مانتے ہیں۔

مولانا نے جواب دیا۔

عبدالوہاب نام کا کوئی شخص ہمارا مذہبی رہنما نہیں ہے۔

منیر صاحب نے کہا عبدالوہاب آپ کا مذہبی رہنما ہے۔

مولانا نے فرمایا قطعاً نہیں۔

منیر صاحب نے اپنی بات پر زیادہ اصرار کیا مولانا غزنوی نے سختی سے انکار کیا کہ نہیں ہے۔ جب دونوں کے درمیان دو تین دفعہ "ہے" اور "نہیں" کی تکرار ہوئی تو جسٹس منیر بوکھلا گئے اور ادھر ادھر سینہ پر ہاتھ مار کر کاغذات تلاش کرنے لگے جن پر انھوں نے سوالات وغیرہ لکھے تھے مولانا غزنوی اس کی بوکھلاہٹ دیکھ رہے تھے تو مولانا نے فرمایا۔

کیا آپ کی مراد محمد بن عبدالوہاب ہے۔

جسٹس منیر نے کہا ہاں میری مراد ہے۔

مولانا نے فرمایا عبدالوہاب نہیں محمد بن عبدالوہاب ہیں۔

جسٹس منیر نے کہا اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

مولانا نے فرمایا۔

کیا آپ کے نزدیک باپ اور بیٹے کا فرق کوئی فرق نہیں ہے۔

اس کے بعد منیر صاحب خاموش ہو گئے اور جسٹس ایم آر کیانی کہنے لگے۔

مولانا اگر میرے بس میں ہوتا تو میں آپ کو وکالت کا لائسنس دے دیتا میں آپ کے دلائل اور بحث سے بہت مستفید ہوتا ہوں۔ (نقوش عظمت رفتہ: 56-58)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئین کمیشن کے سوالنامے کا جواب

فروری 1960ء جنرل محمد ایوب خان نے دستور بنانے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تھا اس کمیشن کی طرف سے 40 سوالات پر مشتمل سوالنامہ مرتب کیا گیا تھا اور یہ سوالنامہ ملک کی مشہور شخصیتوں کو بھیجا گیا تھا حکومت کا مقصد یہ تھا کہ اس کا مناسب جواب دیا جائے تاکہ آئندہ دستور اس کی روشنی میں مرتب کیا جاسکے۔

اس ضمن میں مولانا داؤد غزنوی نے مولانا مودودی اور دوسرے علمائے کرام سے رابطہ کیا اور 5-6 مئی 1960ء جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں تمام مسالک کے علمائے کرام کا اجلاس طلب کیا۔ اجلاس میں متفقہ طور پر طے کیا گیا کہ اس سوالنامہ کا جواب مولانا داؤد غزنوی اور مولانا مودودی مرتب کریں چنانچہ دونوں علمائے کرام نے سوالنامہ کا جواب مرتب کیا جس میں مکمل جمہوریت کے نقاط اور پارلیمانی نظام حکومت کے قیام کی واضح اور غیر مبہم لفظوں میں تائید کی گئی تھی۔ (داؤد غزنوی:268)

یہ آئین نہ اسلامی ہے نہ جمہوری:

9 مارچ 1962ء صدر ایوب خان لاہور آئے اور انہوں نے مولانا داؤد غزنوی سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اس وقت لاہور کے کمشنر حماد رضا تھے انہوں نے رات ایک بجے مولانا غزنوی کو ٹیلی فون کیا کہ کیا کل صبح 8 بجے صدر ایوب خان آپ اور آپ کے رفقاء سے ملنے کے خواہاں ہیں آپ 8 بجے اپنے رفقاء کے ساتھ گورنر ہاؤس پہنچ جائیں۔

چنانچہ مولانا غزنوی نے ایک وفد ترتیب دیا جس میں مولانا غزنوی خود اور ان کے علاوہ مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا مہدی زماں، میاں عبدالمجید مالوڈہ، سید ابوبکر غزنوی اور مولانا محمد اسحٰق بھٹی جو اس وقت الاعتصام کے ایڈیٹر تھے گورنر ہاؤس لاہور پہنچے اور صدر ایوب خان سے ملاقات کی مولانا کی پہلے گورنر مغربی پاکستان ملک محمد امیر خاں سے ملاقات ہوئی اور مولانا نے ارکان وفد کا تعارف کرایا اس کے بعد صدر ایوب خان سے ملاقات ہوئی مولانا سے پہلے صدر صاحب نے صحت کے بارے میں دریافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور پھر کہا۔

مولانا میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ ہم نے جو آئین تیار کیا ہے وہ آپ نے پڑھا ہوگا آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ اس آئین کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

مولانا غزنوی نے تفصیل سے آئین کے تمام پہلوؤں کی وضاحت کی اور آخر میں واضح الفاظ میں فرمایا کہ:

آپ کا یہ آئین نہ اسلامی ہے نہ جمہوری

مولانا کا یہ جواب سن کر صدر ایوب خان خاموش ہو گئے اور گفتگو کا موضوع بدل دیا۔(نقوش عظمت رفتہ:65-66)

سعودی حکومت سے غزنوی خاندان کے مراسم

سعودی حکومت سے غزنوی خاندان کے مراسم اور تعلقات بہت پرانے چلے آرہے تھے سعودی عرب کے موجودہ فرمانبردار خادم الحرمین شریفین کے دادا عبدالرحمان اور والد ملک عبدالعزیز کویت میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے اس زمانے میں مولانا داؤد غزنوی کے چچا مولانا عبدالواحد غزنوی اور مولانا عبدالرحیم غزنوی تجارت کے لئے امرتسر سے کویت گئے تو ان کی ملاقات عبدالرحمان اور سلطان عبدالعزیز سے ہوئی تو انہوں نے ان دونوں بھائیوں سے کہا کہ آپ ہمارے ہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کریں چنانچہ مولانا عبدالواحد غزنوی اور مولانا عبدالرحیم غزنوی نے پانچ سال تک سعودی خاندان کو علم دین پڑھایا اور اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ تعلقات مستحکم ہوتے گئے۔

1926ء میں علمائے ہند کا ایک وفد سلطان عبدالعزیز کی دعوت پر بعض معاملات میں گفتگو کے لئے حجاز گیا اور مولانا سید داؤد غزنوی اس وفد میں شامل تھے اور سلطان عبدالعزیز ان سے بہت اعزاز و احترام سے پیش آئے۔

1954ء میں سلطان عبدالعزیز کے بڑے بیٹے سلطان سعود بن عبدالعزیز پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو مولانا داؤد غزنوی انکے استقبال کے لئے کراچی تشریف لے گئے اور جب سلطان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعود کراچی سے لاہور آئے تو مولانا غزنوی سے ملاقات کی اور دیر تک مصروف گفتگو رہے۔

مئی 1962ء میں شاہ سعود بن عبدالعزیز نے اپنے سفیر پاکستان کی وساطت سے مولانا داؤد غزنوی کو یہ اطلاع دی کہ انہوں نے مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر کی حیثیت سے انہیں یونیورسٹی کی مشاورتی کونسل کا رکن منتخب کیا ہے اور اس کے ساتھ یہ پیغام بھی بھجوایا کہ 20 ذی الحجہ 1381ھ 25 مئی 1926ء کو مدینہ یونیورسٹی کا افتتاح ہو رہا ہے اس لئے ایسے وقت میں تشریف لائیں کہ حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کر سکیں چنانچہ مولانا غزنوی 7 مئی 1962ء کو لاہور سے روانہ ہوئے اور 9 مئی 1926ء کو عازم حجاز ہوئے اور 15 جون 1962ء کو واپس لاہور تشریف لائے۔ (نقوش عظمت رفتہ: 67)

مسلک

مولانا سید محمد داؤد غزنوی خالصتاً سلفی المسلک تھے کتاب وسنت پر سختی سے عامل انہیں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہ تھے تاہم ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے اور انکی دینی وعلمی خدمات کے معترف تھے۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

> "ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتی ہمارے نزدیک ائمہ دین کیلئے جو شخص دل میں سوءِ ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اسکے سوء خاتمہ کا خوف ہے ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت ودرایت پر امت کا اجماع ہے"۔ (داؤد غزنوی: 273)

حدیث نبوی سے محبت اور شغف

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کو حدیث نبوی ﷺ سے بہت زیادہ شغف اور عشق تھا اور حدیث کے معاملہ میں کسی قسم کی معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے جب بھی کسی منکرین حدیث اہل قلم یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نئی روشنی اور جدید رجحانات سے متاثر کسی عالم نے حدیث نبوی سے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کیا جو عقیدہ سلف صالحین کے منافی ہوتا تو مولانا سید محمد داؤد غزنوی فوراً اس کا نوٹس لیتے اپنے خطبات جمعہ میں دلائل سے ان کی خرافات کا جواب دیتے اور تحریری طور پر بھی اس کا جواب لکھتے۔

مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

"1959ء 1378ھ میں عیدالاضحیٰ کا خطبہ دیتے ہوئے مولانا غلام رشید (حنفی دیوبندی) خطیب شاہی مسجد لاہور نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ پاکستان کے ارباب اقتدار کو قربانی کے جانوروں کی ایک تعداد مقرر کرنی چاہیئے اور حکم جاری کر دینا چاہیئے کہ اس سے زیادہ جانور ذبح نہ کیے جائیں انہوں نے کہا کہ فقہائے کرام کا ارشاد ہے کہ اگر قربانی کے جانوروں کی قیمت کسی قومی فنڈ میں ادا کرنے دیجائے تو اس رقم کو مذہبی اعتبار سے قربانی تصور کیا جائے گا۔

مولانا سید داؤد غزنوی نے فوراً اس کا نوٹس لیا اور الاعتصام میں قربانی کی شرعی حیثیت سے کے ایک مضمون لکھا جس میں حدیث نبوی آثار صحابہ اور اقوال فقہاء سے مولانا غلام مرشد کے نقطہ نظر کی تردید کی اور ثابت کیا کہ قربانی سنت ابراہیمی ہے یہ اسی طرح جاری رہے گی اور اسمیں کسی قسم کی ترمیم یا رد و بدل نہیں کیا جا سکتا"۔ (نقوش عظمت رفتہ: 67)

مولانا سید داؤد غزنوی بڑے نڈر اور بیباک تھے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرماتے تھے اور اس سلسلہ میں کسی حاکم یا عالم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ تحریک پاکستان کے نامور راہنما سردار عبدالرب نشتر کا کراچی میں انتقال ہو گیا تو لاہور موچی دروازہ کے باغ میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا اہتمام کیا گیا جنازہ مولانا غلام مرشد نے پڑھایا مولانا سید داؤد غزنوی بھی جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

"میں نے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد مولانا غلام مرشد سے عرض کی کہ آپ کے فقہی مسلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں تو پھر آپ نے یہ ناجائز کام کیوں کیا۔

مولانا غلام مرشد نے تو کوئی جواب نہ دیا۔مولانا غزنوی مرحوم ساتھ ہی کھڑے تھے آپ نے فرمایا۔

جنازہ دو قسم کا ہوتا ہے مذہبی اور سیاسی

مذہبی جنازہ تو ان (احناف) کے نزدیک جائز نہیں۔

لیکن سیاسی جنازہ نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری ہے۔اور یہ جنازہ سیاسی ہے"۔(نقوش عظمت رفتہ: 50-51)

کتب حدیث میں موطا امام مالک سے انہیں خصوصی لگاؤ اور عشق تھا دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں خود اس کا درس دیتے تھے اور اس کے اہم مسائل طلباء کو ذہن نشین کراتے۔

14 تا 16 مارچ 1958ء مغربی پاکستان جمعیۃ اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس سرگودھا میں مولانا سید داؤد غزنوی کی صدارت میں منعقد ہوئی اس کانفرنس میں آپ نے جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا وہ آپ کے علمی ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا آئینہ دار تھا۔

اس خطبہ میں آپ نے مختلف علمی امور پر اظہار خیال کیا حدیث نبوی ﷺ کی حقیقت اور صحابہ کرامؓ نے اس کی تدوین اور حفاظت میں جو کوششیں کیں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔اور خطبہ کا اختتام شاہ ولی اللہ دہلوی کی درج ذیل تحریر پر کیا جو انہوں نے اپنی کی کتاب "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین"(فارسی) صفحہ 55 پر درج ہے۔

ترجمہ "یعنی قرآن کریم کے بعد اصل دین اور سرمایہ یقین علم حدیث ہے اور آج جو علم حدیث کا ذخیرہ لوگوں کے پاس موجود ہے یہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمرؓ کا ہی تو ساختہ پرداختہ ہے بات یہ ہے کہ اکثر صحیح احادیث ان ہر دو حضرات ہی کی مروی ہیں اور یہ خیال نہ کرنا کہ حضرات شیخین سے صرف وہی احادیث مروی ہیں جو کتب حدیث میں ان کی طرف منسوب ہیں بلکہ بہت سی مرفوع احادیث جو کتب حدیث میں بہت سے صحابہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام سے مروی ہیں حقیقت میں حضرات شیخین ہی کی روایات ہیں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، اور ابو ہریرہؓ ان روایات کو مرسلاً روایت کر کے مرفوع حدیث ذکر کر دیتے ہیں اور کتب حدیث کے مصنفین ان روایات کی ظاہری صورت کا اعتبار کر کے اپنی اپنی کتابوں میں انہی صحابہ کی روایات درج کر دیتے ہیں"۔

مولانا ابوالکلام آزاد سے تعلقات

مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ وہ ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر قرآن، مؤرخ اور سیاستدان تھے۔ ان میں فطری عظمت تھی، وہ فلسفیانہ فکر، مجتہدانہ دماغ، مجاہدانہ جوش عمل رکھنے والے اور باکمال انسان تھے۔ وہ امام اور مجتہد تھے۔ سحر طراز ادیب، جادو بیان خطیب، مقرر اور بلند پایہ مصنف تھے۔ فطرتاً عبقری تھے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی سے ان کے دیرینہ تعلقات تھے اور دونوں ایک دوسرے کے علم و فضل کے معترف تھے۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

> "مولانا ابوالکلام آزاد سے تعلقات کی بڑی وجہ اشتراک علم و مطالعہ تھا۔ مسائل فقہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کی طرح ان کا زیادہ رجحان حنبلیت کی طرف تھا" (نقوش عظمت رفتہ: 25)

علماء کی محبت اور انکا احترام

مولانا داؤد غزنوی ان علمائے کرام جو مقام طریقت و سلوک سے آشنا تھے ان کی صحبت میں بیٹھنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے بالخصوص مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا محمد علی مدنی لکھوی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، صوفی عبداللہ (ماموں کانجن) اور میاں محمد باقر رحیم اللہ اجمعین۔

مولانا سید داؤد غزنوی کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا، آپ مولانا سید عبدالجبار غزنوی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرزند، مولانا سید عبدالواحد غزنوی کے بھتیجے، اور مولانا سید عبداللہ غزنوی کے پوتے تھے اس لئے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

مولانا غزنوی خود بھی علمائے کرام کا بہت احترام کرتے تھے اور اپنے سامنے کسی عالم خواہ وہ کسی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو اس کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے اس سلسلہ میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

''مولانا غزنوی علمائے دین کا بے حد احترام کرتے تھے اگر کوئی شخص کسی عالم کا ناقدانہ یا مخالفانہ انداز میں ذکر کرتا تو انہیں بڑی تکلیف ہوتی ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اور جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ ان کے کمرے میں ہو رہی تھی مولانا محمد اسمٰعیل سلفی بھی اس میں شامل تھے ایک شخص نے جو دراصل گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے تھے اور فیصل آباد میں ان کا کاروبار تھا مولانا حافظ محمد گوندلوی مرحوم و مغفور کا ذکر توہین آمیز الفاظ میں کیا اور کہا کہ وہ ہمارے ملازم ہیں لیکن ہماری بات نہیں مانتے مولانا غزنوی کو یہ الفاظ سن کر سخت غصہ آیا فرمایا نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ حافظ صاحب کے متعلق ملازم کا لفظ استعمال کرتے ہیں آپ ان کے علم و فضل سے واقف نہیں؟ پھر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے مخاطب ہو کر کہا آپ نے ان کو جامعہ سلفیہ کمیٹی کا رکن مقرر کیا ہے جنہیں یہ معلوم نہیں کہ علماء کے لئے کس قسم کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مجھے ان کے الفاظ اور لہجے سے سخت صدمہ ہوا ہے مولانا اسمٰعیل کو ان صاحب کی طرف سے مولانا غزنوی سے معذرت کرنا پڑی''۔ (نقوش عظمت رفتہ: 58)

کتب خانہ:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے امرتسر میں اپنا ایک بہترین کتب خانہ بنایا تھا جس میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، شرح حدیث، اصول حدیث، تاریخ و سیر، فلسفہ اور منطق اور ادبیات وغیرہ پر بہترین عمدہ و نایاب کتابوں کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ مولانا ہر کتاب کی بہترین جلد بنواتے اور الماریوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فن کے لحاظ سے بڑے اچھے سلیقے سے اس کو رکھتے تھے مولانا کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ جو کتاب مطالعہ کرتے اس پر دوران مطالعہ اہم مقامات پر ضرور حواشی اور نوٹس رقم فرماتے۔

مولانا غزنوی بلاد وعرب سے بڑی اچھی اور نایاب کتابیں منگواتے رہتے تھے مولانا اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

''فقہائے حنابلہ کے حالات میں مصر سے طبقات الحنابلہ (جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے) مولانا غزنوی نے سب سے پہلے مصر سے منگوائی ایک دفعہ مولانا ابوالکلام آزاد نے آپ کا کتب خانہ دیکھا تو اس میں طبقات الحنابلہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا میں یہ کتاب لے جانا چاہتا ہوں مولانا غزنوی نے کتاب دے دی اور پھر یہ واپس نہ آئی اور مولانا غزنوی نے دوبارہ اپنے کتب خانہ کیلئے منگوائی''۔ (نقوش عظمت رفتہ: 25-26)

امرتسر میں آپ کا کتب خانہ سکھوں نے تباہ و برباد کر دیا مولانا غزنوی مرحوم کو تمام زندگی اس کا صدمہ و افسوس رہا۔ پاکستان آ کر مولانا غزنوی نے نئے سرے سے کتابیں جمع کیں اور ایک بہترین کتب خانہ بنایا آپ کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ مولانا سید ابوبکر غزنوی کی تحویل میں رہا اور مولانا ابوبکر غزنوی کے انتقال کے بعد اب اس کتب خانہ کے انچارج مولانا غزنوی کے دوسرے صاحبزادے مولوی یحییٰ غزنوی ہیں۔

فتوی لکھنے کا طریق کار:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی ایک جید عالم دین تھے علوم اسلامیہ کا بحر ذخار تھے اپنے ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کی بنا پر تفسیر، حدیث فقہ ائمہ اربعہ پر کامل عبور تھا اس لئے آپ فتوی بڑی تحقیق اور ٹھوس دلائل کی روشنی میں رقم فرماتے تھے مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

''مولانا سید داؤد غزنوی فتوی بڑی تحقیق سے لکھتے تھے مسئلہ طلاق کے بارے میں مولانا احمد علی صاحب لاہوری سے اگر کوئی شخص فتوی لینے آتا تو وہ اسے مولانا غزنوی کے پاس جانے اور ان سے فتوی لینے کی ہدایت فرماتے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں اہلحدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نقطۂ نظر احناف سے مختلف ہے احناف کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور طلاق واقع ہوجاتی ہے جسے طلاق مخلظہ کہتے ہیں کہ لیکن اہلحدیث کے نزدیک ایک مجلس میں بے شک کتنی ہی مرتبہ طلاق طلاق کا لفظ بولا جائے تو اسے ایک ہی طلاق سمجھا جائے گا۔اور وہ طلاق رجعی ہوگی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے"۔(نقوش عظمت رفتہ:27-26)

قادیانیت کی تردید

قادیانیت کی تردید میں برصغیر پاک وہند میں علمائے اہلحدیث کی خدمات قدر کے قابل ہیں اس فرقہ باطلہ کی تردید سب سے علمائے اہلحدیث نے کی اور ان کے خلاف تقریری وتحریری جہاد کیا اور ان کو ہر محاذ پر ذلیل وخوار کیا قادیانیوں سے تحریری وتقریری مناظرے کئے اور ان کے خلاف سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں بھی لکھیں۔

قادیانیت کی تردید میں جن علمائے اہلحدیث نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ان میں شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا عبداللہ امرتسری، مولانا عبداللہ ثانی امرتسری، مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، مولانا احمد الدین گکھڑوی، مولانا نور حسین گھرجاکھی، مولانا حافظ ابراہیم کمیر پوری، مولانا اسمٰعیل السّلفی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، مولانا محمد حنیف ندوی، اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے اس فرقہ باطلہ کے خلاف تقریر وتحریر سے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک درخشندہ باب ہے۔1936ء میں مولانا ظفر علی خان مرحوم نے اخبار زمیندار کا مرزائی نمبر شائع کیا جس میں مولانا سید داؤد غزنوی کا ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا۔اسلام اور قادیانیت۔

مرزائی مسلمانوں سے الگ فرقہ ہے مرزا غلام احمد اور مرزا محمود کی تحریروں کی روشنی میں اس مضمون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مولانا غزنوی مرحوم نے جن عنوانات سے اس فرقہ باطلہ کے عقائد کی وضاحت کی وہ یہ ہیں۔

اسلام اور قادیانیت۔ نئی امت کی تشریح۔ دعوی نبوت بدرجہ کمال۔ نبوت کی تشریح۔ صاحب شریعت ہونے کا دعوی۔ فتوی کفر کی تدریجی رفتار۔ قادیانی "کلام اللہ"۔ نئی امت کا اعلان۔ قادیانی دین۔ مسلمانوں سے قطع تعلق۔ اسلامی اداروں سے بے تعلقی۔ نماز عید علیحدہ پڑھو۔ حکیم نورالدین کا فتوی۔ مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھو۔ مسلمانوں سے نکاح حرام۔ حکیم نورالدین کا مسلم مقاطعہ۔ اقتصادی مقاطعہ۔ مرزائیوں کا اقتصادی اقرار نامہ۔ مرزائیوں کے مسلم ہمدرد۔ اسلامی سلطنت کی تباہی پر خوشی۔

مولانا غزنوی مرحوم نے اس مضمون کا اختتام ان الفاظ پر کیا ہے کہ:

"ان تمام تفصیلات کے بعد کون سنگدل مسلمان ہے جو مرزائیوں کے رویہ سے متاثر نہ ہو اور خود انہی کی تعلیمات اور ان کے طرز عمل کی بنا پر اس مطالبہ کی ہمنوائی میں تامل کرے کہ مرزائی جماعت مسلمانوں سے بالکل الگ ایک جماعت ہے اور اپنی ہی تحریروں کی بنا پر اسکی مستحق ہے کہ اسے مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دیا جائے"۔ (داؤد غزنوی (402:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی اس تحریر کے 38 سال بعد حکومت پاکستان نے 1974ء میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔ اگر اس وقت مولانا غزنوی زندہ ہوتے تو بہت خوش ہوتے کہ ان کے مطالبہ کو 38 سال بعد منظور کر لیا گیا۔

جماعت اہل حدیث کی تنظیم:

دسمبر 1906ء میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کی تجویز پر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس سے متحدہ ہندوستان کی جماعت اہلحدیث کی ایک تنظیم قائم ہوئی اور اس سلسلہ میں آرہ (بہار) میں جماعت اہلحدیث کے علمائے کرام جمع ہوئے اور متفقہ طور پر صرف دو عہدے دار منتخب کئے گئے۔ ایک صدر اور ناظم اعلیٰ۔

صدر، مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م 22 نومبر 1918ء) ناظم اعلیٰ مولانا ابوالوفاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثناءاللہ امرتسری (م15 مارچ 1948ء) کانفرنس کا ملک میں تعارف کروانے کے لئے ایک تین رکنی کمیٹی بنائی گئی جس میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

1۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م اپریل 1919ء)

2۔ مولانا ثناءاللہ امرتسری (م15 مارچ 1948ء)

3۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م12 جنوری 1956ء)

ان علمائے کرام نے پورے ملک ہندوستان میں جماعت اہلحدیث کو متعارف کرایا۔ آل انڈیا اہلحدیث کے مختلف شہروں مثلاً امرتسر، ملتان، گوجرانوالہ، بنارس، آرہ، آگرہ، اور مئو ناتھ بھنجن وغیرہ میں سالانہ جلسے ہوئے ان میں اکثر جلسوں کی صدارت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے فرمائی۔

پنجاب سے مولانا ثناءاللہ امرتسری کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا محمد اسمعیل السّلفی، مولانا عبدالمجید سوہدروی اور مولانا محمد حنیف ندوی اور دیگر کئی علمائے کرام شرکت فرماتے رہے۔

کانفرنس کے اختتام کے بہت سال بعد اسکی باقاعدہ مجلس عاملہ بنائی گئی پنجاب سے جو علمائے کرام مجلس عاملہ کے رکن بنائے گئے وہ حسب ذیل حضرات تھے۔

مولانا حافظ محمد سلیمان منصور پوری (وفات جون 1930ء)

مولانا حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی (وفات 12 جنوری 1956ء)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی (وفات 16 دسمبر 1963ء)

مولانا محمد اسمعیل السّلفی (وفات 20 فروری 1968)

مولانا محمد حنیف ندوی (وفات 13 جولائی 1987ء)

ان حضرات میں مولانا قاضی محمد سلیمان عملی سیاست میں حصہ نہیں لیتے تھے وہ ریاست بٹالہ میں سیشن جج تھے۔ ملازمت کے دوران تو حصہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ریٹائرمنٹ کے بعد بھی وہ عملی سیاست سے کنارہ کش رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی ہمدردیاں مسلم لیگ کیساتھ تھیں جب کہ مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا محمد حنیف ندوی جمیعۃ علمائے ہند اور کانگرس سے وابستہ تھے۔(میاں فضل حق اور انکی خدمات:115)

انجمن اہل حدیث پنجاب:

1920ء میں ''انجمن اہلحدیث پنجاب'' کا قیام عمل میں آیا اسکے پہلے صدر مولانا عبدالقادر قصوری، اور ناظم اعلیٰ مولانا ثناء اللہ امرتسری منتخب ہوئے مجلس عامہ میں درج ذیل علمائے کرام شامل تھے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری

مولانا سید محمد داؤد غزنوی

مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی

مولانا قاضی عبدالرحیم

مولانا محمد علی لکھوی مدنی

حکیم نور الدین لائل پوری

1928ء میں انجمن اہلحدیث کا پہلا الیکشن ہوا تو مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری کو صدر اور مولانا عبدالمجید سوہدروی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

مرکزی جمیعۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کا قیام:

1947ء میں تقسیم ملک سے جماعت اہل حدیث کا شیرازہ بکھر گیا مولانا سید محمد داؤد غزنوی جماعت اہلحدیث کو از سر نو منظم کرنے کا عزم کیا چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں 24 جولائی 1948 کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں علمائے اہلحدیث کا ایک اجلاس بلایا۔ جس میں درج ذیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے اہلحدیث کو شرکت کی دعوت دی گئی۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد علی قصوری، مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا محی الدین قصوری، مولانا ظفر اقبال ، مولانا محمد یونس دہلوی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی، مولانا سید اسمٰعیل غزنوی، مولانا محمد حنیف ندوی اور مولانا معین الدین لکھوی۔

اجلاس کی صدارت مولانا حافظ محمد ابرہیم میر سیالکوٹی نے کی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس تنظیم کا نام مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان ہوگا۔ اور اسوقت صرف تین عہدے دار منتخب کئے گئے۔

صدر: مولانا سید محمد داؤد غزنوی

ناظم اعلیٰ: پروفیسر عبدالقیوم صاحب

ناظم مالیات: میاں عبدالمجید مالواڈہ۔

جلسہ میں 21 ارکان کی مجلس عاملہ کی تشکیل کی گئی صدر ناظم اعلی اور ناظم مالیات بحیثیت عہدہ مجلس عاملہ کے رکن تھے ارکان میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ، مولانا حافظ محمد گوندلوی ، مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی، مولانا عبدالمجید سوہدروی ، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد علی قصوری ، مولانا محی الدین قصوری، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی اور حاجی محمد اسحٰق حنیف وغیرہم شامل تھے۔

لیکن مولانا حافظ عبداللہ روپڑی نے جمعیۃ کے کسی اجلاس میں کبھی بھی شرکت نہیں فرمائی (میاں فضل حق اور انکی خدمات:185-184)

جامعہ سلفیہ کا قیام

3۔4 اپریل 1955ء کو جمعیۃ اہلحدیث کی سالانہ کانفرنس لائل پور میں مولانا سید اسمٰعیل غزنوی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک دارالعلوم قائم کیا جائے اور یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی کہ ایک دارالعلوم قائم ہونا چاہیئے اور جب اس کا نام زیرغور آیا تو مولانا حنیف ندوی نے "جامعہ سلفیہ" نام تجویز کیا اور فرمایا یہ نام آسان بھی ہے اور ہمارے ملک کے ہم آہنگ ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے فارغ التحصیل "علیگ" "ندوۃ العلماء لکھنؤ کے "ندوی" جامعہ اسلامیہ دہلی کے دہلوی اور مظاہر العلوم سہارن پور کے" مظاہری" کہلاتے ہیں اسی طرح جامعہ سلفیہ کے فارغ التحصیل "سلفی" کہلائیں گے چنانچہ متفقہ طور پر دارالعلوم کا نام جامعہ سلفیہ منظور کر لیا گیا۔

آپ نے فرمایا:

"مرکزی دارالعلوم کی تجویز سے ارباب مدارس محسوس کرتے ہیں کہ شاید اس کے بعد ہمارے مدارس موجودہ حالت میں نہ رہ سکیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں خود ایک مدرسے کا مہتمم ہوں لیکن مجھے کبھی یہ فکر دامن گیر نہیں ہوئی کہ یہ مدرسہ ختم ہو جائے گا اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مرکزی دارالعلوم کا مقصد موجودہ مدارس کو ختم کرنا نہیں بلکہ ان کو خوبصورتی سے چلانا ہے مجوزہ دارالعلوم کی حیثیت ایک یونیورسٹی کی ہوگی اور یونیورسٹیاں اجزاء ہوتے ہیں ہمارا دارالعلوم ان مدارس کا سرپرست ہوگا۔ انہیں معقول نصاب دے گا ان کے لئے قابل اساتذہ مہیا کرتے گا ان کے سالانہ امتحانات کا انتظام کرے گا اور فارغ التحصیل علماء کو نہ صرف سند دے گا بلکہ ملک اور بیرون ملک سے اس سند کا شایان شان احترام کرائے گا آپ دارالعلوم کی اس پوزیشن اور اس کے بعد جماعت کے وقار کا تصور فرمایئے اور اندازہ کیجئے کہ پھر ہمارے فارغ التحصیل علماء کو کس قدر احترام اور وقار حاصل ہوگا"۔ (میاں فضل حق اور انکی خدمات:190)

اس وقت جامعہ سلفیہ کے قیام کا اعلان ہوا اور قرارداد بھی متفقہ طور پر منظور ہوگئی۔ لیکن یہ فیصلہ نہ ہوسکا کہ جامعہ سلفیہ کس شہر میں بنایا جائے گا تقریباً ایک سال بعد یہ فیصلہ ہوا کہ جامعہ سلفیہ کے درجہ تکمیل کا آغاز کر دیا جائے اور اسکی کلاسیں تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور کی بلڈنگ میں شروع کی جائیں۔ اس کے لئے جو نصاب ترتیب دیا گیا وہ یکم جون 1956ء کے الاعتصام میں شائع ہوا اور اس کے مطابق طے پایا کہ:

1۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی علوم قرآن پڑھائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی علوم اصول حدیث کا درس دیا کریں گے۔

3۔مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کے سپرد یہ خدمت کی گئی کہ جو طلباء تعلیم مکمل نہیں کر پائے یا تعلیم مکمل کر لی ہے لیکن اس میں مزید بصارت حاصل کرنے کے متمنی ہیں مولانا اس سلسلے میں انہیں مستفید فرمائیں گے۔

4۔مولانا محمد حنیف ندوی عربی ادبیات نظم ونثر پڑھائیں گے۔

5۔مولانا شریف اللہ خان علوم فقیہہ و کلامیہ وغیرہ کی تعلیم دیں گے۔(میاں فضل حق اور ان کی خدمات:190)

چنانچہ 21جون 1956ء کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ہال میں جامعہ سلفیہ کے درجہ تکمیل کا افتتاح ہوا جس میں علمائے کرام کے علاوہ معززین لاہور نے بھی شرکت کی تلاوت قرآن مجید سے تقریب کا آغاز ہوا اور اسکے بعد مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے افتتاحی تقریر میں ارشاد فرمایا کہ:

"میں نے مناسب سمجھا کہ اس اہم مقصد کیلئے اپنے تمام وسائل پیش کر دوں چنانچہ میں نے جامعہ سلفیہ کیلئے مدرسہ تقویۃ الاسلام کی بلڈنگ،اس کا کتب خانہ اور مدرسہ کے قابل قدر استاد سابق صدر مدرس دارالعلوم فتح پوری دہلی کو جامعہ کے حوالے کر دیا ہے مولانا شریف اللہ خاں کے علاوہ مولانا عطاء اللہ صاحب نے حدیث مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے اصول حدیث،مولانا محمد حنیف ندوی صاحب نے ادب عربی اور اس عاجز نے علوم قرآن کی تعلیم کی ذمہ داری قبول کی ہے میں ان حضرات کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے گونا مشاغل کے باوجود جامعہ سلفیہ کی تعلیمی ذمے داری قبول کر کے انتہائی ایثار کا ثبوت دیا ہے"۔(میاں فضل حق اور انکی خدمات:198)

جامعہ سلفیہ کمیٹی:

جامعہ سلفیہ کے قیام کے بعد اس کے انتظام والصرام کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی اس کمیٹی کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے ارکان کمیٹی یہ تھے۔مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی،حاجی محمد اسحٰق حنیف،مولانا محمد عطاء اللہ حنیف،مولانا محمد اسحٰق چیمہ،مولانا عبیداللہ احرار،مولانا محمد صدیق،مولانا محمد حنیف ندوی،میاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضل حق، میاں عبدالمجید مالواڈہ وغیرہم۔

1961ء میں جامعہ سلفیہ کمیٹی کا اجلاس جامعہ سلفیہ کی بلڈنگ میں ہو رہا تھا مولانا سید محمد داؤد غزنوی اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے دوران اجلاس ان کی طبیعت کچھ خراب ہوگئی تو وہ آرام کے لئے اجلاس سے اٹھ کر چلے گئے ان کی غیر موجودگی میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ مولانا غزنوی اب بیمار رہتے ہیں اور جامعہ سلفیہ کیلئے زیادہ وقت نہیں دے سکتے اس لئے ان کی جگہ کسی اور کو صدر بنالیا جائے چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل السّلفی کی تجویز پر میاں فضل حق مرحوم کو جامعہ سلفیہ کمیٹی کا صدر منتخب کرلیا گیا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز مہتمم جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ اس وقت جامعہ سلفیہ میں تدریس پر مامور تھے وہ اس اجلاس کی کاروائی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

''صبح کی نماز کے بعد جب مولانا غزنوی نے اس اجلاس کے متعلق دریافت فرمایا تو مولانا سلفی نے انہیں بتایا کہ ہم نے ایجنڈے کی دوسری شق (انتخاب کی شق) بھی نپٹادی ہے اور میں نے فضل حق کو جامعہ سلفیہ کمیٹی کا منتخب صدر قرار دے دیا ہے اس پر مولانا غزنوی، مولانا سلفی پر سخت برہم ہوئے اور فرمایا کہ:

جامعہ سلفیہ کمیٹی کا میں صدر موجود تھا فارغ العقل بھی نہیں ہوا تھا ملک بھی نہیں چھوڑ گیا اور زندہ بھی ہوں تو مجھے اس طرح میری عدم موجودگی میں برطرف کردینا کسی طور پر روا نہ تھا اس پر مولانا سلفی بالکل خاموش کھڑے رہے اور قطعاً کوئی جواب نہ دیا۔

مولانا غزنوی صدر کمیٹی تھے اور انہیں کی کامیابی سے جامعہ سلفیہ کا نظم ونسق چل رہا تھا مولانا غزنوی نے اس کی صدارت کو قبول کرنے سے انکار کردیا تھا لیکن آپ کو انتہائی مجبور کر کے صدر بنایا گیا تھا اب صدارت سے علیحدگی پر بھی آپ کبیدہ خاطر نہ ہوئے اور نہ ہی اپنی انا کا مسئلہ بنایا البتہ اہل علم حضرات نے مولانا سلفی اور ان کے چند ساتھیوں کے اس فیصلے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا''۔ (تذکرہ علمائے اہل حدیث:80-79)

میاں فضل حق مرحوم ومغفور پابند صوم وصلوۃ تھے اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرتے تھے تعمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساجد میں بہت زیادہ حصہ لیتے تھے لیکن جمعیۃ اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ اور ایک دینی دارالعلوم کا سربراہ بن جانا جماعت اہلحدیث کی بدقسمتی تھی۔

میاں فضل حق نے صدر جامعہ سلفیہ کمیٹی منتخب ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ مولانا محمد صدیق فیصل آبادی اور مولانا محمد اسحٰق چیمہ سے کہا کہ آپ دونوں حضرات انتظامی کمیٹی کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں اگر مستعفی نہیں ہونگے تو میں بحیثیت صدر کمیٹی آپ دونوں کو برطرف کردوں گا۔

جامعہ سلفیہ کے جملہ حسابات میری تحویل میں ہیں جب تک میرے حسابات کا آڈٹ نہ ہو جائے مستعفی نہ ہوں گا۔

فضل حق صاحب نے کہا اگر آپ مستعفی نہ ہوئے تو میں آپ کو برطرف کرتا ہوں مولانا محمد علی جانباز لکھتے ہیں کہ:

"میاں فضل حق کے اس فیصلے پر کچھ جید علمائے کرام نے سخت اظہار ناراضگی کیا۔ اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے نوٹس پر دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا تمام ارکان مجلس عاملہ نے میاں صاحب کے فیصلہ پر شدید احتجاج کیا چنانچہ مجلس عاملہ کے اسی اجلاس میں میاں صاحب کو اپنا فیصلہ واپس لینا پڑا مگر مولانا محمد اسحٰق چیمہ صاحب دلبرداشتہ ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے ارکان مجلس کے اصرار بالتکرار کے باوجود اپنا استعفٰی پیش کر دیا۔

اس باہمی آمیزش کی وجہ سے جامعہ سلفیہ ایک قابل قدر مدبر، بلند پایہ منتظم اور شفیق استاد سے محروم ہو گیا جس کا تمام طلباء اور اساتذہ متعلقین مدرسہ کو شدید صدمہ ہوا"۔ (تذکرہ علمائے اہل حدیث:2/80-81)

مولانا سید ابوبکر غزنوی مرحوم جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے سلسلہ میں مولانا سید داؤد غزنوی کی سعی و کوشش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"1947ء میں تقسیم ملک کے بعد جماعت اہلحدیث کی ازسرنو تنظیم پر انہوں نے اپنی توجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکوز کردی اور بڑی محنت اور جانفشانی سے مغربی پاکستان کے تمام علاقوں کا دورہ کیا قریہ قریہ بستی بستی تشریف لے گئے اور جماعت کو منظم کیا جماعت میں رکن سازی کا شعور پیدا کیا ابتدائی شہری اور ضلعی جماعتوں کا قیام عمل میں لایا گیا مجلس شوریٰ قائم کی گئی جماعت اہلحدیث کی تاریخ میں یہ شرف انہی کو حاصل ہوا کہ جماعت کے نئے باضابطہ دستور مرتب کیا اور اسے جماعت میں نافذ کیا مختلف علاقوں کے اہلحدیث عوام میں باہم تعلق اور رابطہ پیدا کرنے کیلئے اور تبلیغ و اشاعت دین کی غرض سے سالانہ کانفرنسوں کا اہتمام کیا"۔

(داؤد غزنوی:264)

لاہور میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام کا اجراء

قیام پاکستان کے بعد لاہور میں شیش محل روڈ لاہور پر دوبارہ تقویۃ الاسلام کا اجراء کیا درس وتدریس کے لئے ایک کتاب بھی نہ تھی مولانا غزنوی نے پہلے درسی کتابیں خریدیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دارالعلوم کا اجراء عمل میں آیا یہ دارالعلوم بحمد اللہ آج تک جاری ہے اور دین اسلام کی اشاعت اور کتاب وسنت کی ترقی میں کوشاں ہے مولانا غزنوی پہلے اس کے مہتمم رہے آپ کے انتقال کے بعد سید ابوبکر غزنوی مہتمم رہے اور سید ابوبکر کے انتقال کے بعد آج کل مولوی محمد یحییٰ غزنوی اس کے مہتمم ہیں۔

تصانیف

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی زندگی بڑی مصروف گزری ابتداً درس وتدریس فرماتے رہے اس کے بعد جب ملکی سیاست میں قدم رکھا تو ان کی زندگی ہنگامہ خیز رہی کبھی جلسوں سے خطاب کر رہے ہیں اور کبھی جیل چلے گئے ہیں تاہم تصنیف وتالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ 1927ء میں امرتسر سے اخبار توحید جاری کیا جو 1929ء تک تین سال جاری رہا اس تین سالہ دور میں کئی ایک علمی و تحقیقی، دینی اور مذہبی اور تاریخی مقالات لکھے اور ان کے یہ مقالات ان کے ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا آئینہ دار ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی محمد حنیف یزدانی مرحوم نے 1979ء میں اخبار توحید سے 24 مقالات کتابی صورت میں شائع کیے ان میں ایک مقالہ آپ کا خطبہ صدارت مغربی پاکستان اہلحدیث کانفرنس سرگودھا مارچ 1958ء ہے اور دوسرا مقالہ مسلم فیملی لاآرڈیننس 1961ء پر تبصرہ ہے تیسرا مقالہ اسلام اور قادیانیت ہے جو 1936ء میں زمیندار کے مرزائی نمبر میں شائع ہوا تھا۔ بقیہ مقالات اخبار توحید سے لئے گئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ اسلامی معاشرہ کے تین اجزاء

2۔ علوم ومعارف القرآن

3۔ احترام ائمہ

4۔ رویت ہلال

5۔ رمضان المبارک۔ نزول قرآن مجید کی یادگار

6۔ کیا آٹھ رکعت تراویح بدعت ہے

7۔ صدقۃ الفطر کے مسائل

8۔ عالمگیر تحریک اسلام کا مرکز

9۔ قربانی کی روح

10۔ قربانی ادوار سلف میں

11۔ قربانی کے احکام ومسائل

12۔ اسوۂ حسین

13۔ جماعت اہلحدیث کا عقیدہ اور نصب العین

14۔ قبر پرستی دنیا میں کیونکر پھیلی

15۔ شیخ الاسلام والمسلمین امام ابن تیمیہ کی سیرت حیات کا ایک اہم باب

16۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی اور تحریک اصلاح عرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17۔ 1857ء جنگ آزادی یا غدر

18۔ مولود مروج کی شرعی حیثیت

19۔ جہاد فی سبیل اللہ

20۔ کیا نذر ماننا جائز ہے/کیا نذر پوری کرنا ضروری ہے

21۔ تاریخ جمع وحدیث احادیث رسول کریم ﷺ

دوسری تصانیف

1۔ نخبۃ الاحادیث

اس کتاب میں شرک کی مذمت، نماز کی فضیلت، سورۃ فاتحہ کی فرضیت غیبت اور چغلی سے پرہیز کی احادیث جمع کر کے ان کی مختصر تشریح کی گئی ہے۔

2۔ نماز مترجم مع ادعیہ مسنونہ

3۔ کیا آٹھ رکعت تراویح بدعت ہے

4۔ عید الاضحیٰ اور اس کے مسائل

5۔ مسئلہ توحید

6۔ اسوۂ حسین

7۔ قربانی کی شرعی حیثیت

ادبی ذوق:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی شعر وادب سے بھی ذوق رکھتے تھے عربی، فارسی اور اردو کے بہت سے اشعار زبانی یاد تھے اپنی تقریروں اور خطبات جمعہ وعیدین میں برمحل اشعار پڑھتے تھے جن سے ان کے ادبی ذوق اور وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا تھا مولانا سید ابوبکر غزنوی نے اپنی کتاب ''داؤد غزنوی'' اور مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے اپنی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں مولانا سید داؤد غزنوی کی ذاتی ڈائری سے منتخب اشعار درج کیے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا غزنوی مرحوم نے اپنی بیاض میں سب سے زیادہ شعر ''میر تقی میر'' کے درج کئے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

میرؔ

لگا نہ دل کو کہیں کیا سنا نہیں تو نے
جو کچھ کہ میرؔ کا اس عاشقی نے کام کیا

جی میں تھا اس سے ملئے تو کیا کیا نہ کہئے میرؔ
پھر جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھ کر

کیا بودو باش پوچھو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کر پکار کہ

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے

اسکو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

نظام رامپوری

کس کس طرح ستاتے ہیں یہ بت ہمیں نظامؔ
ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدا نہ ہو

داغ دہلوی

داغؔ کی شکل کو دیکھ کر بولے
ایسی صورت کو پیار کون کرے

بہادر شاہ ظفر

کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ دفن کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں

ظفر علی خان

ہے جن کے دل میں آزادی کی دھن ان نوجوانوں کو
وطن کے عشق کی پاداش میں سولی پہ لٹکانا
بہادینا کسی کی راکھ کو ستلج کی موجوں میں
کسی کی لاش اٹک کے پار خاک وخوں میں تڑپانا

اقبال

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

حفیظ جالندھری

آنے والے کسی طوفان کا رونا روکر
ناخدا نے مجھے ساحل پہ ڈبونا چاہا

غالب

نظر نہ لگے کہیں اس کے دست و بازو کو
یہ لوگ کیوں میرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

درد

اے درد کہوں کس سے بتا راز محبت
عالم میں سخن چینی ہے یا طعنہ زنی ہے

حالی

ہو عیب کی خو یا کہ ہنر کی عادت
مشکل سے بدلتی ہے بشر کی عادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹتے ہی چھٹے گا اس گلی میں جانا
عادت اور وہ بھی عمر بھر کی عادت

حسرت

دل کو خیال یار نے معمور کر دیا
ساغر کو رنگ بادہ نے پرنور کر دیا
گستاخ دستیوں کا نہ تھا مجھ میں حوصلہ
لیکن ہجوم شوق نے مجبور کر دیا

ناصر حسن پوری

مظلوم کی فریاد پہ طیش آتا ہے ان کو
کہتے ہیں زبان کاٹ کے حال اپنا سنا اور

فارسی کے منتخب اشعار

حافظ شیرازی

وداع وصل جاگانہ لذتے دارد
ہزار بار بروصد ہزار بیا

فیضی

فیضی گماں ہر کہ تخم دل نگفتہ ماند
مصراء عشق آنچہ نواں گفت گفتہ ایم

مولانا ظفر علی خان اور مولانا داؤد غزنوی

1929ء میں مجلس احرار کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم ہوئی اس کے بانی ارکان میں چوہدری افضل حق، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین، مولانا ظفر علی خان اور مولانا سید داؤد غزنوی شامل تھے مولانا سید داؤد غزنوی کو اس تنظیم کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ظفر علی خان اور مولانا سید داؤد غزنوی کا برسوں ایک ساتھ تعلق رہا اور مولانا ظفر علی خاں قادر الکلام شاعر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس وصف سے نوازا تھا کہ کوئی واقعہ پیش آ جاتا تو فوراً اس کے متعلق اشعار ان کی زبان پر آ جاتے۔

ایک مرتبہ حکومت برطانیہ نے مولانا ظفر علی خان، شیخ حسام الدین، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، اور مولانا سید داؤد غزنوی کو ایک ہی وقت گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا۔

تیسرے دن ان سب کو عدالت میں پیش ہونے کا حکم ملا اور پولیس انہیں عدالت میں حاضری کے لئے لینے آئی تو مولانا سید داؤد غزنوی نے عدالت میں جانے سے انکار کر دیا۔ پولیس نے بازوں سے پکڑ کر انہیں گاڑی میں بٹھانا چاہا تو مولانا زمین پر لیٹ گئے چنانچہ پولیس نے مولانا غزنوی کو کندھوں پر اٹھایا اور گاڑی میں بٹھا کر عدالت میں لے گئے جب عدالت میں پہنچے تو گاڑی سے اترنے سے انکار کر دیا تو پولیس نے مولانا کو گاڑی سے اٹھا کر عدالت میں پیش کیا مولانا ظفر علی خاں یہ منظر دیکھ رہے تھے اسی وقت یہ شعر موزوں ہو گئے۔

دی مولوی داؤد کو چڈی جو پولیس نے
احباب نے پوچھا بہ تعجب کہ یہ کیا ہے
کیوں لد کے چلے دوش حکومت پہ حضور آج
حضرت کی سواری کا طریقہ یہ نیا ہے
فرمانے لگے نہیں کے کہ میں عالم دیں ہوں
اور مرتبہ سرکار میں عالم کا بڑا ہے
اس واسطے مرکب کے عوض فرط ادب سے
خود اپنے تئیں پیش عدالت نے کیا ہے
ہے فخر یہ مجھ کو میری ران کے نیچے
خود حضرت عیسیٰ کی سواری گدھا ہے۔ (1)

1۔ ظفر علی خاں اور ان کا عہد ص: 58

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلکتہ میں مولانا سید داؤد غزنوی نے ایک جلسہ عام میں تقریر کی مولانا سید داؤد غزنوی خطابت اور تقریر میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے فصیح البیان خطیب اور مقرر تھے تقریر کے بعد مولانا ظفر علی خان جو اس جلسہ میں شریک تھے مولانا غزنوی کو خوب داد دی اور اس وقت یہ شعر کہے:

قائم ہے ان سے ملت بیضاء کی آبرو
اسلام کا وقار ہے داؤد غزنوی
رجعت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر
آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی
کلکتہ میں اک اور بھی ہیں ان کے ہم لقب
یہ ہست غزنوی ہیں وہ بود غزنوی

کلکتہ میں ان کے ہم لقب سے مراد سر عبدالحلیم غزنوی تھے جو انگریزی حکومت کے حامی اور تحریک آزادی کے مخالف تھے۔

داؤد غزنوی اور محمود غزنوی

مولانا ابوالکلام آزاد 1940ء میں آل انڈیا نیشنل کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے اور 1946ء تک آپ صدر رہے مولانا سید داؤد غزنوی 1945ء میں پنجاب کانگرس کے صدر منتخب ہوئے اور یہ دونوں بڑے زوردار لیڈر تھے۔

اسی دوران ماسٹر تارا سنگھ نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ:

''محمود غزنوی نے ہندوستان پر 17 حملے کئے اور یہاں کے غیر مسلموں کو مختلف اذیتوں میں مبتلا کر دیا تھا اب اس ملک کی کانگرس کی سیاست پر دو مولانا قابض ہیں ایک نے پورے ہندوستان کی کانگرس پر قبضہ کر رکھا ہے اور دوسرے نے پنجاب کی کانگرس پر محمود غزنوی کا تعلق بھی افغانستان سے تھا اور داؤد غزنوی کا تعلق بھی افغانستان سے ہے ان کے آباء و اجداد اسی ملک سے پنجاب آ کر آباد ہوئے تھے محمود غزنوی نے پورے ہندوستان کو فتح کر لیا تھا اب داؤد غزنوی نے سیاسی طور پر ہندو سکھ سب کو اپنا مطیع بنا لیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے"۔(داؤد غزنوی:143)

اخلاق وعادات:

مولانا سید محمد داؤد غزنوی اخلاق وعادات کے اعتبار سے بہت بلند تھے ذکر الٰہی بڑی کثرت سے کرتے تھے تہجد کی نماز تمام زندگی نہیں چھوڑی نماز باجماعت ادا کرتے تھے نماز میں انتہائی خشوع و خضوع کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی ہر نماز کے بعد وظائف پڑھتے اور ہاتھ اٹھا کر بڑی دیر تک دعا کرتے تھے نماز فجر، نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد دیر تک وظائف میں مشغول رہتے۔

حقوق العباد کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے جب کوئی عالم یا انکے کسی دوست کا انتقال ہوجاتا تو انکے لواحقین سے گھر جا کر تعزیت کرتے تھے مروت اور رواداری کے وصف سے بہت زیادہ متصف تھے۔

سید ابوبکر غزنوی مرحوم لکھتے ہیں کہ:

"وہ ایک واضح مسلک رکھتے تھے اور زندگی بھر پورے یقین اور اذعان کے ساتھ اس مسلک کا پرچار کرتے رہے مگر دوسروں کے عقائد وافکار کی تضحیک نہیں کرتے تھے تمام جماعتوں کے علماء کے ساتھ بڑی عزت و احترام کیساتھ پیش آتے"۔(داؤد غزنوی:289)

حق گوئی اور بیباکی میں ان کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی اس وصف میں برصغیر میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا جس بات کو حق سمجھتے اسکا برملا اظہار کرتے اور اس سلسلہ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

مولانا داؤد غزنوی بہت زیادہ نفاست پسند تھے خوش اخلاق، خوش گفتار، خوش لباس اور خوش خوراک تھے اللہ تعالی نے بہترین صورت وسیرت سے نوازا تھا۔ مولانا اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

"سرخ وسفید رنگ، باوقار پرجلال چہرہ، کشادہ پیشانی، فکروتدبر کی لکیروں سے مزین، ستواں ناک، تیز آنکھیں، ان کی ذہانت وفطانت کی غماز، سفید براق سی خوبصورت داڑھی، معتدل جسم، میانہ قد، گرجدار بارعب آواز، گفتار وکردار میں جلال وجمال کا حسین امتزاج، متانت وسنجیدگی کا پیکر وانداز، چال میں تمکنت گفتگو میں اعتدال، رائے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توازن، صاف ستھرے لباس میں ملبوس، وقت کے پابند، قاعدے اور ضابطے میں بندھے ہوئے، تکلفات سے پاک، تصنع سے نفوذ، دوستوں کے ہمدرد، ساتھیوں کے خیر خواہ، چھوٹوں پر دست شفقت رکھنے والے، علماء کے قدردان، بزرگان دین سے محبت اور تعلق خاطر میں بے مثل، علم وفضل میں یکتا، فکر ودانش میں بے نظیر، تحقیق وکاوش میں منفرد، فہم و مسائل میں یگانہ، اوران کی تعبیر میں درجہ ممتاز پر فائز، وظائف واوراد کے خوگر، آزادی وطن کے قائد، رفتار سیاست کے نباض اور اس کے نشیب وفراز پر عمیق نگاہ رکھنے والے، عالمانہ وقار، صوفیانہ عادات، بزرگانہ اطوار، شاہانہ مزاج، بہادرانہ خصال، مجاہدانہ کردار، شجاعانہ یلغار۔ یہ تھے مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ"۔ (نقوش عظمت رفتہ: 22)

وفات

مولانا سید داؤد غزنوی 1961ء سے بیمار چلے آرہے تھے دل کا عارضہ تھا علاج ومعالجہ ہوتا رہتا تھا جس سے افاقہ ہوجاتا تھا 1962ء میں جب شاہ سعود کی دعوت پر حجاز گئے تو مدینہ منورہ میں ان کو دل کا شدید دورہ ہوا تاہم بروقت طبی امداد پہنچنے سے کچھ افاقہ ہوا اور طبیعت سنبھل گئی اور مولانا بخیر وعافیت واپس لاہور آگئے یہاں آکر دوبارہ تکلیف ہوئی تو ڈاکٹر بلیغ الرحمان کے زیر علاج رہے اور انکی طبیعت سنبھل گئی تاہم کمزوری بہت زیادہ ہوگئی تھی اور کمزوری میں دن بدن اضافہ ہی ہورہا تھا۔ آخری دنوں میں بات بہت کم کرتے تھے۔ رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین اکثر پڑھتے رہتے تھے ایک رات شدت کا درد اٹھا صبح کے قریب کچھ افاقہ ہوا تو نیند آگئی صبح کی نماز فوت ہوگئی آپ روتے تھے اور بار بار فرماتے تھے۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ، ربنا لا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا ، ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

اور اس کے بعد حسرت سے فرمایا۔ آہ یہ زندگی بھی کیا زندگی ہے۔

آخری دن صبح کی نماز پڑھی ناشتہ کیا ساڑھے نو بجے دل کا شدید دورہ پڑا اور روح قفس عنصری سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تاریخ 16 دسمبر 1963ء اور پیر کا دن تھا۔

17 دسمبر 1963ء بروز منگل یونیورسٹی گراؤنڈ دس بجے صبح نماز جنازہ ادا کی گئی جنازہ پر بڑا ہجوم تھا نماز جنازہ ان کے رفیق خاص مولانا محمد اسمٰعیل السلفی نے پڑھائی جنازہ میں تمام مذہبی، سیاسی، اور سماجی تنظیموں کے اکابر و اعیان شامل تھے۔

مولانا غزنوی کو قبرستان میانی صاحب ان کے چھوٹے بھائی حافظ محمد سلیمان غزنوی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جنہوں نے مولانا سے تین سال پہلے 29 دسمبر 1960ء کو انتقال کیا تھا۔

اولاد

مولانا سید داؤد غزنوی نے دو نکاح کیے ان کا پہلا نکاح مولانا سید عبدالاوّل غزنوی کی صاحبزادی سے ہوا تھا جن سے دو صاحبزادے عمر فاروق غزنوی اور ابوبکر غزنوی اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئی۔ صاحبزادی کا نکاح ان کے چچا مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی کے پوتے احمد غزنوی سے ہوا تھا جو سیشن جج تھے مولانا غزنوی کی پہلی بیوی کا انتقال 1938ء میں ہوا تھا۔

1945ء میں مولانا داؤد غزنوی نے دوسرا نکاح دہلی کے ایک معزز گھرانے میں کیا دوسری بیوی سے مولانا کی 6 اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے یحیٰی غزنوی اور احمد غزالی اور چار صاحبزادیاں۔ چاروں صاحبزادیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں اور اپنے اپنے گھر میں خوش و خرم آباد ہیں۔

مولانا سید داؤد غزنوی مشاہیر کی نظر میں

مولانا سید داؤد غزنوی مرحوم و مغفور ایک بلند پایہ عالم دین، فصیح البیان خطیب و مقرر، صاحب فکر و نظر، مورخ، محقق، ادیب، مدبر، مذہبی و سیاسی رہنما، صحافی، دانشور، محدث اور متکلم و معلم تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے ممتاز اہل علم و قلم اور تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام ان کے علمی تبحر و تدبر و بصیرت کے معترف تھے ذیل میں برصغیر کے چند اہل قلم کے تاثرات درج کیے جاتے ہیں جو انہوں نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

''مولانا سید داؤد غزنوی کی وفات سے نہ صرف خاندان غزنوی اور نہ صرف جماعت اہلحدیث بلکہ اس براعظم (پاکستان وہند) کے دینی، علمی حلقے میں اور علماء کی صف اول میں ایک باوقار کرسی خالی ہوگئی جس کا پر ہونا آسان معلوم نہیں ہوتا مولانا کی دل آویز شخصیت، ان کا فکری توازن اور ان کے وسیع روابط ان کی مجاہدانہ سرگرمیاں، ان کا علمی ذوق، عقائد اور اپنے مسلک میں پختگی اور استقامت کے ساتھ سلف کا مجموعی احترام، خاندانی ذوق اور روحانی چاشنی، یہ سب خصوصیات ہیں جنکے حامل بہت کم نظر آتے ہیں انہوں نے اپنے خاندان واخلاف کیلئے بالخصوص اور جماعت کیلئے بالعموم ایک ایسی مثال اور ایک ایسا نمونہ چھوڑا ہے جس کی پیروی اگر چہ مشکل ہے لیکن نہایت ضروری۔ اللہ تعالی ان کے جانشینوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے''۔(داؤد غزنوی:27)

مولانا غلام رسول مہر

"مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم ومغفور نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی تھی جس کے نزدیک علم وفضل سب سے بڑی دولت، زہد وتقوی سب سے بڑا سرمایہ اور عشق کتاب و سنت گراں بہا توشہ تھا۔ اور اسی فضا میں انہوں نے تربیت پائی اور یہی فضا آخر دم تک ان کے قلب وروح کیلئے بہترین آرام گاہ بنی رہی۔ ان کے جدامجد مولانا سید عبداللہ غزنوی نے حق وصداقت کی راہ میں جو مشقتیں اور اذیتیں اٹھائیں ان کا تصور بھی دل پر لرزہ طاری کردیتا ہے وہ تنہا ایک طرف اور پوری مملکت دوسری طرف تھی مگر مولانا سید عبداللہ مرحوم ومغفور کے پائے ثبات واستقلال میں خفیف سی لرزش بھی رونما نہ ہوئی۔ گھر بار چھوڑ دیا وطن سے نکل آئے عزیزوں اور خویشوں سے مفارقت گوارا کرلی۔ لیکن جن باتوں کو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق سمجھتے تھے ان سے تمسک برابر قائم رہا۔

مولانا سید داؤد غزنوی نے اسلامی زندگی کے جس مقدس ماحول میں تربیت پائی تھی وہ آج ناپید ہے ان کا علم وفضل، ان کی متانت ثقاہت ان کا تدبر ان کی فقاہت تحریر وتقریر میں یکساں شان دلاویزی، پھر ہر معاملے میں دین کو مقدم رکھنا، اور ہر دینی فرض کو انتہائی اخلاص سے انجام دینا۔ یہ اور ایسے محاسن وفضائل آج ایک شخصیت میں کیونکر جمع ہو سکتے ہیں وہ ایک فرد نہیں بلکہ ایک مجلس ایک انجمن اور ایک جماعت تھے۔

مولانا داؤد غزنوی اس دور کی ایک بہت بڑی شخصیت تھے دور دور تک نظر جاتی ہے مگر ایسا جامع اوصاف وجود کہیں نظر نہیں آتا وہ فطرتاً متوازن اور مستقیم تھے اختلاف رائے کے وقت بھی سب کے ساتھ محبت، بہی خواہی، اور خیر سگالی کا برتاؤ جاری رکھا۔ عداوت کو ان کے دلی خلوص کی منزل میں کبھی بار نہیں ملا۔ وہ اس اسلامی قافلہ کے آخری افراد میں سے تھے جن کی خدمات کے نقوش دور حاضر کی تاریخ کا ایک بیش بہا سرمایا ہیں''۔ (داؤد غزنوی: 31-32-35-36۔)

مولانا محمد حنیف ندوی

''اوّل میں جب ان سے ملا تو ان کے بارہ میں میرا یہی تاثر تھا کہ میدان خطابت میں ان کی شعلہ افشانیاں مسلم، لیکن حدود مطالعہ کے اعتبار سے یہ دوسرے سیاسی لیڈروں سے کچھ زیادہ مختلف نہ ہوں گے۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر حیرت انگیز تعجب ہوا کہ قرآن وحدیث اور فقہ میں یہ ان تمام مقامات ووفود سے آگاہ ہیں جو فہم وادراک کے لئے اچھی خاصی مجتہدانہ کاوشوں کے طالب ہیں۔ مجھے ان کی لائبریری کا جائزہ لینے کا بارہا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کوئی اہم کتاب ایسی نہیں اور کسی کتاب کا کوئی اہم باب ایسا نہیں جس پر ان کے حواشی وتعلیقات کی چھاپ نہ ہو خصوصیت سے فقہ وتفسیر کے مسائل پر ان کی نظر بہت گہری تھی''۔ (داؤد غزنوی: 41)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سید عبداللہ

''تحریک خلافت واحرار کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے بڑے بڑے خطیب پیدا کیے، مولانا ابوالکلام آزاد، علی برادران (مولانا محمد علی، شوکت علی) ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خان اور مولانا ظفر علی خان تو خلافت سے قبل ہی روشناس خلق ہو چکے تھے اب ان کے مقابلے میں نسبتاً جوان اور نوجوان خطیب چمکے تھے ان میں سید عبداللہ شاہ بخاری کی خطابت کا تذکرہ تو صدیوں کے پیمانے سے ناپا جا سکتا ہے اور ان کے ساتھ افضل خطیب مولانا داؤد غزنوی بھی تھے۔

غزنوی صاحب جیسی مکمل خطابت کسی اور کو میسر نہ تھی ایک بلند قامت وجیہہ شخصیت اپنی گونج دار آواز کے ساتھ، فقروں کے زیروبم میں عالمانہ رعب وداب کے ساتھ جب محو تکلم ہوتے تھے تو شاعرانہ محاورے کے مطابق عنادل بھی ٹھٹھک کر رہ جاتی تھیں۔

ان کے خاندان کے بزرگوں نے جو کچھ کیا وہ ایک الگ داستان ہے۔ مولانا داؤد غزنوی نے تحریک خلافت اور اس کے بعد آزادی وطن اور قیام پاکستان تک تمام تحریکوں میں اس روایت کو رکھا۔ بارہا قید ہوئے، نظر بند ہوئے، مصائب برداشت کیے، مگر جس راستے کو اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید خیال کیا اس پر قائم رہے''۔ (داؤد غزنوی: 48-49۔)

شورش کاشمیری

''اس حقیقت سے شاید کم لوگ واقف ہوں گے پنجاب کے علماء میں سے وہ پہلے عالم دین تھے جنہوں نے تحریک خلافت کے زمانہ میں انگریزی حکومت کے خلاف اپنا پرچم کھولا۔ پہلے شخص تھے جنہوں نے امرتسر میں انگریزی حکومت کے خلاف وعظ وارشاد کا سلسلہ شروع کیا اور یہ شرف تاریخ نے ان کے سپرد کر دیا وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو منبر ومحراب کے جمود سے کھینچ کر جہاد وغزا کے میدان میں اٹھا لائے خود شاہ جی بھی اعتراف فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے یہ واقعہ ہے کہ امرتسر کی دینی زندگی میں سیاسی ہلچل ڈالنے کا آغاز انہی کی بدولت ہوا۔ انہیں پنجاب میں علماء کی جنگ آزادی کا پہلا سالار کہا جاتا ہے"۔(داؤد غزنوی:64)

رئیس احمد جعفری

"مولانا داؤد غزنوی نے جس جماعت کو بھی شرف قبولیت بخشا پورے خلوص کے ساتھ اس کی خدمت کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں وہ عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے ان کی ذہانت فکر ہر طرح کے اختلافات کے باوجود اصول موضوعہ کی طرح اپنی جگہ مسلم تھی۔ اس زمانے میں کسی شخص کا یہ مقام حاصل کر لینا بہت بڑی بات ہے اور یہ بات اس شخص میں پیدا ہو سکتی ہے جو واقعی بڑا ہو اور کوئی شبہ نہیں آپ ہر اعتبار سے عظیم وجلیل تھے۔

صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے باد صبا
یادگار شمع تھی محفل میں پروانے کی خاک"

(داؤد غزنوی:73)

محمد اسحٰق بھٹی

"مولانا داؤد غزنوی کی عظیم خصوصیت یہ تھی کہ ان کا ظرف بہت وسیع تھا انتہائی وسعت قلب کے مالک تھے۔ ایک خاص مسلک وفقہ کے پابند ہونے کے باوجود تعصّبات سے ان کا دل صاف تھا۔ مولانا احمد علی سے ان کے تعلقات بہت گہرے تھے ان کی وفات پر فرمایا: آج دین کا ایک ستون گر گیا ہے اور میرے قریب رفقاء میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پر نہ ہو سکے گا۔ مولانا داؤد کو مفتی محمد حسن امرتسری سے خاص لگاؤ تھا ہفتہ عشرہ بعد نماز عصر کے بعد مفتی صاحب کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان سے مسائل تصوف اور دیگر مسائل پر گفتگو فرماتے۔ مولانا غزنوی مولانا سید مودودی کا بہت احترام کرتے اور مجموعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے ان کی خدمات کو سراہتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے"۔ (داؤد غزنوی: 145-144)

مولانا عبدالعظیم انصاری

مولانا سید محمد داؤد غزنوی علم وفضل، زہد واتقا، اور فہم وفراست میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ کا تبحر علمی اور سیاسی بصیرت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ذہانت، فطانت اور فہم وفراست آپ کی مسلم تھی تمام علوم متداولہ میں گہرا ادراک اور بصیرت حاصل تھی۔ آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ (تحریک پاکستان اور اہل حدیث: 31)

فصل ثانی

مولانا سید ابوالحسن علی، مولانا غلام رسول مہر، مولانا محمد حنیف ندوی، ڈاکٹر سید عبداللہ شورش کاشمیری، سید رئیس احمد جعفری، مولانا محمد اسحٰق بھٹی اور مولانا عبدالعظیم انصاری نے مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے جو تاثرات بیان کئے ہیں وہ ان کی تحریروں سے ماخوذ ہیں جن کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

درج ذیل مشاہیر کے جو تاثرات ذیل میں نقل کئے جا رہے ہیں یہ راقم نے وقتاً فوقتاً ان سے مولانا غزنوی کے بارے میں میرے استفسار پر بیان فرمائے اور راقم آثم کے ذہن میں محفوظ تھے۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کا تعلق اس علمی خاندان سے تھا جنہوں نے حق وصداقت کی خاطر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا۔ مصائب وآلام سے دوچار ہوئے، مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کی، وطن سے بے وطن ہوئے لیکن ان کے پائے ثبات استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

مولانا غزنوی کے والد بزرگوار امام مولانا سید عبدالجبار کو میں نے نہیں دیکھا ان کے انتقال کے وقت تو میری عمر چار سال کی ہوگی۔ مولانا عبدالواحد غزنوی کی زیارت کی ہے، بڑے نیک سیرت، مخلص اور متقی وپرہیزگار تھے اللہ تعالیٰ انکی دعائیں قبول کرتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کو پہلی بار امرتسر میں دیکھا اور ان سے شرف نیاز حاصل ہو بعد میں دہلی میں بھی ان سے کئی بار ملا۔ امرتسر میں میں نے انکا کتب خانہ دیکھا تھا جو بہترین تفاسیر، کتب حدیث، فقہ، اصول فقہ، اسماء الرجال، تاریخ و سیر، وغیرہ پر مشتمل تھا طبقات الحنابلہ میں نے پہلی بار وہاں دیکھی تھی۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا مرحوم سے بہت زیادہ قرب رہا۔ میں نے ان جیسا پرہیز گار، متقی اور صاحب علم وبصیرت عالم نہیں دیکھا مطالعہ کا بہت زیادہ شوق تھا اتنی مصروف اور بھرپور زندگی گزارنے والا اور مطالعہ کا شوقین اور ان کی وسعت معلومات پر حیرانی ہوتی تھی۔ امرتسر میں کا کتب خانہ سکھوں نے جلا دیا تھا جس کا مرحوم کو زندگی بھر افسوس رہا جب بھی اس کتب خانہ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے اور مجھ سے کئی بار فرمایا کہ میں نے بڑی محنت سے یہ کتابیں جمع کیں آپ اندازہ نہیں کرسکتے بڑی مشکل سے روپے جمع کرتا اور کتابیں خریدتا۔

مولانا داؤد غزنوی بڑے وسیع المطالعہ تھے کوئی ایسی کتاب ان کے کتب خانہ میں نہ ہوگی جو ان کی نظر سے نہ گزری ہو مجھے جب بھی کسی کتاب کی ضرورت ہوئی تو میرے طلب کرنے پر فوراً الماری سے نکال کر دے دیتے۔ جب میں اس کو پڑھنے لگتا تو جابجا انکے حواشی لکھے نظر آتے۔

پاکستان میں جمعیۃ اہل حدیث کو منظم اور فعال بنانے میں ان کی خدمات قدر کے قابل ہیں مولانا اسمٰعیل صاحب مولانا حنیف ندوی اور خاکسار نے ان کے ساتھ پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبوں کا دورہ کیا اور جماعت اہلحدیث کو روشناس کرایا۔

مولانا غزنوی وقت کے بڑے پابند تھے ہر کام پروگرام کے تحت کرتے اور اس میں ایک منٹ کی تاخیر بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ جمعیۃ اہل حدیث کی مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا اور جو وقت طے کیا اس کے مطابق اجلاس کی کارروائی پورے وقت پر شروع کر دی جو ممبر وقت سے بعد آتا تو اظہار ناپسندیدگی فرماتے اور اس سے جواب طلبی کرتے کہ آپ وقت پر کیوں نہیں پہنچے اتنے منٹ دیر سے آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا غزنوی کی مسائل دینیہ پر وسیع نظر تھی چاروں ائمہ فقہ کی کتابیں ان کی نظر سے گزری تھیں جب بھی کوئی فتویٰ لکھتے تو اس میں قرآن و حدیث اور آثار صحابہ کے بعد ائمہ فقہ میں سے بھی کسی ایک امام کا قول فتویٰ کی تائید میں درج کرتے تھے۔ علمائے کرام کے بڑے قدر دان تھے اس لئے ہر مکتب فکر کے علماء سے ان کے تعلقات تھے اور وہ ان کا احترام کرتے تھے مولانا داؤد غزنوی بڑی خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ غالب نے صحیح کہا ہے:

مقدور ہوں تو خاک سے پوچھوں اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیئے

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی کا تعلق سوہدرہ سے تھا اور میرے پڑوسی بھی تھے عزیز داری بھی تھی۔ جب کبھی لاہور سے سویدرہ آتے تھے میں ان سے ضرور ملتا۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ مولانا سید داؤد غزنوی خاندان غزنویہ کے گل سر سید تھے ان کے دادا مولانا سید عبداللہ غزنوی اور والد مولانا سید عبدالجبار غزنوی کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا۔

مولانا سید داؤد غزنوی کی مذہبی و سیاسی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ تحریک خلافت، مجلس احرار، جمعیۃ العلماء ہند، کانگرس، اور مسلم لیگ ان کے کارنامے تاریخ کا ایک حصہ ہیں اور جماعت اہلحدیث کو ترقی کی راہ پر ڈالنے میں ان کی خدمات ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مولانا غزنوی وسیع المطالعہ عالم تھے ٹھوس اور قیمتی کتابیں مطالعہ کرتے تھے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی تصانیف کے شیدائی تھے اور ان دونوں ائمہ کرام کی تصانیف کا بالتزام مطالعہ کرتے تھے۔

میں جب بھی ان سے ملا بڑی خندہ پیشانی اور محبت سے ملتے اور سب سے پہلے یہ دریافت کرتے کہ آپ آج کل کیا علمی کام انجام دے رہے ہیں؟ اور میں جب ان کو کام کی نوعیت کے بارے میں بتاتا تو بہترین مشوروں سے نوازتے اور یہ بھی فرماتے کہ اس کام کے لئے فلاں فلاں کتاب سے رہنمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کریں۔ اگر آپ کے پاس کتاب نہیں ہے تو میرے کتب خانہ سے لے جائیں۔ ابن رشد کی کتاب بدایۃ المجتہد کے ترجمہ کا مشورہ مولانا غزنوی ہی نے مجھے دیا تھا (ترجمہ مولوی امام خان صاحب نے مکمل کرلیا تھا اب معلوم نہیں اس کا مسودہ کہا گیا ہے آیا ان کے صاحبزادہ عبدالباقی ایڈووکیٹ کے پاس ہے یا کہیں ضائع ہوگیا ہے)۔

مولوی ابو یحییٰ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ مولانا داؤد غزنوی جیسا نڈر، بیباک، حق گو اور شجاع عالم جماعت اہلحدیث میں پیدا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

مولوی ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی

مولانا سید محمد داؤد غزنوی ایک جید عالم اور ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ میری ان سے شناسائی غالباً 1931ء میں ہوئی اخبار اہلحدیث امرتسر میں میرے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے اور ان کی نظر سے گزرتے تھے سویدرہ کے نام سے بھی واقف تھے۔ پہلی ملاقات میں مجھے اچھی طرح یاد ہے آپ نے فرمایا تھا کہ سوہدرہ کے مولانا غلام نبی الربانی (جدامجد مولانا عبدالمجید سویدروی) میرے دادا مولانا سید عبداللہ غزنوی کے مرید خاص تھے۔

قیام پاکستان سے قبل بہت کم ان سے ملاقات ہوئی لیکن پاکستان کے قیام کے بعد ان سے بہت زیادہ ملاقاتیں ہوئیں۔ 1960ء میں جمعیۃ اہلحدیث گوجرانوالہ کا ایک اجلاس ان کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں خاکسار کو خصوصی دعوت دی گئی میں اس اجلاس میں شریک ہوا اس اجلاس میں طے پایا کہ عیسائی مشنری آجکل بڑی سرگرم ہے اور اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ بیشمار مسلمان عیسائی مذہب قبول کررہے ہیں اس کی روک تھام ہونی چاہیئے اور عیسائیت کی تردید میں پمفلٹ اور کتابیں شائع کرنی چاہیئں۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی نے میرا نام تجویز کیا کہ آپ اس سلسلہ میں "اسلام اور عیسائیت" کے عنوان سے ایک کتاب لکھیں جو کم از کم ایک سو صفحات پر مشتمل ہو جمعیۃ اہلحدیث گوجرانوالہ اس کو شائع کرے گی۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے اس کی تائید کی اور فرمایا جتنی جلدی ہوسکے آپ کتاب لکھ کر مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمٰعیل صاحب کے حوالہ کریں تاکہ جتنی جلدی ہو سکے یہ کتاب چھپ جائے۔ چنانچہ میں نے اسلام اور عیسائیت کے نام سے 96 صفحات پر مشتمل کتاب لکھی جو ستمبر 1961ء میں جمعیۃ اہلحدیث گوجرانوالہ کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی مطالعہ بہت کرتے تھے کوئی ایسی کتاب ہو گی جو ان کے مطالعہ میں نہ آئی ہو۔ اجلاس ختم ہوا کھانا کھایا گیا اور اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ نماز ظہر کے بعد میں نے اجازت چاہی تو مولانا داؤد غزنوی نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کے پاس کتاب ہے (کتاب کا نام میرے ذہن سے اتر گیا ہے اتنا یاد ہے کہ وہ کتاب چار جلدوں میں تھی) میں نے اثبات میں جواب دیا تو مولانا غزنوی نے فرمایا: ''کتاب مجھے بھیج دینا مطالعہ کے بعد واپس کر دوں گا''۔ چنانچہ میں نے وہ کتاب مولوی امام خان نوشہروی کے ذریعہ مولانا غزنوی کو بھجوا دی تقریباً تین چار ماہ بعد مولانا غزنوی سے لاہور میں ملاقات ہوئی تو آپ نے گلہ کیا کہ آپ نے کتاب نہیں بھجوائی میں نے عرض کی کہ میں نے اسی وقت مولوی امام خان نوشہروی کے ذریعہ کتاب بھجوا دی تھی۔ مولانا نے فرمایا میرے پاس نہیں پہنچی اس کے بعد میں نے مولوی امام خان نوشہروی کو لکھا کہ کتاب مولانا غزنوی کو جلد پہنچا دی جائے لیکن کتاب ان کے پاس نہ پہنچی اور نہ ہی مجھے واپس ملی۔ مولانا غزنوی نے بھی جنوری 1963ء میں سفر آخرت اختیار کیا اور مولوی امام خان نوشہروی بھی جنوری 1966ء میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گئے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی زندگی بڑی مصروف گزری ان کے مذہبی و سیاسی کارنامے تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ 1919ء تا 1947ء تک کا دوران خیز دور تھا۔ حکومت برطانیہ کے خلاف ان کی تقریریں بڑے شوق سے سنی جاتی تھیں تقریر کرتے تو معلوم ہوتا کہ آگ کے گولے برس رہے ہیں۔ بڑے حق گو عالم تھے اور بڑے ٹھوس دلائل سے حکومت پر تنقید کیا کرتے تھے۔ حدیث نبوی ﷺ سے انہیں بڑا شغف تھا۔ حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ غلام احمد پرویز نے طلوع اسلام میں حدیث کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا تو میں نے پروفیسر صاحب کے مضامین کے جواب میں الاعتصام لاہور میں کئی ایک مضامین لکھے تو مولانا غزنوی نے مجھے لکھا کہ آپ کے مضامین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی کی حمایت اور پروفیسر صاحب کی خرافات کے بارے میں الاعتصام میں پڑھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے حدیث کی تائید اور حمایت میں قلم اٹھایا ہے۔

مولانا داؤد غزنوی صحیح معنوں میں ایک جید عالم دین تھے۔ ہر مکتب فکر کے علماء ان کے علمی تبحر کے معترف تھے اور ہر مکتب فکر کے علماء ان کا احترام کرتے تھے اور اس احترام کی وجہ ان کی اعتدال پسندی تھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین"۔

پروفیسر حکیم عبداللہ خان نصر سوہدروی

مولانا سید محمد داؤد غزنوی تحریک آزادی کے بلند مرتبہ رہنما اور جید عالم دین تھے ان کا تعلق ایک ایسے علمی خاندان سے تھا جس نے حق وصداقت کی خاطر اتنی تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کیں کہ اس کی تاریخ میں مثال ملنی مشکل ہے۔

میں نے ان کا نام 1921ء میں مولانا محمد اسمٰعیل السلفی سے سنا کہ میں ان دنوں مولانا اسمٰعیل کے پاس گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھا۔ 1919ء میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا کفایت اللہ دہلوی، علی برادران (محمد علی، شوکت علی) حکیم اجمل خان اور دوسرے علماء و سیاسی زعماء کی کوشش سے مجلس خلافت قائم ہو چکی تھی اور 1921ء میں مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، مولانا عبدالباری، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا آزاد سبحانی، مولانا سید سلیمان ندوی، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کی سعی وکوشش سے جمعیۃ العلماء ہند بھی قائم ہو چکی تھی۔

1921ء میں برطانوی حکومت کے خلاف علمائے کرام اور سیاسی زعماء نے آوازہ بلند کیا میں نوجوان تھا۔ میں نے بھی حکومت کے خلاف جلسوں میں تقریریں کرنی شروع کیں۔ مولانا داؤد غزنوی بھی بڑی پرجوش تقریریں کرتے تھے اور اخباروں میں ان کی تقریروں کے اقتباس شائع ہوتے تھے چنانچہ مولانا غزنوی کو گرفتار کرکے تین سال کے لئے میانوالی جیل میں نظر بند کر دیا گیا اور میں بھی دو سال کے لئے میانوالی جیل پہنچ گیا۔ جیل میں میری پہلی ملاقات مولانا سید داؤد غزنوی سے ہوئی اور دو سال تک رفاقت رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید داؤد غزنوی جید عالم دین تھے ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نظر وسیع تھی دو سال تک میں میانوالی جیل میں ان کے درس قرآن سے مستفیض ہوتا رہا۔ اس لحاظ سے میں انہیں اپنا استاذ تسلیم کرتا ہوں۔ رہائی کے بعد میں طبیہ کالج دہلی میں داخل ہو گیا اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پروفیسر ہو گیا۔ مولانا داؤد غزنوی سیاسی میدان میں اپنا ایک خاص مقام بنا چکے تھے۔ ان کی تقریروں کی سارے ہندوستان میں دھوم تھی مدت بعد ان سے لاہور میں جب کہ میں موسم گرما کی تعطیلات گزارنے پنجاب آتا تھا ملاقات ہوتی تھی تو مل کر بہت خوش ہوتے اور جیل کے بیتے دنوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا مستقل طور پر لاہور ہی میں رہتے تھے اور میں نے اپنے وطن سوہدرہ میں ڈیرے ڈال دیئے تھے جب کبھی اتفاق سے لاہور جانا ہوتا تو کبھی کبھی ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ شیش محل روڈ چلا جاتا بڑی خندہ پیشانی سے ملتے اچھی مہمان نوازی کرتے اور فرماتے حکیم صاحب! آپ نے سوہدرہ میں کیوں ڈیرے ڈال دیئے آپ کو لاہور میں آباد ہونا چاہیئے تھا میں جواب دیتا کہ میں نے سوہدرہ اس لئے رہائش اختیار کی کہ میں اپنے عزیزوں اور اہل قصبہ کی خدمت کر سکوں لیکن مجھے اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

جب بھی مولانا سید داؤد غزنوی سے ملاقات ہوتی تھی حالات حاضرہ پر تبصرہ ہوتا تھا مسیح الملک حکیم اجمل خان، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خان اور ڈاکٹر انصاری رحمہم اللہ اجمعین کی شخصیت ضرور زیر بحث آتی۔ مولانا غزنوی ان حضرات کی ملی و سیاسی خدمات کا اعتراف کرتے۔ موقع کے لحاظ سے میں مولانا ظفر علی خان کے اشعار سناتا تو بہت محظوظ ہوتے تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ مولانا غزنوی سحر طراز مقرر اور انقلاب خیز خطیب تھے ان کی زبان میں دریا کی روانی پائی جاتی تھی وہ ایک سیاسی رہنما ہونے کے علاوہ ایک پختہ کار عالم دین تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ و تاریخ پر ان کو کامل دستگاہ تھی۔

قیام پاکستان کے بعد ایک طرح سے ملکی سیاست میں زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ اب ان کی زیادہ توجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعات اہلحدیث کو منظم اور فعال بنانے کی طرف تھی۔ غالباً 1962ء میں میری ان سے آخری ملاقات ہوئی تو مجھے ان کا چہرہ دیکھ کر محسوس ہوا کہ اب ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ میں نے عرض کی مولانا اب آپ کو زیادہ کام نہیں کرنا چاہیئے، آرام زیادہ کریں۔ میں نے نبض دیکھی تو مجھے محسوس ہوا کہ اب ان کی صحت مشکل سے ہی بحال ہوگی۔ میں نے پرہیز اور آرام کا مشورہ دیا فرمانے لگے حکیم صاحب بہت کم کھاتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں لیکن زیادہ آرام نہیں کرسکتا کوئی نہ کوئی آدمی آجاتا ہے اور اس کا کام کرنا پڑتا ہے بہرحال میں نے یہی مشورہ دیا کہ آرام کی زیادہ ضرورت ہے اس کے بعد ملاقات نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ دسمبر 1962ء میں خالق حقیقی سے جاملے۔

پروفیسر حکیم عنائت اللہ نسیم سوہدروی

مولانا سید محمد داؤد غزنوی جامع الصفات تھے وہ بیک وقت علوم قرآن کے ماہر تھے اور حدیث نبوی ﷺ کے پورے عالم بھی۔ وہ بیک وقت مورخ بھی تھے اور محقق بھی، متکلم بھی تھے اور معلم بھی نقیہ بھی تھے اور ادیب بھی شعلہ نوا خطیب اور مقرر بھی، بلند پایہ صحافی، نقاد اور مجاہد بھی تھے۔

حق گوئی اور بیباکی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے بہت بڑے سیاسی، مذہبی اور ملی رہنما تھے میں نے ان کا نام سن رکھا تھا مولانا ظفر علی خان ان کو بڑے اچھے پیرایہ میں یاد کرتے تھے اور ان کی ملی وسیاسی خدمات کے معترف تھے مجلس احرار میں دونوں اکٹھے رہے اس لئے ان کی خدمات کے بہت معترف تھے میں نے ان کو پہلی بار دہلی میں دیکھا تھا اور ان کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا مولانا غزنوی بڑے بے مثال خطیب تھے تقریر کرتے تو محسوس ہوتا کہ آگ کے شعلے برس رہے ہیں بڑی روانی سے بولتے تھے ان کی تقریر بڑی مؤثر ہوتی تھی سامعین بڑی توجہ سے ان کی تقریر سنتے تھے۔ میری ان سے ملاقات پہلی بار دہلی میں ہوئی اور اپنا تعارف کروایا کہ میرا تعلق سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔ مولانا غزنوی نے فرمایا:

سوہدرہ کو اچھی طرح جانتا ہوں وہاں ایک عالم دین مولانا غلام نبی الربانی (جدامجد مولانا عبدالمجید سوہدروی) تھے جو میرے دادا عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی مرحوم ومغفور کے مرید خاص تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے عرض کی کہ مولانا غلام نبی الربانی میرے استاذ تھے اور میں نے ان سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا بہت ولی اللہ تھے صاحب کرامات تھے سوہدرہ میں توحید وسنت کی اشاعت ان ہی کی وجہ سے ہوئی اور خاص کر ہماری ککےزئی برادری انہی کی تبلیغ و دعوت سے توحید وسنت کی راہ پر گامزن ہوئی۔

قیام پاکستان سے پہلے جتنی بھی بار مولانا غزنوی سے ملاقات ہوئی دہلی میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد وہ مستقل طور پر لاہور رہائش رکھتے تھے اس لئے گاہے بگاہے ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے میرا مولانا ظفر علی خان سے جو تعلق تھا اس سے بخوبی واقف تھے جب بھی ملاقات ہوتی تھی حالات حاضرہ پر گفتگو ہوتی اور مولانا ظفر علی خان کے اشعار سننے کی فرمائش کرتے تھے میں شعر سناتا تو بہت محظوظ ہوتے۔ تقریباً ہر ملاقات میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خان کا تذکرہ ہوتا میں نے ایک ملاقات میں مولانا ظفر علی خان کا یہ شعر سنایا:

جہاں اجتہاد میں سلف کی رہ گم ہو گئی

ہے تجھ کو اس میں جستجو تو پوچھ ابوالکلام سے

تو مولانا غزنوی نے سن کر فرمایا اس میں کیا شک ہے مولانا ابوالکلام مجتہد اور امام تھے ان کی علمی و فقہی بصیرت سے کون انکار کرسکتا ہے نثر کے بادشاہ تھے۔ حسرت نے سچ کہا ہے:

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر

نظم حسرت میں کچھ مزہ نہ رہا

مولانا ظفر علی خان کے بارے میں مولانا داؤد غزنوی فرمایا کرتے تھے کہ ان جیسا نڈر، مجاہد اور حق گو، بیباک لیڈر سارے ہندوستان میں پیدا نہیں ہوا۔ مولانا ظفر علی خان اور ان کے اخبار زمیندار نے لوگوں میں آزادی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کیا یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور ہمدرد نے برصغیر کی تحریک آزادی میں جو خدمات انجام دیں اس سے انکار نہیں لیکن عوام تک آزادی کی آواز مولانا ظفر علی خان اور ان کے اخبار زمیندار نے پہنچائی۔ داغ دہلوی نے سچ کہا تھا کہ پنجاب نے ظفر علی خان اور اقبال پیدا کر کے اپنے ماضی کی تلافی کر دی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم صاحب نے ایک دن راقم سے فرمایا کہ:

عراقی صاحب کل میں لاہور گیا تھا مولانا عطاء اللہ حنیف سے ملنے گیا انھوں نے آپ کو سلام کہا ہے اتفاق سے عصر کی نماز کا وقت ہو گیا مولانا عطاء اللہ حنیف نے فرمایا میاں اندر مدرسہ میں نماز پڑھ لو مولانا غزنوی سے بھی ملاقات ہو جائے گی چنانچہ میں مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا نماز کے بعد مولانا عطاء اللہ صاحب مکتبہ پر تشریف لے آئے اور میں مولانا سید داؤد غزنوی کے پاس بیٹھ گیا بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے ملے فرمانے لگے چلو اندر دفتر میں بیٹھتے ہیں چنانچہ میں مولانا کے ساتھ ان کے دفتر میں چلا گیا حال احوال دریافت کیا چائے منگوائی کچھ دیر حالات حاضرہ پر گفتگو ہوئی دوران گفتگو یہ ذکر آ گیا کہ آجکل آپ کی مسجد (سوہدرہ) میں کون خطیب ہیں میں نے بتایا مولوی علم الدین صاحب ہیں بڑے نیک سیرت انسان ہیں مولانا عطاء اللہ حنیف کے بڑے گہرے دوست ہیں اور مولانا عطاء اللہ ہر دو تین ماہ بعد ان سے ملنے سوہدرہ تشریف لے جاتے ہیں۔

مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا:

حکیم صاحب میں مولوی علم الدین صاحب کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں کبھی کبھی یہاں تشریف لاتے ہیں اور مجھ سے مل کر جاتے ہیں آپ ملک صاحبان آف سوہدرہ کے بارے میں سن رکھا ہے کہ آپ کسی علم دین کو اپنی مسجد میں زیادہ دیر ٹھہرنے نہیں دیتے مولوی علم الدین ولی اللہ ہیں ان کی خدمت کرنا ان سے فیض حاصل کرو ان کی بددعا سے بچنا بڑے خدا رسیدہ عالم دین ہیں۔

میں نے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ نے مولوی علم الدین صاحب کو بتایا ہے حکیم صاحب نے کہا ہاں میں نے مولوی صاحب کو ساری بات بتائی ہے مولوی صاحب سن کر رونے لگ گئے۔ حکیم صاحب اکثر مجھ سے کہا کرتے تھے کہ مولانا داؤد غزنوی جیسا صاحب کمال عالم پورے ہندوستان میں پیدا نہیں ہوا اور ظفر علی خان نے سچ فرمایا تھا:

قائم ہے ان سے ملت بیضا کی آبرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی علم و فضل کے سمندر تھے وہ ایک عظیم مقرر اور خطیب تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت سے بھی نوازا تھا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور علیین میں مقام کرے۔ آمین۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید عمر فاروق غزنوی

مولوی سید عمر فاروق غزنوی مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے بڑے صاحبزادے تھے بڑے نیک اور صالح نوجوان تھے کچھ عرصہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کی جماعت مجاہدین چمرقند میں شامل رہے اور لریزوں کے خلاف کئی معرکوں میں شریک جہاد ہوئے۔

مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں کہ:

''مولوی عمر فاروق غزنوی مولانا کے بڑے صاحبزادے تھے نیک اور وظائف وغیرہ کے پابند، میرے مخلص دوست تھے ان کی اپنی خریدی ہوئی شیخوپورہ روڈ پر آٹھ نو مربعے زرعی زمین تھی وہاں ان کا باقاعدہ ڈیرہ تھا جسے ''شاہ ڈیرہ'' کہا جاتا تھا۔ ٹیوب ویل، ٹریکٹر سب کچھ تھا والد یا بھائی کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا وہ زمینوں پر اپنے ڈیرے پر رہتے تھے پانچ چھ روز کے بعد گھر آتے تھے گھر میں ہوتے تو عام طور پر نیچے مولانا کے دفتر میں آکر اخبار پڑھتے اور اگر کوئی ضروری بات کرنا ہوتی تو کرتے ایک دن میں مولانا کے پاس گیا تو مولوی عمر فاروق بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے مولانا نے مجھ سے کہا:

مولوی اسحٰق (مولوی عمر فاروق کی طرف اشارہ کرکے) آپ ہیں مولانا عمر فاروق غزنوی آٹھ نو مربعے آپ کی زرعی زمین ہے۔ اچھی خاصی رقم بینک میں جمع ہے ٹیوب ویل ٹریکٹر سب اللہ نے دیا ہے آپ ایک ہفتے بعد کپڑے بدلتے ہیں اور دو سال کے بعد ٹوپی خریدتے ہیں۔ میں بھی ہنس پڑا اور مولوی عمر فاروق بھی ہنس پڑے اور بولے:

نہیں ابا جی ہفتے کے بعد تو نہیں چار دن کے بعد کپڑے بدلتا ہوں مولانا مسکرائے اور فرمایا دوسرے دن بدلنے کی ہمت نہیں پڑتی''۔ (نقوش عظمت رفتہ:70)

مولوی عمر فاروق نے 22 جون 1978ء کو لاہور میں انتقال کیا اور اپنے والد مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے پہلو میں قبرستان میانی میں دفن ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید ابوبکر غزنوی

مولانا سید ابوبکر غزنوی 1927ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے دینی تعلیم کا آغاز اپنے والد بزرگوار مولانا سید محمد داؤد غزنوی سے کیا دنیوی تعلیم میں ایم اے اسلامیات ۔ ایم اے عربی اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں ۔ دینی تعلیم میں اپنے والد کے علاوہ مولانا شریف اللہ خان، مولانا محمد عبدہ اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی سے استفادہ کیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے بعد میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں شعبہ اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے وہاں کچھ مدت تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد آپ کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی بڑے عبادت گزار، صوفی منش اور وسیع المطالعہ انسان تھے بڑے وسیع الاخلاق، بردبار ذہین طباع اور وسیع المعلومات عالم دین تھے۔

16 دسمبر 1963ء کو مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے انتقال کیا مولانا غزنوی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کے امیر تھے چنانچہ ان کی جگہ مولانا محمد اسمٰعیل السلفی کو امیر مقرر کیا گیا مولانا محمد اسمٰعیل السلفی پہلے ناظم اعلیٰ تھے اور مولانا سید ابوبکر غزنوی کو مولانا سلفی کی جگہ جمعیۃ اہلحدیث کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا مگر آپ زیادہ دیر تک اس عہدے پر نہ رہ سکے اور مولانا محمد اسمٰعیل نے انہیں ناظم اعلیٰ کے عہدے سے برطرف کر دیا جس سے جماعت اہلحدیث انتشار کا شکار ہوگئی۔ مولانا سلفی مرحوم نے ان کی جگہ میاں فضل حق مرحوم جو اس سے پہلے مدرسہ جامعہ سلفی کمیٹی ہو گئے تھے اب جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کے ناظم اعلیٰ بن گئے جمعیۃ اہلحدیث ایک دینی و مذہبی جماعت تھی سیاسی نہ تھی اس اہم عہدہ پر ایک جید عالم دین کا ہونا ضروری تھا میاں فضل حق مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ تھے مگر عالم دین نہ تھے اس کے بعد مولانا سید ابوبکر غزنوی ایک طرح سے جمعیۃ اہلحدیث سے علیحدہ ہوگئے اور جمعیۃ اہلحدیث سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا۔

مولانا محمد علی جانباز لکھتے ہیں:

”میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہی وجہ تھی کہ سید ابوبکر صاحب نے اپنی مرتب کردہ کتاب ”سیدی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابی“ میں اپنے والد محترم مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے ”اہلحدیث“ ہونے کا کہیں اس انداز سے ذکر نہیں کیا جتنا کہ وہ اہلحدیث ہی کے حوالے سے معروف تھے اور جتنی انہوں نے امیر جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کی حیثیت سے خدمات سرانجام دی تھیں۔ بہرحال یہ بھی ایک جماعتی سانحہ تھا“۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث:81/2)

لاہور میں حکیم محمد سعید شہید نے سیرت کانفرس کا انعقاد کیا اس کے ایک اجلاس میں راقم محترم حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم کے ساتھ شریک اجلاس ہوا اجلاس کی اس نشست میں مقررین میں امام کعبہ شیخ عبداللہ بن سبیل رحمہ اللہ، جسٹس محمود الرحمٰن سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان اور مولانا سید ابوبکر غزنوی شامل تھے۔

امام کعبہ نے سب سے پہلے عربی میں تقریر کی اور ان کی تقریر کا اردو ترجمہ ایک صاحب نے کیا ان کا نام اس وقت ذہن میں نہیں رہا۔ دوسرے نمبر پر جسٹس محمود الرحمٰن نے تقریر کی جسٹس صاحب نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس کا ترجمہ نہیں سنایا گیا تھا تیسرے نمبر پر مولانا سید ابوبکر غزنوی کی تقریر تھی آپ کی تقریر کا عنوان تھا اسلام کا مالیاتی نظام اور سید صاحب نے بھی انگریزی میں تقریر کی آپ کی تقریر میں ایسی روانی تھی کہ سامعین میں جو انگریزی زبان پر عبور رکھتے تھے تالیاں بجا بجا کر سید صاحب کو داد دی۔

تقریر ختم ہونے کے بعد راقم اور حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم سید صاحب کو ملے بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے میں نے عرض کی کہ آپ نے جمعیۃ اہلحدیث سے علیحدگی کیوں اختیار کی جس جماعت کی آبیاری اور اس کو فعال اور منظم بنانے میں آپ کے والد بزرگوار مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت کی۔

سید صاحب نے فرمایا:

”میں خود علیحدہ نہیں ہوا بلکہ علیحدہ کیا گیا ہوں اور میں نے اب جماعت اہلحدیث سے مکمل علیحدگی اختیار کر لی ہے میرا ایک اصول ہے کہ میں نے جو کام کرنا ہے اس کو کرنا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اہلحدیث سے جو علیحدہ ہوا ہوں اب میرا ان سے کسی قسم کا تعاون نہیں ہے اور اس میں ذرہ برابر لچک نہیں ہے"۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی قدرت کی طرف سے اچھا دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے روشن فکر اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ حافظہ بہت قوی تھا ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔ تفسیر، حدیث، تاریخ پر ان کا مطالعہ بہت زیادہ تھا ادب عربی کا بہت اعلیٰ اور ستھرا انداز رکھتے تھے ان کی تقریر بڑی شستہ ہوتی تھی وہ فطری انشا پرداز تھے تحریر میں برجستگی ملائمت اور روانی ہوتی تھی۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے انتقال کے بعد ان کی مسند تحدیث و تدریس کے وارث ہوئے اور دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور کے مہتمم مقرر ہوئے خود لکھتے ہیں کہ:

"والد علیہ الرحمۃ کا انتقال 16 دسمبر 1963ء کو ہوا اور اس کے بعد دار العلوم کی ذمہ داری اس بندہ عاجز کو سونپی گئی۔ راقم الحروف اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کی وجہ سے سید عبداللہ غزنوی اور امام عبدالجبار غزنوی کی مسند پر بیٹھنے کا اپنے آپ کو کسی طرح بھی اہل نہیں سمجھتا تھے لیکن اس بات کے پیش نظر کہ بزرگوں نے کتاب وسنت کا جو فیض جاری کیا ہے اور مدتوں سے جاری ہے کہیں بند نہ ہو جائے اس ذمہ داری کو قبول کیا۔

فتشبھوا ان لم تکونوا مثلھم
ان التشبہ بالکرام کرام

اگر تم ان جیسے نہ ہو سکو تو ان کا روپ ہی دھارو بزرگوں کا روپ دھارنا بھی ایک سعادت اور شرف کی بات ہے۔" (داؤد غزنوی:456)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے یکم اپریل 1927ء کو امرتسر سے ہفت روزہ توحید جاری کیا جو یکم مئی 1929ء تک جاری رہا۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی نے جولائی 1965ء میں لاہور سے ہفت روزہ توحید جاری کیا اس کے ناشر مولوی عمر فاروق غزنوی تھے اور نگران پروفیسر سید ابوبکر غزنوی اور اس کے ایڈیٹر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد اسحاق بھٹی تھے لیکن یہ اخبار صرف سات ماہ تک جاری رہا۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی بڑے علم دوست عالم دین تھے ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم دین بین الاقوامی شہرت کے مالک مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مرحوم ومغفور سے آپ کے دوستانہ تعلقات تھے مولانا ابوالحسن علی ندوی سید صاحب مرحوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"تقسیم ملک کے بعد ایک مرتبہ میں لاہور میں حاضر ہوا تو ہمارے فاضل مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب اور ان کے رفقاء نے ازراہِ محبت جامعہ سلفیہ میں میرے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی اور اپنی جماعت کے ممتاز لوگوں اور فضلاء ندوہ کو مدعو کیا میں حاضر ہوا تو میری حیرت وندامت کی انتہا نہیں رہی کہ مجھے وہاں ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا اور مولانا داؤد غزنوی صاحب جو میرے استاد اور بزرگوں کی صف میں تھے خود پڑھا۔ یہ ان کی بے نفسی اور تواضع کی انتہا تھی اور اس سے اس تعلق کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو ان کو سید صاحب اور ان کے خاندان اور مسلک سے تھا۔ 1962ء میں جس سال رابطہ عالم اسلامی کی بنیاد پڑی وہ حج کرنے آئے تھے رابطہ کیلئے اجلاس میں بھی وہ شریک ہوئے اور اس کے رکن منتخب ہوئے مدینہ طیبہ کے ہوٹل میں ان کی خدمت میں کئی بار حاضری ہوئی اور وہاں ان کو قلبی دورہ پڑا طبی امداد بروقت پہنچی اللہ نے فضل فرمایا اور وہ بخیریت لاہور واپس ہوئے یہ ان کی آخری زیارت وملاقات تھی جو نصیب ہوئی۔

لاہور کے قیام کے زمانہ میں ان کے صاحبزادے مولانا سید ابوبکر غزنوی سے تعارف ہوا وہ اس وقت غالباً اسلامیہ کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے معلوم ہوا کہ ان کو عربی ادب کا بڑا اچھا ذوق ہے خاندانی اثرات ان میں آئے ہیں طبیعت میں بڑی صلاحیت، دین کا ذوق اور مردان خدا کی تلاش اور اصلاح حال اور ترقی باطن کی فکر رہتی ہے میں نے براہِ راست یا کسی واسطے سے اپنی عربی کی بعض تصنیفات پیش کی بڑی مسرت کا اظہار کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اندازہ ہوا کہ عربی کا صحیح ذوق رکھتے ہیں جو اس وقت یونیورسٹیوں کے فضلاء تو الگ رہے عربی مدارس کے اساتذہ میں بھی کمیاب ہے اس کے بعد وہ برابر اپنے عہدے پر ترقی کرتے رہے۔ وہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے صدر ہوگئے۔ میں برگ سبز ست تحفہ درویش کے طور پر اپنی عربی اردو تصنیفات کسی ذریعہ سے پہنچاتا رہا کہ ان کو اہل نظر اور اہل ذوق بھی سمجھتا تھا اور مصنفین اور اہل قلم کی یہ جماعتی اور شاید عالمی کمزوری ہے کہ ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی تحریریں اور نقوش قلم اہل نظر اور اہل ذوق کی نظر سے گزریں میں نے مولانا اسمٰعیل شہید کی تقویۃ الایمان کا ترجمہ رسالۃ التوحید کے نام سے عربی میں کیا تو ان کی خدمت میں بھیجا کہ وہ خود اس مسلک کے حامل اور داعی ہیں اور ان کی کتاب اپنے والد ماجد کے تذکرہ میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے از راہ محبت میری بھی ایک تحریر شامل کی تھی اس کتاب کے ساتھ جو خط آیا وہ درج کیا جاتا ہے افسوس ہے کہ خط پر کوئی تاریخ نہیں ہے لیکن وہ دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور معروف بہ مدرسہ غزنویہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور سے لکھا گیا:

کئی برسوں سے روح آپ کی متلاشی اور جی آپ سے ملنے کا آرزومند ہے ایک یا دو خط بھی شاید رابطہ عالم اسلامی کے پتہ پر آپ کو بھیجے تھے۔ آپ کی خدمت اقدس میں کچھ وقت علمی اور روحانی استفادہ کے لئے رہنا چاہتا ہوں اور آپ سے ملاقات کی کیا تدبیر کروں؟ مستقبل قریب میں پاکستان آنے کا کوئی پروگرام آپ کا ہے؟

البعث الاسلامی رابطہ عالم اسلامی کے اخبارات اور مجلات بندہ عاجز کو نہیں ملتے اور انہیں دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ والد علیہ الرحمۃ پر ایک کتاب حال ہی میں راقم نے مرتب کی ہے جس میں آپ کی بھی ایک تحریر شامل ہے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں قبول فرمایئے۔ اگر مناسب خیال فرمائیں تو البعث الاسلامی میں تبصرہ میں فرما دیجئے آپ کی کتاب رسالۃ التوحید مل گئی تھی ترجمہ بہت حسین اور معیاری ہے کرم فرمائی کے لئے ممنون ہوں۔

نیازمند سید ابوبکر غزنوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوبکر غزنوی اس کے بعد دینیات یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر منتخب ہوئے جس کے وہ ہر طرح سے اہل تھے۔ 1976ء میں رباط میں جامعات اسلامیہ (اسلامک اسٹڈیز) کے وفاق جمعیۃ الجامعات الاسلامیہ کا جلسہ تھا جس کا نام اب رابطہ الجامعات الاسلامیہ ہے میں بھی ناظم ندوۃ العلماء کی حیثیت سے اس کا رکن اور جلسہ میں شریک تھا وہاں پاکستان سے جو مندوب آئے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ اور کن مندوبین کے آنے کی توقع ہے اس لئے کہ اب پاکستان احباب وفضلاء سے ملاقات کے یہی مواقع رہ گئے ہیں کہ ہندوستان و پاکستان سے باہر کسی علمی انجمن میں ملاقت ہو جائے انہوں نے کہا کہ دینیات یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر مولانا ابوبکر غزنوی بھی شرکت کے لئے آ رہے ہیں میں بڑا خوش ہوا کہ ہم دونوں دوست ایک دوسرے سے ملیں گے اور عہد کہن کو تازہ کریں گے اچانک ایک دن یہ خبر سنی کہ وہ لندن میں ایک موٹر کے حادثہ میں دوچار ہوئے اور اس سے جانبر نہ ہو کر جانِ جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

وما تدری نفس بای ارض تموت.

نعش پاکستان لے جائی گئی اور غالباً وہیں اپنے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ ان کی باطنی صلاحیتوں، علمی کمالات اور خاندانی اثرت اور طلب وجستجو کو دیکھ کر تا ہی کا یہ مشہور مصرع پڑھنا پڑتا ہے: خوش درخشید وے دولت مستعجل بود"۔ (پرانے چراغ: 282,280,279/2)۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی نے 16۔ اپریل 1976ء کو ایک حادثے سے لندن میں وفات پائی۔ چار دن بعد 20۔ اپریل کو نعش لاہور پہنچی اور میانی صاحب کے قبرستان میں اپنے والد مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

تصانیف

مولانا سید ابوبکر غزنوی ایک کامیاب مصنف بھی تھے آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں آپ کی تمام تصانیف مکتبہ غزنویہ شیش محل روڈ لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئیں۔

1۔ حقیقت ذکر الٰہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ اسلام اور آداب معاشرت

3۔ اسلام میں گردش دولت

4۔ عصر حاضر میں استاذ اور شاگرد کا رشتہ

5۔ اسلامی ریاست کے چند ناگزیر تقاضے۔

6۔ کتابت حدیث عہد نبوی ﷺ میں

7۔ خطبات جہاد

8۔ واقعہ کربلا

9۔ اس دنیا میں اللہ کا قانون جزا و سزا

10۔ قرآن مجید کے صوری اور معنوی محاسن (ایک اجمالی جائزہ)۔

11۔ محمدی انقلاب کے چند خدوخال

12۔ سیدی وابی (مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ)۔

یہ کتاب 464 صفحات پر مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے حالات اور ان کے علمی و سیاسی کمالات پر مشتمل ہے۔ 214 صفحات میں 22 مشہور اہل علم و قلم کے تاثراتی مقالات شامل ہیں جن میں مولانا محی الدین احمد قصوری، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا غلام رسول مہر، مولانا محمد حنیف ندوی، ڈاکٹر سید عبداللہ، شورش کاشمیری، رئیس احمد جعفری، اور مولانا محمد اسحٰق بھٹی جیسے اساطین علم و فن اور صاحب قلم شامل ہیں۔

215 تا 464 صفحات میں مولانا سید ابوبکر غزنوی نے سیدی وابی کے عنوان سے مولانا سید داؤد غزنوی کے حالات زندگی اور ان کے علمی کمالات پر روشنی ڈالی ہے۔ شروع میں اپنے جد امجد مولانا سید عبداللہ غزنوی اور اپنے دادا امام مولانا سید عبدالجبار غزنوی کے حالات بھی قلمبند کیے ہیں۔ یہ کتاب پہلی بار دسمبر 1974ء میں شائع ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری دیگر مطبوعات

- **حقیقت نفاق** — 16/=
  از مولانا ابوالکلام آزاد
- **روح نماز** — 12/=
  از محمد احسن اللہ ڈیانوی عظیم آبادی
- **بیت المقدس کس کا حق ہے؟** — 36/=
  از محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عالم اسلام

اور

صہیونی عزائم

از رشحات قلم

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

عنقریب منصۂ شہود پر آرہی ہے